وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا
(الحدیث)

خُطباتِ قاسمی

جلد اوّل

حضرت مولانا محمّد ضیاء القاسمیؒ

مَکتَبہ قَاسِمیَّہ
اے بلاک ٥ غلام محمد آباد ٥ فیصل آباد

نام کتاب............ خطبات قاسمی جلد اول

مؤلّف .... مولانا محمد ضیاء القاسمی

ناشر............ مکتبہ قاسمیہ اے بلاک

اشاعت............ اکیس

مطبع............ اصغر پریس، لاہور

تعداد............ گیارہ سو

کتابت .... محمد یوسف اعجاز ادارہ انیس الکتابت گوجرانوالہ

قیمت............ روپے

ملنے کا پتہ

ناظم مکتبہ قاسمیہ اے بلاک غلام محمد آباد، فیصل آباد

لاہور میں ملنے کا پتہ

مَکتَبہ قاسِمیّہ

۱۷، اردو بازار ○ لاہور

فون: ۷۲۳۲۵۳۶

باسمہٖ سبحانہٗ

انتساب

دین اسلام اور مسلک حقہ کی مقدس راہ میں زندگی کی اس خدمت کو بارگاہ رب العالمین میں عرض قبولیت پیش کرتے ہوئے اپنی لائق صد احترام والدہ ماجدہ مدظلہا کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے ناداری، بیوگی اور افلاس کے صبر آزما عالم میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی تعلیم و تبلیغ کیلئے مجھے تاحیات وقف کر دیا۔

رَبَّنا

لا تُؤَاخِذْنَا

اِنْ نَّسِيْنَا

اَوْ اَخْطَاْنَا

فہرست مضامین

پانچواں خطبہ جمادی الثانی

پہلا خطبہ رجب

☆☆☆

ابتدائیہ

مجھے اس بات کا ہمیشہ احساس رہتا تھا کہ ایک خطیب حق کیلئے ہر جمعہ پر کوئی ایسا علمی ذخیرہ ہونا چاہیے جو علمی جواہرات کے ساتھ ساتھ خطابت کے شکر پارے بھی رکھتا ہو! جس میں ہر آٹھویں دن جمعہ پڑھانے کے لیے نیا عنوان اور نیا خطبہ موجود ہوتا کہ دور دراز سے خطبہ جمعہ میں آنے والے سامعین کے لیے نئے مضمون کی چاشنی اور شیرینی کا اہتمام ہو!

جس طرح ہر گھر ہر روز یہ سوال ہوتا ہے کہ آج کیا پکایا جائے اسی طرح ہر خطیب کا ہر جمعہ پر اپنے دل سے سوال ہوتا ہے کہ آج کیا بیان کیا جائے! اور اسی سوال کے جواب کیلئے ایک محنتی اور باذوق خطیب جمعہ کے خطبہ کی تیاری کے لیے بیسیوں کتابوں کی ورق گردانی کر کے ایک عنوان کا انتخاب کرتا ہے اور اس کے مطابق خطبہ جمعہ کی تیاری کی جاتی ہے!

الحمدللہ ________ میں پچیس سال سے خطبات کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ میرا کوئی خطبہ مطالعہ اور تیاری کے بغیر نہس ہوتا اس میں کوئی تساہل اور کوتاہی کبھی واقع نہیں ہوئی۔ چار چار گھنٹے مسلسل مطالعہ اور تیاری کے بعد جمعہ کا خطبہ دیتا ہوں اور اب تک اللہ تعالی کے فضل و کرم سے یہی معمول چلا آ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے جمعہ کا اجتماع ملک کے ان مثالی

اجتماعات میں شامل ہے جو جمعہ کے مثالی اجتماع شمار کئے جاتے ہیں ________

ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء

میری اس پچیس سالہ محنت کے دوران میں میرے سامنے جو علم وخطابت کا سرمایہ جمع ہوا۔ میں نے طے کیا کہ اپنے دور کے علما، طلبا، خطباء، مقررین اور واعظین کیلئے اسے جمع کر کے ہر خطیب کے سوال کا جواب کہ ''آج کیا بیان کیا جائے'' خطبات قاسمی کے نام سے شائع کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کے بعد یہ دیکھنا تھا کہ ترتیب کا انداز کیا ہو۔ مسلسل غور وفکر اور احباب سے مشورہ کے بعد طے پایا کہ مہینوں کی ترتیب سے خطبات کی ترتیب کا کام شروع کیا جائے کیونکہ اس طرح جس مہینہ میں کوئی عظیم الشان واقعہ ہوگا۔ اس پر بھی خطیب کے لیے خطبہ موجود ہوگا اور مہنیوں کی ترتیب سے خطبات کی اہمیت اور ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ محرم سے سال ہجری کا آغاز ہوتا ہے اس لئے پہلا خطبہ محرم ہی سے شروع کیا ہے۔ خطبات کے بعض موضوع تو بالکل انہی مہینوں سے متعلق ہیں۔ جن میں ان کو رکھا گیا ہے، لیکن بعض خطبات ایسے ہیں جو اس ماہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن وہ مہینہ تاریخی واقعے کی کوئی نشان دہی نہیں کرتا تھا۔ اس لئے اس میں کوئی اور اہم دینی موضوع پر خطبہ دے دیا گیا ہے!

اس طرح یہ ایک حقیر سی کوشش خطبا، علما، مقررین اور واعظین کے لئے کی گئی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ اس میں لغزشیں اور غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ نیت اور ارادہ چونکہ غلط نہیں ہے۔ مقصود صرف حق نمائی ہے اور دوستوں کے لئے کتاب وسنت کی روشنی میں ایک دستاویز ہے جو انہیں ہر جمعہ کو کام دے گی! اس لئے جو غلطی اور لغزش دیکھیں مجھے مطلع فرمائیں۔ انشااللہ اعتراف حق میں کبھی انانیت آڑے نہیں آئے گی ________ میں اپنے دوستوں اور بزرگوں سے دعا کا خواست

گا رہوں کہ میری اس محنت کی بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کے لئے دعاؤں کا سلسلہ برابر جاری رکھیں! جمعہ اورعیدین کے خطبے چونکہ ہر وقت خطیب کے پاس ہونے چاہئیں اس لئے ان کو ابتدا میں درج کر دیا تھا۔ پہلی جلد(۲۶خطبوں) پر مشتمل ہے۔انشاء اللہ دوسری جلد بھی اسی طرح (۲۶ خطبوں) پر مشتمل ہوگی اور جونہی وہ پایہ تکمیل تک پہنچ گئی فوراً آپ تک پہنچائی جائے گی۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز علیہ توکلت

محمد ضیاء القاسمی خطیب جامع مسجد
غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد

پہلا خطبہ

خطبہ جمعۃ المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلِيِّ الذَّاتِ عَظِيْمِ الصِّفَاتِ سَمِيِّ السِّمَاتِ
كَبِيْرِ الشَّانِ ط جَلِيْلِ الْقَدْرِ رَفِيْعِ الذِّكْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ
جَلِيِّ الْبُرْهَانِ فَخِيْمِ الْاِسْمِ عَزِيْزِ الْعِلْمِ وَسِيْعِ الْحِلْمِ
كَثِيْرِ الْغُفْرَانِ ط جَمِيْلِ الثَّنَاءِ جَزِيْلِ الْعَطَاءِ مُجِيْبِ الدُّعَاءِ
عَمِيْمِ الْاِحْسَانِ سَرِيْعِ الْحِسَابِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ اَلِيْمِ
الْعَذَابِ عَزِيْزِ السُّلْطَانِ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ ط وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ
الْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ
وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ ط اَمَّا بَعْدُ ! فَيَآ اَيُّهَا النَّاسُ
وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ
التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ وَعَلَيْكُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّ السُّنَّةَ
تَهْدِيْ اِلَى الطَّاعَةِ ط وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
رَشَدَ وَاهْتَدٰى . وَاِيَّاكُمْ وَالْبِدْعَةَ فَاِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِيْ

اِلَى الْمَعْصِيَةِ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى ۔ وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِىْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ ط وَعَلَيْكُمْ بِالْاِحْسَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۔ وَلَا تُحِبُّوا الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۔ اَلَا وَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِى الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ط فَادْعُوْهُ فَاِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ ۔ وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ط

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۔ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

دوسرا خطبہ

خطبہ جمعۃ المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی وَصَامَ وَصَلِّ کَذٰلِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الْمُتَّقِیْنَ وَالْاَبْرَارِ صَاحِبِ النَّبِیِّ فِی الْغَارِ وَالْمَزَارِ اَفْضَلِ الصَّحَابَۃِ بِالتَّحْقِیْقِ خَلِیْفَۃِ النَّبِیِّ بِلَا فَصْلٍ اِمَامِنَا اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

وَعَلَى النَّاطِقِ بِالصَّوَابِ وَالْعَادِلِ بِالْكِتَابِ إِمَامِنَا بِالْحَقِّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ وَعَلَىٰ صَاحِبِ الْحَيَاءِ وَنَاشِرِ الْقُرْآنِ الشَّهِيْدِ الْمَظْلُوْمِ حِيْنَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ وَعَلَىٰ صَاحِبِ السَّيْفِ وَالْقَضَاءِ وَنَاشِرِ الْعِلْمِ وَالْهُدَىٰ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ إِمَامِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ وَعَلَى السَّيِّدَيْنِ السَّنَدَيْنِ السَّعِيْدِ بْنِ الشَّهِيْدِ بْنِ اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا۔

وَعَلَىٰ سَيِّدَاتِ الطَّاهِرَاتِ الْاَرْبَعَةِ بَنَاتِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ زَيْنَبَ وَرُقَيَّةَ وَاُمِّ كُلْثُوْمَ وَفَاطِمَةَ وَعَلَىٰ اَهْلِ بَيْتِهِ الْمُطَهَّرَةِ خُصُوْصًا عَلَىٰ خُدَيْجَةَ وَعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُنَّ وَعَلَىٰ عَمَّيْهِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ وَسَيِّدِنَا حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا وَالْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ الَّذِيْنَ اَسْمَاءُهُمْ سَعْدٌ وَسَعِيْدٌ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَعَلَىٰ اَمِيْرِ الْحَقِّ وَالْاِيْقَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ۔ وَعَلَىٰ كُلِّ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْاهُمْ

مِنْ بَعْدِيْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ ۔

تَعَادِلُوْا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ الْكَرِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔

پہلا خطبہ محرم

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: اورنہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مردے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔

حضرات گرامی! اسلام کے گلشن کو کن شہدائے اسلام نے اپنا قیمتی خون دے کر سدا بہار کیا ہے۔ان میں حضرت امیر المومنینؓ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔آپ آسمان عدالت وشجاعت پر آفتاب بن کر چمکے اور اسلام کو ماہتاب عالمتاب بنادیا آپ کو ہمیشہ یہ آرزو رہا کرتی تھی کہ اے مولی کریم مجھے اپنے راستہ میں شہادت کے درجہ سے سرفراز فرما۔ چنانچہ آپ سفر حج سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں کنکروں کا بستر بنا کر لیٹ گئے۔آسمان کی طرف دیکھا،تو چاند اپنی دھیمی دھیمی کرنوں سے پورے صحرا کو روشن کر رہا تھا۔آپ نے اسے نظر جما کر دیکھنا شروع کر دیا۔چاند پر مختلف کیفیتیں وارد ہوئیں۔کبھی چھوٹا ہوا کبھی بڑا اور رات بھر اس کی مختلف شکلیں بدلیں آخر شب جب چاند کمال سے زوال کی طرف آیا اور اس میں پہلے کی نسبت دھیما پن آگیا حضرت فاروق اعظمؓ چاند کی طرف دیکھ کر آبدیدہ ہوگے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی مجھے بھی اس چاند کی طرح مختلف ادوار سے گزرنا پڑا ہے۔اب میں پوری دنیا کو عدل وصدق کی روشنی دینے کے بعد محسوس کرتا ہوں کہ مرے قوی کمزور ہو گئے اور ہڈیاں ضعیف ہوگیئں ،اب میں بار خلافت کا متحمل نہیں۔ الٰہی میں تیرا عاجز بندہ ہوں مجھے اپنے رفقاء کے ساتھ مسکن عطا فرمادے، چنانچہ آپ نہایت رقت اور سوز وگداز کے عالم میں دعا کرتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں عرض کرتے ہیں۔

دعائے فاروق اعظمؓ

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے راستہ میں شہادت پانے کا سوال کرتا ہوں اور تیرے حبیب ﷺ کے شہر میں موت چاہتا ہوں۔

دعائے فاروقؓ

فاروق اعظمؓ کے دل سے نکلی ہوئی یہ دعائے سحر گاہی بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوگئی اور آپ کے سامنے ان احوال وآثار کا ظہور ہونے لگا جن کی تعبیر آپ کی شہادت کا عنوان تھی۔ چنانچہ آپ سفر حج سے واپس مدینہ تشریف لائے تو حضرت کعبؓ نے آپ کے اوصاف ومحاسن بیان فرماتے ہوئے کہا میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کا حسن تدبیر اور دائرہ خلافت کی تکمیل کے جو خاکے تورات میں موجود ہیں۔ ان سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ خداوندقدوس آپ سے وہ تمام کام لے چکا ہے جس کے لیے آپ کو دامن نبوت سے وابستہ کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا کہ کیا میرا ذکر تورات میں بھی ہے۔ انہوں نے فرمایا! ہاں ـــــــ اس پر فاروق اعظمؓ نے بھیگی آنکھوں سے فرمایا کہ اے کعبؓ! یہ سب سرکارِ عالم ﷺ کی صحبت اور ذات گرامی کی برکات کا نتیجہ ہے۔

قرآن کی تائید

قرآن مجید میں اس کی تائید موجود ہے کہ سرکارِ عالم ﷺ کے صحابہؓ کا تذکرہ تورات وانجیل میں بھی موجود تھا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَا هُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

ترجمہ: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زورآور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں، تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں، ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی

خوشی، نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے، یہ شان ہے ان کی تورات میں اور مثال انکی انجیل میں۔

دعا منظور ہوگئی

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنی شہادت کے لیے جو دعا مانگی تھی، وہ بارگاہِ ایزدی میں منظور ہوگئی ابو لؤلؤ جو مغیرہ بن شعبہؓ کا غلام تھا۔ ایران کا مجوسی تھا۔ وہ ہر وقت فاروق اعظمؓ کی فتوحات کی خبروں سے کڑھتا رہتا تھا۔ خصوصاً امیر المومنین کے دورِ خلافت میں ایرانی فتوحات کی خبروں نے تو اس کے دل و دماغ کو جلا کر بھسم کر دیا تھا۔ وہ اسی فکر میں رہتا کہ اپنے ہم مذہب، ہم مسلک اور ہم وطنوں کا کسی نہ کسی طرح فاروق اعظمؓ سے بدلہ لیا جائے چنانچہ ایک دن وہ فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہے کہ میرا آقا مجھ سے زیادہ ٹیکس وصول کرتا ہے۔ آپ اس سے باز پرس کر کے میرا ٹیکس کم کرا دیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس سے سوال کیا کہ تم کتنا ٹیکس دیتے ہو۔ اس نے کہا کہ دو درہم۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو کوئی زیادہ نہیں ہیں۔ تمہارے فن اور کاری گری کے لحاظ سے اتنا ٹیکس کوئی گراں بار نہیں۔ اس لیے مغیرہ بن شعبہؓ کو اس سے کم کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سن کر ابولولو سیخ پا ہو گیا اور اندر ہی اندر جلتا بھنتا واپس چلا گیا۔ مگر اس کی آتش حسد اور جذبہ انتقام اور بھی بھڑک اٹھا۔

فاروق اعظمؓ نے ابولولو کو طلب کیا

ایک دن حضرت فاروق اعظمؓ نے ابولولو کو طلب کر کے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو بہت اچھی چکی بنا لیتا ہے۔ اس لیے میں نے تجھے طلب کیا ہے۔ تا کہ ایک چکی مجھے بھی بنا کر دو! اس پر ابولولو نے کہا میں آپ کیلئے ایسی چکی تیار کر کے دوں گا۔ جس کی شہرت مشرق و مغرب تک ہوگی۔ اس سے اسکی مراد یہ تھی کہ میں تلوار کی کاٹ سے آپ کے تن بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا اور یہ واقعہ مشرق و مغرب میں شہرت حاصل کرے گا۔ کیونکہ فاروق اعظمؓ کا قتل کرنا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک عالم اس سے حیران و ششدر ہو جائے گا۔ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ اس کی دھمکی کو اپنی بصیرت سے بھانپ گئے اور اپنے رفقا سے فرمایا کہ اس غلام نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے۔

مقدمہ رجسٹرڈ نہیں کیا

اگر چہ ابولولو نے اپنے الفاظ میں حضرت فاروق اعظمؓ کو قتل کی دھمکی دی تھی اور آپ نے اس کو محسوس بھی فرمالیا تھا۔ مگر اس کے خلاف کوئی فرد جرم عائد کر کے مقدمہ رجسٹرڈ نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عدالت میں جب تک جرم واضح اور آشکار نہ ہو اس وقت تک اس پر احتساب نہیں کیا جاتا۔ بغیر جرم کے کسی کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کرنا اسلامی ریاست کے سربراہ اور حکمرانوں کو کبھی بھی زیب نہیں دیتا۔

حضرت فاروق اعظمؓ پر نماز میں حملہ

سیدنا فاروق اعظمؓ نماز خود پڑھایا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست کے سربراہ کیلئے امامت خطابت سرانجام دینا بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا اسلامی مملکت کے دوسرے امور کی طرف توجہ دینا اہم ہے۔ آخر وہ دن آپہنچا۔ آپ نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائے مکبر نے تکبیر کہی اور آپ نے حسب معمول صفیں درست کرا کے اللہ اکبر پکار کر امامت شروع کرادی۔ ابولولو مجوسی جو آپ کے عقب میں بظاہر نماز کے لیے کھڑا تھا۔ لیکن دراصل وہ اس مذموم مقصد کے لیے تیار ہو کر آیا تھا کہ فاروق اعظمؓ جونہی نماز شروع کرائیں گے۔ پیچھے سے خنجر کے پے در پے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا جائے۔

اس مقصد کے لیے وہ زہر میں بجھا ہوا تیز دھار خنجر بھی اپنے ازار بند میں چھپا کر لایا ہوا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے تکبیر کے بعد قرات شروع فرمائی تو ابولولو بد بخت نے خنجر سے فوراً حملہ کر دیا اور یہ حملہ اس تیزی سے کیا کہ چند منٹوں میں فاروق اعظمؓ زخمی ہو کر گر پڑے اور مصلے پر خون میں لت پت ہو کر تڑپنے لگے۔

اہمیت نماز

حضرت فاروق اعظمؓ نے زخمی ہو کر گرتے وقت بھی فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بازو پکڑ کر مصلے پر امامت کے لیے کھڑا دیا اور اشارہ سے نماز مکمل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے

امیرالمومنین کے تڑپتے ہوئے جسم اطہر کو دیکھنے کے باوجود بھی اللہ کی نماز اور نیاز کو پورا کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ زندگی کیا ہے۔ راہ محبوب میں جان دینا ہی تو زندگی ہے۔ زندگی آمد برائے بندگی! یہ زندگی کی معراج ہے کہ انسان اپنی محبوب متاع لٹتی دیکھے پھر بھی دربارِ ایزدی میں محوسجدہ رہے اور اپنی تمام نیازمندیوں اور آرزوں کا مرکز اسی ذات باری کو قرار دے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: فرما دیجیے میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ ہی کے لیے ہے۔ جو پالنے والا ہے۔ دونوں جہانوں کا۔

میں قربان اس امام کے جس نے امام المسلمین کو تڑپتے دیکھ کر بھی رب کی نماز کو ادا کر کے اپنی عبدیت کا بھر پور مظاہرہ کیا اور میں سو جان سے قربان اس فاروق اعظمؓ پر جس نے حضرت عبدالرحمٰن کا بازو پکڑ کر مصلے پر کھڑا کر کے یہ سبق دیا کہ میری جان جائے تو جائے لیکن محبوب کی نماز نہ جائے۔

؎ جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سیدنا فاروق اعظمؓ کے نقش قدم پر

پہلی محرم کو مصلے پر تڑپتے ہوئے نماز کو مکمل کرانے والے فاروق اعظمؓ مدینہ یونیورسٹی کے اول پرنسپل تھے۔ جنہوں نے خون میں نہا کر نماز ادا کرنے کا سلیقہ بتایا اور سیدنا حسین بن علیؓ اسی مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔ جنہوں نے سید نا فاروق اعظمؓ کے تڑپتے ہوئے جسم اور ادائے عاشقانہ سے نماز پڑھنا سیکھا اور اسے دس محرم کو میدان کربلا میں اپنے عمل سے ادا کر کے دنیا کو یہ دکھا دیا کہ

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سایہ میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سایہ میں

حسین بن علیؓ کی نماز نمونہ تھی۔ اس نماز کا جو انہوں نے اپنے مقتدا اور پیشوا سیدنا فاروق اعظمؓ سے سیکھا تھا۔ امام عاشقاں سیدنا فاروق اعظمؓ نے یکم محرم کو جس نماز کی ابتدا کی تھی۔ حضرت حسین بن علیؓ نے دس محرم کو خون میں نہا کر اس نماز اور سجدوں کی تکمیل کر دی۔ اس لیے عشق سیدنا فاروق اعظمؓ اور عشق حسینؓ کے اس حسین امتزاج کو ایک آنکھ سے دیکھ کر نمازِ عشق و محبت کا فیصلہ کرنا چاہیے! جس مدینہ یونیورسٹی کے شعبہ شہادت کے سیدنا فاروق اعظمؓ صدر تھے حسین ابن علیؓ اس یونیورسٹی کے شعبہ شہادت کے نونہال اور بے مثال سپاہی اور جرنیل تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کا گواہ

قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں شہدا کی حاضری ہوگی تو ہر شہید کی شہادت کا گواہ مختلف ہوگا۔ کسی شہید کی شہادت کا گواہ قرآن ہوگا۔ کسی کی شہادت کی گواہی احد دے گا۔ کسی کی گواہی میدان بدر دے گا۔ کسی کے حق میں مکہ کی گلیاں بولیں گی۔ کسی کے لیے صحرا و دشت و نگر بولیں گے۔ مگر میں قربان جاؤں سیدنا فاروق اعظمؓ کے جب ان کی باری آئے گی تو مسجد نبوی کا محراب بولے گا کہ مولیٰ کریم فاروقؓ سے نہ پوچھو مجھ سے پوچھو میں تیرے آخری پیغمبر کے سجدوں اور صداقت کا گواہ ہوں تو سیدنا فاروق اعظمؓ کے سوزِ قرآن اور شہادت کا گواہ بھی میں ہوں!

اس کی گواہی کے بعد شہادت سیدنا فاروق اعظمؓ کی صداقت کا علَم پوری دنیا میں بلند کر دیا جائے گا۔ جس مقدمہ کے گواہ مقدس ہوں ان پر جرح نہیں ہو سکے گی! شہید محراب سیدنا فاروق اعظمؓ ان سعادتوں سے سرفراز کیے جائیں گے جن کی مثال ڈھونڈے سے نہ مل سکے گی۔ مسجد نبوی کا محراب جو نبوت کے سجدوں سے مزین ہے۔ وہ قیامت کے دن سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کا گواہ ہوگا۔ یہ عظیم شہادت بخت سکندری کی دلیل ہے۔ اے سیدنا فاروق اعظمؓ! آپ کے سوا اس خوش نصیبی سے کون سرفراز ہو سکتا ہے۔ آخر کیوں نہ ہوتا دعا بھی تو یہی کی تھی کہ مولا مجھے دیارِ رسول ﷺ کی شہادت کی عظمت سے مالا مال فرما۔۔۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

صحابہؓ تڑپ گئے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز پڑھائی اور جونہی نماز پوری ہوئی صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم اجمعین تڑپ گئے۔ پوری مسجد نبوی میں کہرام بپا ہوگیا۔ صحابہ کرام پر ایک اضطراب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اے اللہ! اب کیا ہوگا۔ اسلام کا بے مثال اور بہادر جرنیل اگر اس طرح دنیا سے رخصت ہوگیا تو اسلام کا کیا ہوگا۔ کیونکہ اسلام کی عمر بھی تو عمرؓ کے ہاتھوں بڑھی اور چار دانگ عالم میں اس کی بہاریں چھا گئیں۔ صحابہ کرام، سیدنا فاروق اعظمؓ کے گرد محراب کے قریب جمع ہوگئے۔ ہر کسی کی زبان سے آپ کی صحت وعافیت کی دعائیں نکل رہی تھیں۔ اسی حالت میں آپ کو بیت خلافت میں لے جایا جاتا ہے آپ کی زندگی کو بچانے کے لیے ہر ممکن تدبیر کی جاتی ہے۔

حکیم بلایا گیا

آپ کے علاج کے لیے مدینہ کے مشہور طبیب کو بلایا گیا انہوں نے دوا پلائی مگر آپ کے ان زخموں کے راستے وہ نکل گئی۔ جو خنجر کے مسلسل واروں کی وجہ سے آپ کے جسم اطہر میں موجود تھے۔

دوا کی بجائے دعا کی تاثیر

آپ نے فرمایا کے مجھے اب دوا کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ دوا اب اپنا اثر کھو چکی ہے مجھے میرے خدا کے سپرد کردو مجھے بتلاؤ کہ میرا قاتل کون ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ کا قاتل ایک مجوسی غلام ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ مرے خون سے کسی مسلمان کے ہاتھ رنگین نہیں ہوئے!

معلوم ہوتا ہے کہ اب دوا کا وقت ختم ہوچکا تھا......اور دعا کا وقت شروع ہوگیا تھا۔ کیونکہ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے دعا مانگی تھا کہ

اللّھم انّی اسئلک شھادۃً فی سبیلک و وفاۃ فی بلد رسولک

دوا کی تاثیر ختم......اور دعا کی تاثیر شروع

پہلوئے حبیب میں دفن کی آرزو

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ ان سے فرمایا کہ بیٹا اپنی روحانی ماں سیدہ

عائشہؓ کے در دولت پر جاؤ اس عفیفہ کائنات سے عمرؓ کا سلام عرض کر کے درخواست کرنا کہ حضرت محمد ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کے لیے چند ہاتھ زمین مجھے مرحمت فرمادی جائے تو اس کا احسان مند رہوں گا۔ اگر سیدہ مجھے اس دولت سے مالا مال فرمادیں تو یہ میری زندگی کا وہ سرمایہ ہوگا جو کسی عرشی اور فرشی کو بھی نہیں ملا ہوگا۔ مجھے اس پر فخر ہوگا اور میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں ہوسکتا!

ماں نے بیٹے کی درخواست منظور کرلی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے جب سیدنا فاروق اعظمؓ کی یہ درخواست حضرت ام المومنین کی خدمت میں پیش کی تو اس مادر امت نے روتے ہوئے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کو روضۂ رسول ﷺ میں دفن ہونے کی اجازت دے کر جنت میں سونے کی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اجازت دے دی۔

آخر! سیدّہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی تائید کو کیسے فراموش کرسکتی تھیں۔ اس وقت جب کہ سارا عالم ان کے لیے غم واندوہ کا ایک طوفان دکھائی دے رہا تھا۔ اس گھٹا ٹوپ غم کے اندھیرے میں اگر کسی نے روشنی کا چراغ جلاتے ہوئے سیدہ کی طہارت و تقدس کا اعلان فرمایا تو صرف اور صرف سیدنا فاروق اعظمؓ تھے...... آپ نے برملا فرمایا تھا کہ...... یارسول ﷺ آپ پاک ہیں خداوند قدوس آپ کو ناپاک بیوی نہیں دے سکتا۔ اس لیے میں برملا کہتا ہوں کہ عائشہؓ پاک ہیں اور ان پر الزام ناپاک ذہنیتوں کا شاخسانہ ہے۔ انہوں نے آپ کی صفائی میں یہ جملہ فرمایا: **سبحانک ھذا بھتان عظیم**...... عرش اعظم سے بھی سیدنا فاروق اعظمؓ کی تائید کی گئی اور جو جملہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی زبان مبارک سے فرش پر نکلا تھا۔ وہی فرمان الٰہی کی صورت میں عرش سے جاری کردیا گیا **سبحانک ھذا بھتان عظیم**...... سورۂ نور۔

حضرت ابن عمرؓ نے واپس پہنچ کر جب یہ خبر سیدنا فاروق اعظمؓ کو سنائی کہ حضرت عائشہؓ نے روضۂ رسول ﷺ میں دفن ہونے کی اجازت عنایت فرمادی ہے۔ تو سیدنا فاروق اعظمؓ اس مجروح کے ساتھ ہی سجدے میں پڑ گئے اور روتے ہوئے فرمایا کہ

الحمد للّٰہ ما کان شئی اھمّ الیّ من ذالک المضجع......

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ میرے لیے اس مدفن سے اہم دنیا کی اور کوئی دولت نہیں ہے۔ اپنے محبوب کے روضے میں دفن ہونا آپ کے لیے دنیا و مافیہا کی دولت سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ اس لیے آپ نے اس دولت کونین کے حاصل ہونے پر اللہ تعالی کا شکرادا کیا۔ کیونکہ خدا کا ذکر اور خدا کا شکر اس کے مقربین کا محبوب سرمایہ ہوا کرتا ہے!

خلافت بورڈ

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنی زندگی کے آفتاب کو ڈوبتا ہوا محسوس فرمایا تو آپ نے اسلامی ریاست کا انتظام وانصرام سنبھالنے کے لیے ایک بورڈ تجویز فرمادیا جو اپنے میں سے کسی ایک پر متفق ہوکر خلافت کے لیے اسے منتخب کرلیں اور پوری امت اس کی اطاعت میں گردنیں جھکا دے ! خلافت کے لیے جن ارکان کے نام آپ نے تجویز فرمائے۔ اس کی وجہ انتخاب اور وجہ ترجیح بھی ساتھ ہی بیان کردی تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہوجائے کہ میں نے ان کو کسی ذاتی پسند یا ناپسندیدگی کی بنیاد پر نہیں بلکہ زبان نبوت سے ان کے سنے ہوئے فضایل کی بنیاد پر خلافت بورڈ کا رکن بنایا ہے۔ ان عظیم شخصیتوں کے اسمائے گرام اور فضائل کا تذکرہ اس طرح فرمایا:

(۱) حضرت علیؓ......

فضلیت: قیامت کے دن جہاں میں ٹھہروں گا۔ علیؓ کا ہاتھ مرے ہاتھ میں ہوگا۔

(۲) حضرت عثمانؓ......

فضلیت: سرکارِ دو عالم نے فرمایا کہ اے عثمانؓ تہجد کی نماز پڑھتا ہے تو آسمان کے فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ یہ بات حضرت عثمان کے ساتھ مخصوص ہے۔ عثمانؓ کو اللہ تعالی سے اس قدر حیا آتی ہے کہ اس سے گناہ سرزد نہیں ہوتا!

طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ

فضلیت: نبی ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ اونٹنی سے آپ کا کجاوہ گرنے

لگا۔ سردی کا سخت موسم تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! اس عالم میں تیرے نبی کا جو شخص کجاوہ درست کردے تو اس سے راضی ہوجا حضرت طلحہؓ نے آپ ﷺ کی اس دعا کو سن کر جلدی سے آپ ﷺ کا کجاوہ درست کردیا۔ اس پر سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اے طلحہ! یہ جبرائیل ہے اور تجھے سلام عرض کرتا ہے اور قیامت میں تیرے ساتھ رہنے کا وعدہ کرتا ہے۔ تاکہ تجھے تکلیف نہ ہو!

حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ

فضیلت: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ آرام فرما رہے تھے حضرت زبیر بن عوامؓ نے رات بھر آپ پر پہرہ دیا۔ جب آپ بیدار ہوئے اور زبیر کو پہرہ دیتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے زبیر! یہ جبریل ہے تجھ کو سلام کہتا ہے آج تو نے مجھ پر پہرہ دیا ہے کل قیامت کے دن میں تیرا پہرہ دار ہوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

فضیلت: سرکارِ دوعالم ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تھے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ آئیں ان کے ہمراہ حسنؓ و حسینؓ تھے۔ وہ دونوں رو رہے تھے اور حضرت سیدہ فاطمہؓ ان کی وجہ سے رو رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں روتے دیکھ کر فرمایا کہ کیوں رو رہے ہیں۔ عرض کیا کہ بھوک کی وجہ سے!

حضور ﷺ نے فرمایا کی یا اللہ اس آدمی کو نیک بخت بنا جو ان کو کھانا کھلائے اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھا تو عبدالرحمٰن بن عوف کھانے کا تھال لیے کھڑے ہیں۔ عرض کیا کہ حضور ﷺ! یہ کھانا حاضر ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ اوکمال قال۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ

فضیلت: غزوہ احد میں جب زور کا معرکہ ہورہا تھا تو سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے تیر بھی حضرت سعد بن ابی وقاص کے حوالے کرکے انہیں آفرین دیتے ہوئے فرمایا کہ فداک ابی

وامی یا سعد. ارم یا سعد فداک ابی وا می. اس روز تیرہ دفعہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے اس دعا کو دہرایا۔

ان ارکان کے فضائل بیان فرمانے کے بعد سیدنا فاروق عظمؓ نے فرمایا کہ جو شخص اس جماعت پر بدگمانی کرے گا۔ وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔ چنانچہ اس خلافت بورڈ نے باہمی مشاورت کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی جن میں حضرت علی مرتضیٰؓ بھی شامل تھے۔ اس طرح آپ نے جان جانِ آفرین کے سپرد کرنے سے پہلے امتِ مسلمہ کو ایک عظم شخصیت کے ہاتھ پر جمع کر دیا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت

مدفن کی اجازت اور امت کے اہم امور میں اپنی تجویز کردہ ہدایات کے بعد آپ اپنے مولی کریم کی بارگاہ میں ہمہ تن متوجہ اور مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالی کے ذکر وفکر اور امتِ محمد ﷺ کے غم میں ڈوبے ہوئے بالآخر عدل وانصاف کا یہ ماہتاب عالمتاب یکم محرم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رفیق اعلی لیے ابدی نیند سو گیا۔ **اناللہ وانا لیہ را جعون**

آپکی شہادت پر پورا عالم سوگوار ہو گیا

حضرت علی مرتضیٰؓ نے جب آپ کی وفات اور شہادت کی خبر سنی تو آپ فوراً سیدنا فاروق اعظمؓ کے گھر پہنچے اور اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے چہرہ اقدس سے چادر اٹھائی اور رخ انور کو دیکھ کر فرمایا کہ

یرحمک اللہ فواللہ ماکان فی الارض رجلاً احب الی ان القی اللہ لصحیفۃمن صحیفتک

ترجمہ: اے عمرؓ! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ خدا کی قسم مجھے اللہ کی زمین پر کوئی شخص آپ سے زیادہ محبوب نظر نہیں آتا جس کے اعمال کو آپ کے نامہ اعمال کی مثال بنا کر اللہ کے ہاں حاضری دوں!

سعید بن زیدؓ جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے جن کو اللہ تعالی کے نبی ﷺ نے انکی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ آپ نے حضرت عمرؓ کی شہادت پر روتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **ابکی علی**

الاســــــلام ......آج میں اسلام کے لیے آنسو بہار ہا ہوں۔معلوم ہوا کہ حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات کو اسلام کے لیے المیہ سمجھتے تھے۔حضرت ابن مسعودؓ نے غمزدہ ہو کر فرمایا کہ اگر عمرؓ کسی کتے کو محبوب رکھتے ہوں گے تو میں اس سے بھی پیار کروں گا۔

شہادت سے قبل مسلمانوں کو آخری وصیت

سیدنا فاروق اعظمؓ نے وفات سے قبل امتِ مسلمہ کو جس قیمتی اور نا قابلِ فراموش وصیت سے نوازا، وہ تاریخ سیدنا فاروق اعظمؓ کا سنہری باب ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ

علیکم بکتاب الله فانکم لن تضلو امااتبعتموه (ازالة الخفا)

ترجمہ: اے مسلمانوں! اللہ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) کو مضبوطی سے پکڑو۔جب تک تم نے قرآن مجید کی اتباع کی تم کبھی گمراہ نہیں ہوسکو گے!

یـا معشر قریش انی لا اخاف الناس علیکم انما اخافکم علی الناس. انی قـد تـر کت فیکم ثنتین لن تبر کو انجیر ما لزما الز متمو هما العدل فی الحکم والعدل فی القسم. (ازالة الخفا)

فیصلہ کے وقت انصاف اور تقسیم کے وقت انصاف پر دو اصول ایسے ہیں جو کسی بھی معاشرے کو خوب سے خوب تر بناتے ہیں۔حضرت فاروق اعظمؓ دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی کتاب اللہ کی پیروی اور عدل وانصاف کا دامن امت کے ہاتھ میں دے گئے۔خدا کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اس رجل عظیم کی تربیت پاک پر جس کے دورِ عدل وانصاف کو آج بھی اپنے اور بیگانے بطور مثال اور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

سرکارِ دوعالم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے پہلو میں آپ کو دفن ہونے کے لیے جگہ ملی جس جگہ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں شب وروز برستی ہیں۔سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کا مزار وہیں پر بنا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

کوئی اہل بیت سے آپ کو جو نکال دے یہ مجال کیا
کہ عمرؓ کی تربت پاک بھی تو رسول ﷺ کے گھر میں ہے۔

حضرات گرامی! شہادت حضرت فاروق اعظمؓ کے واقعات سے معلوم ہوا کہ یکم محرم کو حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت نے ہمیں جو سبق دیے تھے۔آج بھی شہدائے اسلام کے مقدس تذکروں میں وہ ہمارے لیے مشعل راہ اور سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آیئے آج ہم سب مل کر اس شہید منبر و محراب کو سلام پیش کریں۔جس نے اسلام کو ایک مضبوط اور ناقابل تسخیر قوت بنا کر پوری دنیا میں اسلام کا سکہ بٹھا دیا۔

وما علینا الا البلا غ المبین

دوسرا خطبہ محرم

شہادت سیدنا حسین بن علیؓ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا

قال النبی ﷺ سید ا شباب اھل الجنۃ الحسنؓ والحسینؓ

ترجمہ: فرمایا نبی ﷺ نے جنت کے جوانوں کے سردار حسن وحسین ہوں گے۔

حضرات! یہ محرم کا مہینہ ہے۔اس مہینہ میں سیدنا حسین بن علیؓ میدان کربلا میں شہید ہوئے تھے۔آپ کی شہادت بھی دوسرے صحابہؓ کی طرح مظلومانہ شہادت تھی اور یہ شہادت بھی مسلمانوں کے لیے اسی طرح درس حیات ہے جس طرح دیگر اصحابؓ رسول ﷺ کی شہادت!

سیدنا حسین بن علیؓ کی شہادت کا جب بیان کیا جائے گا تو اس میں دو تاریک اور بھیانک کردار سامنے آئیں گے جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

ایک کوفیوں کا کردار

دوسرا ابنِ زیاد کا کردار

کوفیوں کا کردار

کوفی جو محبان علیؓ اور اہل بیت کہلاتے تھے۔انہوں نے حضرت علیؓ کو شہید کرنے کے بعد اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے حضرت حسین بن علیؓ کو اپنی سیاست کا نشانہ بنایا اور مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے حضرت سیدنا حسین بن علیؓ کو خطوط لکھنے شروع کردیئے کہ آپ...... آئیں آپ کے والد گرامی قدر کے لاکھوں عقیدت مند آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے نہ صرف خون علیؓ کا بدلہ چکائیں گے۔ بلکہ مستقبل میں اسلامی سلطنت کی سربراہی بھی آپ کے سپرد کی جائے گی،تا کہ مشنِ حیدری

کی تکمیل کی جا سکے! امام المحد ثین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا حسین بن علیؓ کو بارہ ہزار خطوط کوفہ پہنچنے کے لیے لکھے گئے جن میں اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ بس آپ ایک مرتبہ کوفہ تشریف لائیں تمام مسائل حل ہو جائیں گے! کوفیوں کا یہی منافقانہ اور بظاہر عقیدت مندانہ کردار پورے واقعہ کربلا کا پیش خیمہ اور پس منظر ہے جس کے اردگرد تاریخ کربلا کے تمام واقعات پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں اس خطوط لکھنے والے ہاتھ کو اگر ابتداء میں ہی پکڑ لیا جائے تو کربلا میں قتل حسینؓ کے اصل ذمے دار سامنے آجاتے ہیں اور ان کی آسانی سے گرفتاری ہوسکتی ہے!

تاریخ کا طالبِ علم اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے کہ عقیدت منداور خطوط لکھنے والے نا ہنجار ہی قتل حسینؓ کا باعث ہوئے اور یہی قلم برادر ہاتھ تلوار بردار بھی ثابت ہوئے! اس لیے تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کی دغا اور حسینؓ کی وفا یاد رکھی جائے گی!

مسلم بن عقیلؓ کی کوفہ روانگی

حضرت حسین بن علیؓ نے کوفیوں کے مسلسل خطوط پڑھنے کے بعد اپنے سچے جاں نثار حضرت مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ بھیجنے کا فیصلہ کیا تا کہ وہ صحیح صورتِ حال کا جائزہ لے کر لکھ سکیں کہ ان خطوط لکھنے والوں میں کس قدر صداقت اور حقیقت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسلم بن عقیلؓ فیصلہ کے مطابق کوفہ روانگی کے لیے تیار ہو گئے۔ جب چلنے لگے تو آپ کے دو ننھے بچے بھی فرط محبت سے ساتھ جانے پر اصرار کرنے لگے۔ حضرت مسلمؓ باوجود خواہش کے بھی ان کے اصرار کو ٹال نہ سکے۔ اور تقدیر خداوندی حضرت مسلمؓ کو بچوں کو ساتھ لے جانے پر غالب آگئی۔ کسے معلوم تھا کہ گلشن رسالت کے یہ دو مہکتے ہوئے پھول کوفہ کی طرف نہیں بلکہ باغ جنت کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ حضرت مسلم بن عقیلؓ دو ننھے بچوں کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

حضرت مسلمؓ کا کوفہ میں استقبال

حضرت مسلم بن عقیلؓ جونہی کوفہ پہنچے۔ آپ کا بھرپور اور فقید المثال استقبال کیا گیا۔ آپ نے

کوفہ پہنچتے ہی حالات کا جائزہ لیا۔ جن لوگوں نے خطوط لکھے تھے۔ انھوں نے محبت علی اور اہل بیت کے نعرے اس قدر جوش وخروش سے لگائے کہ حضرت مسلم بن عقیل گے۔ ان کے نعروں اور اور پیہم اصرار نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کو مجبور کر دیا کہ وہ حضرت حسینؓ کو خط لکھیں۔

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

حضرت مسلم بن عقیلؓ نے حضرت حسین بن علیؓ کو کوفہ تشریف لانے کا خط لکھا۔ حضرت حسینؓ کا یہ خط پڑھ کر خاندان اور چند جاں نثاروں کے ساتھ کوفہ روانہ ہو گئے۔ حضرت ابن عباسؓ اور سینکڑوں اصحابؓ رسول ﷺ نے انکو سفر سے روکنا چاہا، مگر حضرت حسینؓ اپنے فیصلے کو بدلنے پر رضا مند نہ ہوئے۔ اس طرح تقدیر تدبیر پر غالب آ گئی اور قدرت خداوندی کو وہ مظاہرہ دیکھنے میں آیا جو آج تک اپنی جھلکیاں دکھا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ فیصلہ وہی غالب ہوتا ہے جو مرے مولیٰ کا ہو۔ اس پر قرآن مجید کی متعدد شہادتیں موجود ہیں۔ برادرانِ یوسف کا فیصلہ کچھ اور تھا اور میرے مولیٰ کا فیصلہ کچھ اور لیکن فیصلہ وہی غالب آیا جو میرے مولیٰ کو منظور تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا فیصلہ اسماعیلؑ کے گلے پر چھری رکھتے ہوئے کچھ اور تھا۔ لیکن میرے مولیٰ کا فیصلہ کچھ اور۔

فیصلہ وہی غالب آیا جو میرے مولیٰ کو منظور تھا!

فیصلے وہی ہوتے ہیں جو اس مالک کل کے ہاں ہوتے ہیں۔ تمام کائنات کے ارادے ایک طرف اور مولیٰ کریم کا ارادہ ایک طرف۔

میرے مولیٰ کا ارادہ سب پر غالب آئے گا۔

حضرت حسین بنؓ علی اپنے فیصلہ کے مطابق کوفہ روانہ ہو گئے اس طرح تقدیر کے فیصلے غالب آ گئے اور تدبیر ہمیشہ کے لیے مغلوب ہو کر رہ گئی۔

مسلم بن عقیلؓ شہید ہو گئے

مسلم بن عقیلؓ کی کوفہ میں آمد اور ان کا اس قدر والہانہ استقبال اصحاب اقتدار کو پسند نہ آیا۔ دار السلطنت سے یزید نے والی کوفہ کو معزول کر کے ابن زیاد کو کوفہ کا حکمران بنا کر روانہ کیا اور ساتھ سخت احکامات دیئے کہ مسلم بن عقیلؓ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو ختم کر کے اس مسئلہ کو سختی سے دبا دیا

جائے چنانچہ عبیداللہ بن زیاد نے آتے ہی اس قدر سخت تقریر کی جس سے نعرہ حیدری لگانے والے اور محبت حسینؓ میں ٹسوے بہانے والے تتر بتر ہو گئے۔ ابن زیاد کی ایک تقریر ہی سے نام نہاد محبانِ حسینؓ کے پتے پانی ہو گئے اور تمام مرید بھاگ گئے جو حسینؓ کے نام سے ہی کھاتے تھے اور انہی کے دم قدم سے ان کے طرے اور شملے بلند ہوتے تھے! وہ ہزاروں کوفی جنہوں نے حضرت مسلمؓ کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا اور حسینؓ کو کوفہ بلوانے کے لیے خط لکھوایا تھا۔ ان سب نے چند ہی لمحوں میں آنکھیں بدل لیں۔ وہ مسلمؓ جواب تک ہزاروں عشاق کے جلو میں رہتے تھے۔ اب یکہ وتنہا ہانی بن عروہؓ کے گھر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ ابن زیاد نے جب کوفیوں کی اس بزدلی اور طوطا چشمی کو دیکھا تو اس نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کو قتل کرنے کا اعلان کر دیا۔ حضرت مسلم بن عقیل اس وقت ہانی کے گھر میں تھے، ہانی ایک سچے محبّ رسول اور جاں نثار اہلِ بیت تھے۔ انہوں نے ہر طرح مسلم بن عقیلؓ کو قتل سے بچانے کی تدبیریں کیں مگر ان کی ایک بھی تدبیر چل نہ سکی اور حضرت مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے دوں نہاد درندوں نے نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔

خونے نہ کردہ ایم و کسے را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

شہادت مومن کا مقصود

حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت سے اقتدار پسندوں کے عزائم بے نقاب ہو گئے اور کوفی ملنگوں کے خبث باطن کا کھلے بندوں مظاہرہ ہو گیا۔ وہی کوفی ملنگ جو حب علیؓ اور عشق حسینؓ کے دعوے دار تھے آج ان کے ہاتھ خانوادہ رسالت کے خون سے رنگے نظر آتے تھے!

آج کوفہ کی گلیوں نے یہ منظر بھی دیکھ لیا کہ جس مسلم بن عقیلؓ کے استقبال کے لئے پورا کوفہ شہر سے نکل آیا تھا۔ آج ان کی لاشیں کوفہ کی گلیوں میں بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں۔

کہاں تھے وہ عاشقانِ حسینؓ؟

کہاں تھے حیدری ملنگ؟

کہاں تھے چادر زہرا کی تجارت کرنے والے؟

کہاں تھے اہل بیت کے نام سے اپنی توندیں بڑھانے والے؟

کہاں تھے نعرے باز؟

یہ نعرے...... یہ خون اہل بیت کے تاجر، تماشہ دیکھتے رہے اور گلشن اہل بیت گلچیں کے ہاتھوں نہایت بے کسی کے عالم میں لٹتا رہا۔

سلام ہو......فرزندانِ مسلمؓ جنہوں نے اپنے معصوم خون سے دامن صحابہؓ کو مقدس ومطہر کر دیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ مظلوموں کو خون چھپائے نہیں چھپ سکتا ......ایک نہ ایک دن ظالم کی سفاکی کو......تاریخ کی عدالت میں لاکھڑا کرتا ہے جو اس کے ظلم وستم کو آشکارا کر دیتی ہے۔

سیدنا حسین بن علیؓ کی روانگی

حضرت حسین، مسلم بن عقیل کا خط پڑھ کر کوفہ روانہ ہوگئے۔آپ کو راستہ میں حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر مل گئی......آپ اس سے بہت افسردہ خاطر ہوئے، مگر جو ارادہ اور فیصلہ فرما چکے تھے اسی پر قائم رہے۔اپنے جاں نثار ساتھیوں کو بلا کر انہیں مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر سنائی مسلم کی یتیم بچی کو پیار کیا اور فرمایا یہاں تک کہ یہ قافلہ اہل بیت مسلسل سفر کر کے میدان کربلا پہنچ گیا۔جو میدان اہلِ بیت کے خون سے سرخرو ہو کر پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا۔

حیدری کوفی ملنگوں کی بے وفائی

جونہی سیدنا ابن علیؓ میدان کربلا میں پہنچے ابن زیاد کی فوج آپ کا راستہ روکنے کے لیے پہنچ چکی تھی۔حضرت حسینؓ نے بے وفا فوجیوں کو بتایا کہ میں خود نہیں آیا بلکہ

دل مضطر سے پوچھ اے بزمِ رونق
میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں

آپ نے کوفیوں کو طرف سے لکھے ہوئے خطوط ان کے سامنے ڈھیر کرتے ہوئے کہا دیکھیے یہ آپ حضرات کے ہی تحریر کردہ خطوط ہیں۔میں نے یہ سفر آپ کے مجبور کرنے پر کیا ہے۔اب اگر تم اپنے کیے سے منحرف ہوگئے ہو تو مجھے کوئی اصرار نہیں ہے اب میرے اور تمہارے لیے تین شکلیں ہیں جو اس مسئلہ کا صحیح حل ہو سکتی ہیں۔ان میں سے کوئی شکل اختیار کر لی جائے تو مسئلہ حل ہو جائے

گا۔

اولاً مجھے واپس جانے دو۔

ثانیاً مجھے یزید سے براہِ راست بات کرنے دو۔

ثالثاً مجھے اسلامی سلطنت کی سرحدوں پر جانے دو۔

مگر ابن زیاد اور ان کے حواری کسی بات پر آمادہ نہ ہوئے اور ان بے وفا کوفیوں نے آپ کا گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا جو روز بروز بڑھتا چلا گیا اور بالآخر آپ کو اس المناک اور خونیں واقعے کا شکار ہونا پڑا جو حادثہ کربلا کے نام سے تاریخ کا ایک المناک اور ناقابلِ فراموش حادثہ بن گیا۔

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشہ بتول
اسلام کے لہو سے، تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگ رسول ﷺ

سیدنا حسینؓ، عثمانؓ کے نقشِ قدم پر

حضراتِ گرامی! میدان کربلا میں حضرت حسینؓ نے وہ تمام اسباق دہرائے جو مدینہ یونیورسٹی میں حضرت عثمانؓ سے پڑھے تھے۔

کون سی مدینہ یونیورسٹی؟

جس کا پرنسپل عثمانؓ تھا۔

جس کا شاگردِ رشید حسین ابن علیؓ تھا۔

کون عثمانؓ...... جس نے زخمی جسم سے مسجد نبوی میں خطبہ دیا۔

کون حسینؓ...... جس نے زخمی دل سے کربلا میں خطبہ دیا۔

کون عثمانؓ...... جو دامادِ نبی وتھا۔

کون حسینؓ...... جو نواسئہ نبی ﷺ تھا۔

کون عثمانؓ...... جو پیاسئہ مدینہ تھا۔

کون حسینؓ...... جو پیاسئہ کربلا تھا۔

کون عثمانؓ...... جو محسن علیؓ تھا

کون حسینؓ...... جو محافظ داماد نبی تھا۔

کون عثمانؓ...... جس نے خون سے غسل کر کے مدینہ میں خطبہ دیا۔

کون حسینؓ...... جس نے خون سے غسل کر کے کربلا میں خطبہ دیا۔

کون عثمانؓ...... جو چالیس دن پیاسا رہا مگر تلاوت قرآن نہ چھوڑی

کون حسینؓ...... جو تین دن پیاسا رہا مگر تلاوت قرآن نہ چھوڑی۔

کون عثمانؓ...... جو خون میں نہا کر خدا کے حضور سجدہ ریز ہوا۔

کون حسینؓ...... جو خون میں نہا کر خدا کے حضور سجدہ ریز ہوا۔

حضرت حسینؓ نے میدان کربلا میں خطبہ دیتے ہوئے کوفیوں کے چہرے سے نقاب الٹ دی، مگران کے دل پتھر ہو چکے تھے۔ان کے کان بہرے ہو چکے تھے۔ان کی آنکھوں کا پانی مر چکا تھا۔اس لیے انہوں نے نواسہ رسول ﷺ کو بے یارو مددگار کر کے شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا۔آپ کے جانثاروں نے بھی ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کیا، سیدنا حسین ابن علیؓ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ وفا اور محبت کی ایک ایسی مثال قائم کر گئے جسے رہتی دنیا تک یادرکھے جائے گا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

جب جاں نثاران حسینؓ جان کی بازی لگا کر میدان کربلا کو لالہ زار بنا گئے، تو سیدنا حسینؓ کے لختِ جگر حضرت علی اکبرؓ بھی میدان میں آ گئے۔علی اکبرؓ حسین کی تصویر تھا۔

اور میدان کربلا میں اپنے والد کی آخری تقریر تھا...... ایسی تقریر جو زندۂ جاوید رہے گی...... جس کے جسم پر دشمنوں کا تیر پہ تیر تھا، لیکن علی اکبرؓ با تقدیر تھا۔شیر کی طرح آیا اور رجز پڑھتا ہوا۔

اَنا عَلی بن حسین بن علی ورب البیت نحن اولیٰ بالنبی

ترجمہ: میں علی بن حسین ابن علی ہوں۔بیت اللہ کے رب کی قسم میں نبی کے مقربین سے ہوں۔

جامِ شہادت نوش کر گیا......سیدنا حسین ابن علیؓ بیٹے کی جوان لاش کو اٹھا کر خیمے میں لائے اور اپنی چادر......جسم علی اکبرؓ پر ڈال دی۔ خداوند قدوس کے دربار میں ہاتھ بلند کر کے کہا!

مولیٰ تیرے دین کے لیے میری زندگی کا عظیم سرمایہ حاضر ہے!

اس شہید کے جسم سے بہنے والا خون تیرے دین کے پودوں کی آبیاری کر کے انہیں تازگی بخشے گا۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین

بہنوں نے، بیٹیوں نے، علی اکبر کی لاش کو دیکھا تو بے خود ہو گئیں، لیکن اس مدینہ یونیورسٹی کے رجلِ رشید حسین ابن علیؓ نے خود بھی صبر کا دامن نہ چھوڑا اور انہیں بھی صبر و شکر کی تلقین کی، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جو جواں بیٹے کی میت پر نہ رویا وہ حسینؓ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا وہ حسینؓ
جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسینؓ
جس نے اپنے خون سے دنیا کو دھویا وہ حسینؓ
مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا

علیؓ کی شہادت

خواتین کے خیمہ سے آواز آتی ہے کہ حسینؓ علی اصغر پیاس سے تڑپ رہا ہے۔ اس کی پیاس بجھانے کے لیے کچھ کیا جائے حضرت سیدنا حسینؓ بچے کو سینے سے لگا کر دشمنوں کے ہجوم کی طرف بڑھے؟

کیا پانی لینے کے لیے......نہیں ہرگز نہیں۔

صرف یہ کہنے کے لیے کہ ظالمو جو بچہ چل کر آ سکتا تھا۔ وہ چل کر آیا ایک بہادر کی طرح جامِ شہادت نوش کر گیا۔ یہ معصوم علی اصغرؓ ہے۔ اس سے چلا نہیں جاتا۔ اسے میں خود لے آیا ہوں۔

اہلِ بیت کے چمن کا یہ پھول حاضر ہے۔تم اپنی حسرت نکال لو۔

سر، دنیا عبادت میں ہے دستور ہمار

دشمن کا تیر آتا ہے اور علی اصغرؓ کے سینے کو چھلنی کرتا ہوا چلا جاتا ہے حسینؓ کا یہ معصوم پھول بھی سو گیا۔علی اصغرؓ بھی ابدی نیند سو گیا۔باپ اپنے لاڈلے کے خون شہادت سے کربلا کے ریگ زار کو گواہ بناتا ہوا خیمہ کی طرف جاتا ہے۔

خواتین اہلِ بیت نے جب اس ننھی سی لاش کو دیکھا تو ایک قیامت برپا ہوگئی۔مگر انہیں صبر نائلہ یاد دلایا گیا۔انہیں صفیہؓ کی ہمت نے ڈھارس بندھائی......انہیں اسلام کی ان ہزاروں ماؤں کی صبر کی داستانیں یاد آگئیں جن کے جوان فرزند اسلام کے غزوات میں شہید ہوئے مگر زبان سے اف تک نہ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون .

تلواروں کے سائے میں نمازِ عشق

اب سید اشباب اہل الجنۃ سیدنا حسینؓ میدان کربلا میں آتے ہیں۔حسینؓ نے اپنے چچا فاروق اعظمؓ کی شہادت انہیں زخمی حالت میں خدا کے حضور سجدہ ریز دیکھا تھا۔اس لیے جنگ کی حالت میں سجدہ کہ مہلت مانگی......نماز کی ادائیگی کے لیے روبقبلہ ہوگئے یہی سجدہ تھا جو عمر کے سجدوں کا چیئر مین بن گیا۔ یہی سجدہ تھا جو حاصل زندگی بنا......یہی سجدہ تھا جس نے تمام سجدوں کو زیبائی بخشی......یہی سجدہ تھا جو آدمی کو قرب خداوندی کی معراج بخشتا ہے۔یہی سجدہ تھا جسے مسجودِ حقیقی بھی مزے لے لے کر بیان کرتا ہے۔

تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی تھی تلواروں کے سائے میں

یہ سجدے اصحابؓ رسول ﷺ کو میسر آئے تھے اور حسین ابن علیؓ نے انہی درسگاہوں میں تربیت حاصل کی تھی، نبی ﷺ کے سجدے، صدیقؓ کے سجدے، فاروقؓ کے سجدے، عثمانؓ کے سجدے اور علیؓ کے سجدے، حسینؓ کے سامنے تھے اور سیدنا فاروقؓ وعثمانؓ کے سجدوں نے تو حسینؓ

کی جبیں کو ان سجدوں کے لیے بے قرار کر دیا تھا آج وہی منبر و محراب کا سجدہ دہرا دیا گیا۔ حسینؓ میدان کربلا میں خلفائے راشدینؓ کے سجدوں کی تازہ کر گیا...... اور رہتی دنیا تک خون سے وضو کرنے والوں کی تاریخ میں سنہری باب رقم کر گیا۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حسینؓ نے سر اٹھایا تو دشمن ایک انبوہ کی شکل میں تنہا حسینؓ پر حملہ آور ہو گیا۔ وہ اسد اللہ کا بیٹا...... اور مدینہ یونیورسٹی کا جرنیل دین کے لیے اسلام کے لیے صحابہؓ کی عظمت کے لیے اپنی جان کی بازی لگا گیا اور ثابت کر گیا کہ حسینؓ اور اس کا خاندان کٹ تو سکتا ہے، مگر باطل کے سامنے نہ جھک سکتا ہے نہ دب سکتا ہے۔

کٹا کر گردنیں دکھلا گئے ہیں کربلا والے
کبھی بندے کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

ایک عارف تڑپ اٹھتا ہے اور بے اختیار کہتا ہے کہ

شاہ است حسین پادشاہ است حسینؓ
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسینؓ
سرداد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسینؓ

حسینؓ نے نکتہ توحید سکھایا کہ میں پورے خاندان کو قربان کر دوں گا غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکوں گا۔

غیر اللہ کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کروں گا۔

میں نے لا الٰہ کا یہی مطلب سمجھا ہے۔

اگر الٰہ وہی معبود برحق ہے۔ تو اس کے سامنے کسی کے اختیارات کو نہیں مانا جائے گا۔

الٰہ وہی ہے۔ وہی تقدیر بناتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ چاہے تو نبی ﷺ کے نواسے کو

علیؓ کے فرزند کو، فاطمہؓ کے لخت جگر کو، جنت کے شہزادے کو اس طرح بے آب و گیاہ وادی میں لاکر شہید کرادے سچ ہے۔ اس کی یکتائی۔ اس کی وحدانیت

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ الَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

عظمت صحابہؓ کی دلیل حسینؓ

اگر یزید اور اس کے غلط نظام کو سیدنا حسینؓ بن علیؓ نے نہیں مانا اور یقیناً نہیں مانا تو اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اگر خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کو بھی حضرت علیؓ اور سیدنا حسنؓ و حسینؓ دورِ یزید کی طرح سمجھتے تو وہ گردنیں کٹا دیتے

مگر اصحاب ثلاثہ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے۔ معلوم ہوا کہ کربلا کو پورا واقعہ خلفائے ثلاثہ کی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ حسینیت زندہ باد کا نعرہ خلافت راشدہ زندہ باد کے نعرے کو اور بھی دوبالا کر دیتا ہے کسی نے خوب کہا ہے۔

نہ زیاد کا وہ ستم رہا نہ یزید کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حسینؓ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

....

خطبہ جمعہ

محرم کا تیسرا خطبہ

شہادت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا الخ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ سمجھا جائے۔

حضرات! یہ محرم کا تیسرا جمعہ ہے آج میں اپنی تقریر میں اسلام کے اس نامور اور عظیم شہید کا تذکرہ کروں گا جس کی شہادت کا خون اسلام کے گلشن کو ہرا بھرا کر گیا اور رہتی دنیا تک مسلمان اس عظیم فرزند اسلام کو خراجِ تحسین پیش کرتے رہیں گے!

حضرات گرامی! یوں تاریخ اسلام میں ہزاروں شہدا کا تذکرہ موجود ہے اور ہر شہید پنی قربانی اور بے مثال بہادری کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے مگر دربار رسالت سے جس شہید کو تمام شہیدوں کا سردار اور صدر قرار دیا گیا۔ وہ حضرت سید الشہداسیدنا امیر حمزہؓ کی ذاتِ گرامی ہے۔

حضرت امیر حمزہؓ، حضرت محمد ﷺ کے چچا تھے اور آپ کی ذات گرامی کو دل وجان سے عزیز رکھتے تھے۔ آپ نے جنگِ بدر میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے تھے کہ ملاء اعلیٰ کے مکین بھی عش عش کرا ٹھے تھے۔ جنگِ بدر میں عتبہ اور طعیمہ بن عدی آپ کے ہاتھوں فی النار والسقر ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دنیائے کفر میں آپ کے نام کی دہشت تھی، آپ کو انتقام کا نشانہ بنانے کے لیے کرائے کے آدمی تلاش کیے گئے اور منہ مانگا انعام دے کر حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے کے لیے آمادہ کیا گیا۔

جنگِ احد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت

سیدنا امیر حمزہؓ جنگِ بدر کے بعد جنگِ احد میں شریک ہوئے اور جنگِ احد میں جنگِ بدر کی

طرح ہی جوہر شجاعت دکھائے۔ توحید کے دشمنوں کو للکارا اور لات وعزیٰ کے پجاریوں کے چھکے چھڑا دیے۔!

بخاری شریف میں آتا ہے کہ جبیر ابنِ مطعم جس کے چچا طعیمہ کو بدر میں حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا اپنے چچا کے قتل کا بہت صدمہ تھا۔ اس نے اپنے غلام وحشی کو کہا کہ اگر حمزہؓ کو کسی طرح قتل کردے تو میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ وحشی یہ سن کر اسی فکر میں رہتا تھا کہ اب اگر مسلمانوں سے کوئی جنگ ہوئی تو میں اس میں شامل ہو کر ضرور حمزہؓ کے قتل کی کوشش کروں گا۔ تاکہ مجھے غلامی سے نجات مل جائے۔ جب جنگِ احد کے لیے قریش مکہ جانے لگے تو وحشی بھی اپنا مذموم ارادہ لے کر ان کے ہمراہ ہو گیا۔ وحشی خود بیان کرتا ہے کہ احد میں ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر میں بیٹھ گیا۔ اور اس انتظار میں رہا کہ جونہی حضرت حمزہؓ میرے سامنے آئیں تو میں اپنے خاص داؤ سے ان پر حملہ کر دوں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ سباع نامی ایک شخص میدان میں اترا اور اس نے آتے ہی للکارا **ھَل مِن مبارزٍ** ہے کوئی میرا مقابل؟

حضرت حمزہؓ نے میدان میں آتے ہی فرمایا کہ **یا سباع یا ابن ام انمارہ مقطعةالیظور اتحاد الله و رسوله۔**

اے سباع اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی ماں کے بیٹے...... کیا تو اللہ اور رسول ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے اور ایک آن میں اس کافر کو جہنم رسید کر دیا۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف، چرخ کہن کانپ رہا ہے

جونہی حضرت حمزہؓ اسکے قتل سے فارغ ہو کر میرے سامنے سے گزرنے لگے تو میں نے چپکے سے آپ پر اپنا (حربہ یعنی خنجر) پھینکا۔ جو سیدھا آپ کے ناف کے قریب پہنچا اور پیٹ چاک کرتے ہوئے گزر گیا۔ حضرت حمزہؓ اسی ایک حربے سے شہید ہو گئے۔ **انا لله وانا الیه راجعون.**

ہندہ کا وعدہ

وحشی کہتا ہے کہ ہندہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حمزہؓ جو تو کومیرے باپ عتبہ کا قاتل ہے قتل کردے گا، تو میں تجھے منہ مانگا انعام دوں گی۔ وہ مجھے ہر وقت اس بات پر اکساتی رہتی تھی کہ اگر تو نے آزادی حاصل کرنی ہے۔ اور انعام حاصل کر کے دنیا میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنی ہے تو حمزہ کو قتل کر کے اسکا کلیجہ (یعنی جگر) نکال کر مجھے لا دینا۔ میں اسکا جگر چباؤں گی۔ میں نے اس سے بھی وعدہ کر رکھا تھا۔ اس لیے حمزہؓ کو شہید کر کے اس کا جگر ہندہ کو لا کر دیا۔ اس نے اسے چبانے کی کوشش کی مگر اسے نہ نگل سکی۔ اس طرح میں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے آزادی حاصل کی اور مجھے ہندہ نے بہت سے کپڑے اور اپنے زیورات اتار کر انعام میں دیے۔

حضرت امیر حمزہؓ کو شہادت کے بعد بھی معاف نہیں کیا گیا۔ بلکہ آپ کے جسم اطہر کی بے حرمتی کی گئی۔ یہ نبوت کی یونیورسٹی کا پہلا طالب علم تھا۔ جس کا جسم اطہر شہادت کے بعد بھی اللہ کے راستے میں مزید قربانیاں دیتا رہا۔ آپ کا ناک کاٹا گیا۔ کان کاٹے گئے، جگر نکالا گیا، کلیجہ چبایا گیا۔ آنکھوں میں نیزے مارے گئے۔ دانت توڑے گئے۔ زبان کاٹی گئی اور ان اعضاء کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا گیا!

یوں اس شہید اعظم کے جسم کے ایک ایک حصے نے شہادت کا حق ادا کر دیا۔ تاجدار اس کی شہادت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ملائکہ میں دھوم مچ گئی۔

شہادت حمزہؓ شاعر کی زبان میں

ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے برچھی
نشانہ کر کے پھینکی دور سے ناپاک نے برچھی
تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
نشانہ ناگہانہ بن گیا اللہ کا غازی

رضائے حق یہی تھی جو قضا کی مشت نکلی
یہ برچھی ناف کے نیچے لگی اور پشت سے نکلی

گڑھے کھودے گئے تھے جو گزشتہ رات میدان میں
اجل بیٹھی تھی ان میں اب لگا کر گھات میدان میں

زمین سے آسمان تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتہ لے کے جانِ بندہ پروردگار اٹھا
زمین پر رہ گیا باقی فقط ایک خونچکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

وہ پلٹا وحشی ڈرتے ڈرتے غار مہلک کے قریب آیا
تو رشکِ آسماں کو خاک پر سویا ہوا پایا
اٹھا کر کنکری اس سنگدل نے شیر پر ماری
رہی لیکن شہید کا مراں پر بے خودی طاری
یہ دیکھا تو دل وحشی کو تک گونہ قرار آیا
چھری لے کر قریب نعش اب یہ نابکار آیا
گڑھے کے اندر اترا، اب نہ کی قطع نظر اس نے
شکم چیرا نکالا مردِ مومن کا جگر اس نے

اب اس کر توت کا انعام لینے کو چلا ناداں

متاع بے بہا کا دام لینے کو چلا ناداں
قریب ہند آیا، کارنامہ اپنا بتلایا
جگر حمزہؓ کا دکھلایا پھر اپنا حق بھی جتلایا

قسم کھائی تھی حمزہؓ کا جگر کچا چبانے کی
لہو کی پیاس تھی اور بھوک اس کو گوشت کھانے کی

اہاہا ہنستی جاتی منہ بناتی جارہی تھی یہ
جگر حمزہؓ کا دانتوں سے چباتی جارہی تھی یہ
جگر تھا اس کے منہ میں خون باچھوں سے ٹپکتا تھا
کھڑا تھا پاس وحشی اور منہ حیرت سے تکتا تھا
نہ اترا حلق کے اندر گلے میں یہ جگر اٹکا
بالآخر اس نے اگلا اور زمیں پر اس کودے ٹپکا

خطیب کہتا ہے

بشر بازی لے گیا۔

بے گور و کفن لاشہ......وادی احد میں آدمیت کا بول بالا کر گیا۔

وادی احد خون شہید سے مشک بار ہوگئی۔ جن گردنوں میں حضرت حمزہؓ کے ٹکڑے ہار بن کر لٹکے۔ یا تو وہ گردنیں خدا کے حضور ہمیشہ کے لیے جھک گئیں۔ یا ہمیشہ کے لیے شکست کھا کر اہل حق کے ہاتھوں کٹ گئیں۔

خدا کے حضور گردنیں جھک گئیں تو بھی حمزہؓ کی جیت۔

اہل حق کے ہاتھوں کٹ گئیں تو بھی حمزہؓ کی جیت۔

زندہ رہا تو حق کا بول بالا

شہید ہوا تو حق کا بول بالا

خطیب کہتا ہے

ہندہ: یہ ہار گلے میں نہ ڈال

گلا، حق کے سامنے ہار کھا جائے گا۔

یہ ہار گردن میں نہ ڈال

یہ گردن حق کے سامنے جھک جائے گی۔

یہ پھولوں کا ہار نہیں

یہ سونے کا ہار نہیں

یہ چاندی کا ہار نہیں

یہ حمزہؓ کی کٹی ہوئی زبان کا ہار ہے۔

یہ حمزہؓ کی کٹی ہوئی بوٹیوں کا ہار ہے۔

یہ حمزہؓ کی کٹی ہوئی انگلیوں کا ہار ہے۔

یہ حمزہؓ کے کٹے ہوئے جسم کا ہار ہے۔

یہ حمزہؓ کے جگر پاروں کا ہار ہے!

یہ ہار تیری اکڑی ہوئی گردن کو خدا کے حضور جھکا دے گا۔

یہ ہار تیری انگشت شہادت کو کلمہ توحید کے لیے اٹھا دے گا۔

یہ ہار تیری زبان پر توحید و رسالت کی صداقت جاری کرا دے گا۔

یہ ہار تیرے مغرور جسم کو رُکّعاً وسُجّداً کی تصویر بنا دے گا۔

یہ ہار تیری ہار

اور حمزہؓ کی فتح

خدا کی نصرت

اور محمد ﷺ کی فتح کا اعلان ثابت ہوگا۔ اور بالآخر تجھے دامن توحید و رسالت میں لے آئے گا۔

زمانہ جانتا ہے...... کہ شہید اعظم سیدنا امیر حمزہؓ کا خون رنگ لایا اور ہندہ کو محمد ﷺ کے دامن رحمت میں ہی پناہ لینا پڑی۔

نبی ﷺ چچا کی لاش پر

سرکارِ عالم ﷺ نے جنگ کے خاتمہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کو حضرت حمزہؓ کی لاش مبارک تلاش کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ تلاش کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کے پاس پہنچے۔ ان کی اس ہیئت وحالت کو دیکھ کر رونے لگے۔ واپس آکر سرکارِدو عالم ﷺ کو ساتھ لے کر گئے۔ سرکارِدوعالم ﷺ نے اپنے محبوب چچا کی لاش مبارک کو دیکھا تو کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں۔ پیٹ اور سینہ چاک ہے۔ جسم مبارک زخموں سے چور چور اس جگر خراش اور دل آزاد منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور فرمایا کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ جہاں تک مجھ کو معلوم ہے تم بڑے ہی مخیّر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر صفیہؓ کے حزن وملال اور رنج وغم کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا، تاکہ درند اور پرند تم کو کھاتے اور پھر قیامت کے دن تم انہیں کے شکم سے اٹھتے۔

اور اسی جگہ کھڑے کھڑے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تو آپ کے بدلے ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔

عرش سے آواز آئی

میرے محبوب کیا کہا؟ ستر کا مثلہ کروں گا۔ نہیں ہرگز نہیں مختارِ کل میں ہوں حکم میرا چلے گا۔ غم و غصہ اپنے مقام پر اور شریعت مطہرہ اور دین قیم اپنے مقام پر ارشادِ باری ہوتا ہے کہ۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَاتَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ. (پ ۱۴ سورہ نحل)

ترجمہ: اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر

ہے صبر کرنے والوں کے لیے، اور صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا محض اللہ کی مدد اور توفیق سے ہے اور نہ آپ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگ دل ہوں بے شک اللہ صبر کرنے والوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

بارگاہِ نبوت سے سید الشہد کا خطاب

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے جب حضرت حمزہؓ کی لاش مبارک کو اس حالت میں دیکھا تو آپ رو پڑے، روتے روتے آپ کی ہچکی بندھ گئی۔ مفہوم روایت، اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ

سید الشهد اءِ عندالله یوم القیامة حمزة......

مستدرک حاکم۔

شہیدوں کے سردار اللہ کے ہاں قیامت کے دن حمزہؓ ہوں گے!

خطیب کہتا ہے!

قیامت کا دن ہوگا۔ جب تمام شہدا کو اکٹھا کر کے ان سے ان کی شہادت کی گواہی لی جائے گی تو کسی شہید کی شہادت کا گواہ

محراب مسجد ہوگا

کسی کا گواہ ممبر ہوگا

کسی کا گواہ میدانِ بدر ہوگا

کسی کا گواہ حجرہ و شجر ہوگا۔ کسی کا گواہ میدانِ کربلا ہوگا۔ میں قربان جاؤں......حمزہؓ تیری شہادت عظمیٰ، کے تیری شہادت کا گواہ تاجدار رسالت ہوگا۔

اللہ فرمائیں گے حمزہؓ شہید ہے جس کی شہادت کی گواہی میرے محمد ﷺ نے دی ہے۔

میرا محمد ﷺ رسولوں کا سردار

اور میرا حمزہؓ شہیدوں کا سردار

......ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما......

چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

انا شهيد علىٰ هولا يوم القيامة (بخاری ج ثانی ۵۸۴)

سید الشہدا کا سرکاری اعزاز صرف اور صرف سیدنا امیر حمزہؓ کے لیے ہوگا۔ آپ کے سوا یہ خطاب کسی کے سزاوار نہ ہی جائز ہے کیونکہ بارگاہِ نبوت کی یہ عطا ہی حضرت حمزہؓ کے لیے ہے۔

بہن بھائی کی لاش پر

چشم فلک نے بھی آج تک یہ نظارہ نہیں دیکھا ہوگا کہ حضرت حمزہؓ کی بہن کو جب بھائی کی شہادت کا علم ہوتا ہے، تو سیدہ صفیہؓ اپنے بھائی کے چہرہ کو دیکھنے کے لیے آتی ہے وہ بہن جو بھائی کے لیے تن من قربان کرتی تھی!

وہ بہن جس کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ حضرت حمزہؓ تھے۔ وہ بہن جو بھائی کی طرح ہی شیر اور بہادر تھی جس نے اپنی جرات اور بہادری سے خواتین اسلام کو نہیں بلکہ پوری دنیا بھر کے اسلام کے فرزندوں کو ایک لازوال دولت عزیمت و استقلال کا سبق دیا۔

وہ بہن جب اپنے بھائی کا خون آلود چہرہ دیکھنے کے لیے آتی ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے اسے دور سے آتے ہوئے دیکھا...... پھوپھی کو دیکھتے ہی آنحضرت ﷺ نے زبیر بن عوام (فرزند صفیہؓ) کو آواز دی۔

زبیرؓ ؟

جی حضور ﷺ

اپنی ماں کو منع کرو...... بھائی کی لاش پر نہ جاؤ...... خیال تھا...... روئے گی۔ ماتم کرے گی! واویلا ہوگا! دامن صبر چھوٹ جائے گا۔

عورت زیادہ نرم دل ہوتی ہے۔ اس لیے زبیرؓ کو حکم دیا کہ صفیہؓ کو روک دیا جائے

مگر

صفیہؓ سرکارِ دو عالم کی پھوپھی تھی!

صفیہؓ صبر و استقلال کی پہاڑ تھیں!

صفیہؓ درسگاہ رسالت کی طالبہ تھیں!

صفیہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے صبر وضبط کا سبق پڑھا تھا!

صفیہؓ ایک شیر دل بھائی کی بہن تھی!

اس نے جب بیٹے سے سنا کہ مجھے بھائی کے پاس جانے سے روکا جارہا ہے تو بے ساختہ فرمایا مجھے جانے دو...... میں رونے کے لیے نہیں مبارک باد دینے کے لیے جارہی ہوں میرے بھائی نے توحید ورسالت کا حق ادا کردیا ہے۔

یہ موت نہیں زندگی ہے

ایسی زندگی جو کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔

چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے سیدہ صفیہؓ کے اس حوصلہ اور عزم کو دیکھ کو اجازت عنایت فرمادی اور یوں بہن بھائی کے چور چور جسم پر کھڑی ہوکر کہتی ہیں کہ

دعاہ الٰہ الحق ذوالعرش دعوۃً
الی جنۃ یحیا بھا وسرور

ترجمہ: انہیں آسمانوں والے معبود حقیقی نے جنت کی طرف بلالیا جہاں وہ زندہ کیے جائیں گے اور سرور بخش زندگی گزاریں گے۔

اقول وقد اعلی النعی عشیر تی
جزی اللہ خیرا من اخ ونصیر

ترجمہ: جس وقت خبر مرگ دینے والے نے میرے خاندان میں یہ خبر پہنچائی تو میں پکار اٹھی۔

جزی اللہ خیرا من اخ ونصیر

میرے معاون بھائی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

ایک شاعر اس واقعہ کی عکاسی یوں کرتا ہے۔

کہا رو کر میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکہ نہ کھانے دو

الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہؓ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرہ حمزہؓ
پسر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
گئیں وہ میت حمزہؓ پہ روئیں اور نہ چلائیں
نظر چہرے پہ ڈال فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں

قاتل حمزہؓ دربار رسالت ﷺ میں!

وحشی جنگِ احد کے بعد مکہ مکرمہ میں مقیم رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں فتح عطا فرمائی تو وحشی بھاگ کر طائف چلا گیا وہ ہر وقت اس فکر میں رہتا تھا کہ نا معلوم میرا اب کیا حشر ہوگا۔ اگر میں مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا تو میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اسی فکر میں شب و روز گھلتا رہتا تھا کہ کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ بجائے کسی اور تدبیر یا راستہ اختیار کرنے کے تمہارے لیے بہتر ہے کہ دربار رسالت میں سراپا عجز و نیاز بن کر اپنی معافی کی درخواست لے کر حاضر ہو جاؤ اور کلمہ شہادت پڑھ کر آغوش رسالت میں چلے جاؤ۔ وحشی یہ سوچ کر اور دل میں اسلام لانے کا فیصلہ کر کے مدینہ منورہ پہنچا اور اچانک دربار رسالت میں پہنچ کا کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا، وحشی خود بیان کرتا ہے کہ مجھے یوں اچانک کلمہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تو وحشی ہے؟

میں نے عرض کیا جی حضور ﷺ......!

آپ نے فرمایا کہ تو نے میرے چچا کو قتل کیا تھا؟

میں نے ندامت سے کہا کہ جی حضور ﷺ

آپ نے فرمایا کی مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے میرے چچا کو کیسے قتل کیا تھا!

آپ کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے تمام واقعہ تفصیل سے عرض کر دیا تو آپ نے فرمایا!

ویحک! غیب عنی فلا ارینک

افسوس ہے تجھ پر، میرے سامنے سے غائب ہوجا میں تیرا چہرہ پھر کبھی نہ دیکھوں گا...... (بخاری، سیرتِ ابنِ ہشام)

وحشیؓ کہتے ہیں کہ جہاں بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضور حاضری ہوتی تھی تو میں منہ چھپا کر ایک طرف کھڑا ہوجاتا تھا تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو!

اور یہ صورتِ حال برابر آپ کی وفات تک جاری رہی۔

خطیب کہتا ہے

غیب عنی فلا ارینک

غائب ہوجا...... میں تجھے دیکھنے نہ پاؤں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہ تو عالم ما کان وما یکون تھے اور نہ ہی ہر جگہ حاضر و ناظر اس عقیدہ کی کتاب وسنت میں کوئی سند نہیں ہے۔ یہ صرف جہلاء اور علم دشمن افراد کی اختراع ہے۔

اعاذنا اللہ......!

توحید و رسالت پر ایمان سے وحشیؓ کا جرم معاف ہوگیا! سرکارِ دو عالم ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھ لینے کے بعد وحشیؓ کا اسلام منظور کرلیا۔

نبوت

دولت ایمان

کو کس قدر عظیم سرمایہ سمجھتی ہے

مسیلمہ کذاب کا قاتل وحشیؓ ہے

سچی نبوت کے مقابلہ میں سب سے پہلے جھوٹی نبوت کا سوانگ رچانے والا مسیلمہ کذاب تھا!

سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ کوئی مردِ مومن اس جھوٹی نبوت کے دعویدار کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر ابدی جنت حاصل کرلے۔ قربان جاؤں اس تقدیر کے فیصلہ کرنے والے غفور رحیم کے کہ اس نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دینے کے لیے جس شخص کو چنا...... وہ معلوم ہے کون تھا؟

وہ وہی وحشیؓ تھا جس نے سیدنا امیر حمزہؓ کو شہید کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قلب رسالت کو مغموم کیا تھا۔اسی وحشیؓ نے

جی ہاں اسی وحشیؓ نے

اسی (حربہ) خنجر سے

مسیلمہ کذاب نبوت کے جھوٹے دعویدار کو قتل کر کے فی النار والسقر کر دیا اور یوں وہ جھوٹے نبی کو قتل کر کے سچے نبی کے دل میں جگہ پا گیا!

شہید اعظمؓ کا جنازہ رسول اعظم ﷺ نے پڑھایا

شہدائے احد کا جب کفن کا وقت آیا تو حضرت حمزہؓ کے لیے جو کفن کا کپڑا ملا وہ اس قدر چھوٹا تھا کہ اگر سر مبارک ڈھانپا جاتا تو پاؤں مبارک ننگے رہتے اور اگر پاؤں پر چادر ڈالی جاتی تو سر مبارک ننگا رہتا۔اس صورتِ حال کو دیکھ کر سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر مبارک ڈھانپ دیا جائے اور پاؤں پر (اذخر) گھاس ڈال دیا جائے۔یوں شہید اعظمؓ ادھوری چادر میں کفنائے گئے! آنحضرت ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھائی۔ایک ایک شہید کو لایا جاتا تھا اور آپ اس کا جنازہ پڑھاتے تھے۔اس طرح سب پہلے حضرت حمزہؓ کا جنازہ پڑھایا گیا اور پھر ایک ایک شہید کو حضرت حمزہؓ کے قریب رکھتے جاتے تھے اور آپ اس کا جنازہ پڑھاتے تھے!اس طرح حضرت حمزہؓ کے لیے ستر مرتبہ دعا کے لیے مغفرت فرمائی جو صرف آپ ہی کا طرائے امتیاز ہے۔

حضرات گرامی!

آج کی تقریر سے معلوم ہوا کہ شہدائے اسلام میں حضرت سیدنا امیر حمزہؓ کا ایک امتیازی مقام ہے۔شہدائے اسلام کی سرداری کا تاج انہی کے سر سجتا ہے اس لیے جہاں اسلام کے اور شہیدوں کا تذکرہ کر کے ان کا خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے۔وہیں پر سید الشہدا کا تذکرہ کر کے بھی دل کی گہرائیوں سے خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے اور انہی کو سید الشہدا کے لقب سے یاد کرنا چاہیے، کیونکہ حضور ﷺ نے جن کو سید الشہدا کا نبوی لقب دیا ہے وہ صرف اور صرف حضرت امیر حمزہؓ کی ذات گرامی تھی اور بس۔

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

چوتھا خطبہ جمعہ

محرم

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاطمۃ بضعۃ منی. (مشکوٰۃ)

ترجمہ: فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔

حضرات!

آج محرم کا چوتھا جمعہ ہے اس کی مناسبت سے میری آج کی تقریر کا عنوان حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی شادی ہے! چونکہ آپ کی تقریب نکاح محرم میں منعقد ہوئی تھی اس لیے میں آپ کے سامنے سرکارِ دو عالم ﷺ کی لختِ جگر کی شادی کا تذکرہ کروں گا جو تاریخ اسلام میں اپنی سادگی اور وقار کا امت کے لیے ایک عظیم نمونہ اور باعث تقلید عمل ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کی چہیتی بیٹی اور اہل بیت میں سے بہت ہی عزیز تھیں اور دل و جان سے آپ ان سے پیار فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے بارہا یہ ارشاد فرمایا تھا کہ فاطمۃ بضعۃ منی...... فاطمہ میری جگر پارہ ہے۔

قدرتی طور پر باپ کو بیٹوں کی نسبت بیٹیوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور بیٹی بھی بیٹوں کی بنسبت باپ سے زیادہ پیار کرتی ہے! سرکارِ دو عالم ﷺ کی اس شفقت پدری کا تقاضا تھا کہ آپ اپنی لختِ جگر کے لیے کسی اچھے اور موزوں رشتہ کا انتظام فرماتے۔

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہے کہ شادی کے مسئلہ میں عام طور پر چار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

۱) منگنی

۲) تقریب شادی۔ یعنی تقریب نکاح

۳)جہیز

۴)رخصتی

منگنی...... پہلے مرحلے میں موزوں رشتہ کی تلاش کی جاتی ہے۔خواہ لڑکے کے والدین ہوں یا لڑکی کے وہ انتہائی کوشش کرکے اپنی اولاد کے لیے براہِ راست یا بالواسطہ کسی موزوں اور مناسب رشتہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے رشتہ کے لیے کئی پیغامات آنحضرت ﷺ کو ملے،مگر آپ نے سب کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی اور کسی سے ''ہاں'' نہ فرمائی۔ ایک دن حضرت صدیق اکبرؓاور فاروق اعظمؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ رحمتِ دوعالم ﷺ سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے رشتہ کی اپنے لیے استدعا کریں۔حضرت علیؓ نے اپنے شفیق اور ہمدرد رفقاء سے کہا کہ مجھے خود پیغام نکاح دیتے ہوئے حجاب محسوس ہوتا ہے،مگر صدیقؓ وفاروقؓ کے اصرار اور حضرت ام ایمن کی تائید نے آپ کو حوصلہ دلایا۔آپ کاشانۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔حضور ﷺ نے فرمایا ......علی؟

کیسے آئے ہو؟

حضرت علیؓ نے شرماتے ہوئے عرض کیا کہ حضور ﷺ! (فداک ابی وامی)

میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے رشتہ کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں! یعنی پیغام نکاح لایا ہوں!

سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت علیؓ سے خِطبہ نکاح سن کر فرمایا۔

اهلاً و سهلاً.

جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے حضرت علیؓ کی درخواست کو قبول فرمایا تھا!

خطیب کہتا ہے

علیؓ نے رشتہ نبی سے مانگا

نبی ﷺ نے فاطمہؓ دے دی

اور

نبی نے رشتہ　　　خدا سے مانگا

خدا نے　　　عائشہؓ دے دی

فاطمہؓ　　　مرادِ علیؓ ہیں

عائشہؓ　　　مرادِ نبی ﷺ ہیں

مرادِ علی کا منکر　　　بھی جہنمی

اور

مرادِ نبی کا منکر　　　بھی جہنمی

سبحان اللہ اس گھرانے کی عظمتوں کا کیا کہنا

فاطمہؓ　　　علیؓ کی بیوی

عائشہؓ　　　نبی ﷺ کی بیوی

حضرت علیؓ کی درخواست کی قبولیت کے بعد شادی کے مسئلہ کا پہلا مرحلہ ختم ہوگیا۔اور حضرت علیؓ سے سیدہ زہراؓ بتول کی شادی طے ہوگئی۔گویا ہماری اصطلاح میں منگنی کا مرحلہ طے ہوگیا!

کوئی رسم ررواج نہیں!

نہ ہی رسم مہندی، نہ ہی روپیہ ہاتھ پہ رکھنا، نہ ہی ڈھول باجہ، اور نہ ہی سہیلیوں کی گیت کی مجلس۔

بس ایک سادہ سا

علیؓ کا سوال

اور ایک پروقار نبی ﷺ کا جواب

دو عظیم شخصیتوں کا رشتہ طے پا گیا؟

یعنی......

علیؓ و فاطمہؓ کی تاریخ ساز شادی!

تاج دار رسالت نے علیؓ سے فرمایا کہ آپ کے پاس شادی کے اخراجات کے لیے کچھ ہے؟

حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ......ایک گھوڑا......اور ایک زرہ۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑا تو آپ کی ضرورت جہاد پورا کرے گا۔آپ اس کو اپنے پاس رکھیں البتہ زرہ فروخت کردیں ،تاکہ اس سے شادی کے اخراجات پورے ہوسکیں۔

علی المرتضیٰؓ اپنی زرہ بیچنے کے لیے بازار چلے گئے،تو بازار میں مدینہ کے تاجر حضرت عثمانؓ سے ملاقات ہوگئی۔حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیسے آئے ہو،آپ نے تمام حالات اور واقعات اپنے دیرینہ رفیق حضرت عثمانؓ کو سنا دیئے۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ آپ زرہ کس قدر قیمت پر بیچو گے تو حضرت علیؓ نے کہا کہ ساڑھے چار درہم میں بیچوں گا۔حضرت عثمان غنیؓ نے کہا کہ زرہ میں خرید کرتا ہوں۔یہ کہہ کر ساڑھے چار؟ درہم حضرت علیؓ کو ادا کر دیئے۔

خطیب کہتا ہے

میں قربان جاؤں بیچنے والے کے

بیچنے ولا علیؓ تھا

خریدنے والا عثمان غنیؓ تھا

زرہ خریدنے والا بھی جنتی

زرہ بیچنے والا بھی جنتی

اور سب سودا ہوگیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا

اے علیؓ میری طرف سے شادی کا تحفہ

قبول فرمائیں

حضرت علی نے پوچھا کیا تحفہ ہے؟

حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

یہ زرہ میری طرف سے تحفہ ہے۔

میرے دوست جب تک خدا کے راستہ میں جہاد کرتے رہوگے۔

تلوار خدائے رحمان کی ہوگی

زرہ تیرے عثمانؓ کی ہوگی

تلوار دشمنان خدا اور رسول ﷺ کو مزہ چکھائے گی

زرہ جسم علیؓ کو دشمنوں کے وار سے بچائے گی

تلوار رحمان کی

زرہ عثمانؓ کی

یہ دو تحفے علیؓ کی زندگی کا قیامت تک کے لئے نشان بن گئے!

عثمان غنیؓ نے شادی کے اخراجات برداشت کئے

حضرت علیؓ کو زرہ واپس کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ

یا ابا الحسن لست اولیٰ بالدِرع منک وانت اولیٰ بالدرهم منی

مشہور شیعی مورخ ملا باقر مجلسی نے بحارالانوار میں لکھا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے زرہ واپس کرنے کا واقعہ حضور ﷺ کو بتلایا تو آنحضرت ﷺ نے **فدعاله بخیر**

آپ نے حضرت عثمانؓ کے لیے دعائے خیر فرمائی!

حضرات گرامی! حضرت علیؓ زرہ کے پیسے اور زرہ حضور اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہو گئے، تو آپ نے اپنے جگری دوست اور رفیق غار حضرت ابوبکرؓ کو بلا کر فرمایا کہ یہ رقم لے جاؤ اور بازار سے شادی کا سامان خرید لاؤ۔ حضرت ابوبکرؓ چونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے وزیر تھے۔ اس لیے آپ نے تمام سامان اپنی پسند سے خریدا۔

خطیب کہتا ہے

آپ کی پسند، نبی ﷺ کی پسند

آپ کی پسند، علیؓ کی پسند

آپ کی پسند، زہراؓ کی پسند

بلکہ آپ کی پسند، خود خدا کی پسند

صدیقؓ کے ہاتھوں سے خریدا ہوا سامان جب کاشانہ نبوت پہنچا، تو آپ نے تقریب نکاح

میں شرکت کے لیے اپنے جگری دوستوں اور جاں نثار ساتھیوں کو دعوت شادی دینے کے لیے اپنے خادم خاص حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ میرے دوستوں کو اور انصار ومہاجرین کے فلاں فلاں اصحابؓ کو میری طرف سے دعوت شرکت دے آؤ جن میں خاص طور پر ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمانؓ، سعدؓ اور کچھ انصار قابلِ ذکر ہیں۔

تقریب شادی یعنی تقریب نکاح

حضرات گرامی! ہمارے ہاں شادی کی جو اصطلاحیں ملتی ہیں۔ان میں ایک لفظ ''بارات'' ہے اور ایک ''شادی خانہ آبادی'' بارات کا لفظ عموماً دولہا والے استعمال کرتے ہیں اور شادی کا لفظ عموماً لڑکی کے والدین استعمال کرتے ہیں۔اگر کوئی دین دار گھرانہ ہوتو وہ ''تقریب نکاح مسنون'' کا دعوت نامہ جاری کرتا ہے۔آج سرورِ دو جہاں ﷺ کے گھر بارات آنی ہے،لیکن دنیا نے دیکھا نہ کوئی لاؤ لشکر ہے اور نہ ہی کوئی دھوم دھام ہے چشمِ فلک نے شاید یہ نظارہ کبھی نہ دیکھا ہو کہ صرف دولہا اکیلا آیا......اور وہ بھی پرانے لباس میں......لیکن لباس پرانا اور دل اجلا...... دل ایمان کی روشنی سے مستنیر......دولہا بغیر بارات کے آیا نبی ﷺ نے دوستوں کو بلایا۔

یعنی! بیٹی والے نے بھی اپنے چند جگری دوستوں کو بلایا، یہی سیدہ فاطمۃؓ کی شادی کے معزز مہمان تھے جنہیں دنیا

ابوبکر صدیقؓ

عمر فاروقؓ

عثمانؓ

عبدالرحمٰن بن عوفؓ

سعد بن معاذؓ......کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اور مہاجرین وانصار کے چند معزز بزرگ......

خطیب کہتا ہے

یہی علیؓ کے باراتی سمجھ لیجئے

یہی نبی ﷺ کے ساتھی سمجھ لیجئے

یہی نبی ﷺ کے گھر کے روشن ستارے

یہی علیؓ کے لاڈلے اور پیارے

مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ تاجدار رسالت ﷺ نے خود زبان نبوت سے خطبہ پڑھا۔ خطبہ کیا تھا حکمت وبصیرت کے موتی تھے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے تمہارا نکاح فاطمہؓ بنت محمد سے چار سو مثقال حق مہر کے عوض کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اسے منظور کیا پھر سرکار دو عالم ﷺ کی آواز گونجی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ سے فرمایا کہ۔

انی اشهد کم انی زوجت فاطمة بعلی

کشف الغمہ (۱۵۴)

بلاشبہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے دیا۔ نکاح کے بعد آپ نے میاں بیوی کے لیے دعا فرمائی۔

جمع الله شملکما وبارک علیکما واخرج منکما کنزاً طیبا. اصابه

خطیب کہتا ہے

جہیز خریدا صدیق اکبرؓ نے

جہیز کی رقم دی عثمانؓ نے

نبوت کے گواہ صدیقؓ وفاروقؓ

سیدہ زہراؓء کی شادی کے گواہ صدیقؓ وفاروقؓ

نکاح علیؓ کے گواہ صدیقؓ وفاروقؓ

بدر واحد کے گواہ صدیقؓ وفاروقؓ

معراج وہجرت کے گواہ صدیقؓ وفاروقؓ

اس لئے کہتے ہیں کہ

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جرح کے وکیلو؟

ان پر جرح دعویٰ نبوت پر جرح ہوگی

ان پر جرح سیدہؓ کی شادی کی شہادت پر جرح ہوگی

ان پر جرح نکاح علیؓ کی صداقت پر جرح ہوگی

ان پر جرح معراج وہجرت کی حقیقت پر جرح ہوگی

ان پر جرح اسلام کی حقانیت وصداقت پر جرح ہوگی

جرح کرنے سے پہلے سوچ لو

یہ تم کس پر جرح کررہے ہو

کہیں ان کے ایمان کو مجروح کرنے کی بجائے اپنے ایمان کا مقدمہ تو نہیں ہار جاؤ گے۔

چھوڑیئے...... تبرائیوں کی وکالت کو

وکالت کریں محمد ﷺ کے ستاروں کی

وکالت کریں محمد ﷺ کے پیاروں کی

یہی جنتی ہیں جنت انہی کی ہے۔

ان کی عداوت...... خدا اور رسول کی عداوت ہوگی

خطبہ کے بعد آپ نے ایک تھال جس پر چھوہارے تھے۔تقریب نکاح کے شرکاء میں تقسیم فرمائے اور اس طرح یہ برکات وانوارات کی مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

بیٹی کا جہیز

حضرات گرامی! سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی لختِ جگر اور نورِ نظر سیدہ زہراؓ کو جو جہیز دیا۔وہ تاریخ کا ایک نادر اور بے مثال پہلو ہے!

والد نے بیٹی کو کیا دیا۔ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے۔

ایک چارپائی

ایک چکی

ایک مشکیزہ

ایک پیالہ

؟ کھجور کے پتوں سے بھرے ہوئے!

اور باپ کی دعائیں

اس جہیز کی تیاری میں سیدہ عائشہؓ، سیدہ ام سلمہؓ اور امہات المومنینؓ نے پوری دلجمعی سے ایک مادر مشفقہ کا پورا پورا کردار ادا کیا۔

خطیب کہتا ہے!

جہیز کی رقم	عثمانؓ نے دی
ولیمہ کی رقم	عثمانؓ نے دی
نبی ﷺ کا	وزیر مالیات عثمانؓ
علیؓ کا	وزیر مالیات عثمانؓ

رخصتی

حضرات گرامی! ان تمام مراحل سے گزر کر اب سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے باپ کے گھر سے سسرال جانے کا وقت آ گیا۔ یہ وقت انتہائی المناک اور درد وغم میں ڈوبا ہوا تھا۔ حضرت ام ایمنؓ جب سیدہ کو لینے کے لیے آئیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے ازواجِ مطہراتؓ کو ارشاد فرمایا کہ میری لختِ جگر کو رخصتی کی تیاری کراؤ تو وہ وقت والد اور بیٹی کی زندگی کا ایک درد میں ڈوبا ہوا منظر تھا!

ام سلمہؓ کی زبان سے نکل گیا کہ اے کاش اپنی بیٹی کی رخصتی کے وقت آج خدیجہ طاہرہؓ بھی موجود ہوتیں......تو وہ بھی اپنی بیٹی کے سر پر دست شفقت رکھتیں۔ بس سیدہ خدیجہؓ کا نام آنا تھا کہ ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے اور تاجدارِ نبوت کے دل کا طوفان آنسوؤں کی شکل میں رخسار نبوت پر بہہ نکلا۔ **فبکی رسول ﷺ فقال خدیجہؓ و این مثل خدیجه صدقتنی وارزقتنی علیٰ دین الله واعانتنی علیه بما لها.**

فرمایا ام سلمہؓ نے ٹھیک کہا ہے خدیجہؓ خدیجہؓ ہی تھیں۔ اس نے میرے لیے بہت مصائب

برداشت کیے۔اس نے اپنا تمام مال میرے لیے وقف کر دیا۔اس نے سب سے پہلے میری نبوت کی تصدیق کی۔کاش خدیجہ اس وقت زندہ ہوتیں۔انہیں دنیا سے جاتے وقت اپنی چہیتی بیٹی فاطمہؓ کا بہت خیال تھا۔وہ حسرت سے کہتی تھیں کہ میں اپنی بیٹی کی شادی نہیں دیکھ سکوں گی۔انہیں اس بات کا بہت صدمہ تھا کہ میں فاطمہؓ کا جہیز اپنے ہاتھوں سے نہ تیار کر سکوں گی اور پھر وہ یہی حسرت لے کر فردوس بریں کو رخصت ہو گئیں۔

اور فرمایا امِ سلمہؓ...... خدا کی یہی رضا تھی اور اس کو یہی منظور تھا۔ہم خدا کی مرضی کے تابع ہیں۔

دیگر ازواجِ مطہراتؓ نے جب حضرت خدیجہؓ کے فضائل اور ان کے مناقب سنے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اور روتے ہوئے کہنے لگیں خدیجہؓ کا مرتبہ بلند تھا۔انکی یاد اب بھی قلب نبوت میں تازہ ہے۔وہ اسلام اور تاجدار رسالت کی دل و جان سے فدائی تھیں۔اس درد کے ڈوبے ہوئے ماحول میں جب تیاری مکمل ہو گئی تو سیدہ زہراؓ کو ماں کی یاد نے بے قرار کر دیا۔آپ گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر اس قدر روئیں کہ آپ کے دوپٹے کا آنچل بھیگ گیا۔

خدیجہؓ کی یاد نے دل میں ایک طوفان سا برپا کر دیا۔آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ پڑا سینے میں یادوں کے طوفان اٹھے ہوئے تھے۔دل کی حالت یہ تھی جیسے ڈوبتا ہی چلا جا رہا ہو۔ماں کی شفقت بھری یاد آئی تو سینے پر چھریاں چل گئیں۔اگرچہ امہات المومنینؓ نے خدمت اور پیار عطا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا مگر...... ماں...... ماں ہی ہوتی ہے۔

ماں بھی خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ماں کی کمی کوئی دوسرا پوری نہیں کر سکتا۔بیٹی کی رخصتی کے وقت ماں کی موجودگی کس قدر ضروری ہوتی ہے اسے یا تو ماں جان سکتی ہے یا سسرال جانے والی بیٹی جان سکتی ہے۔بیٹی کی رخصتی کے وقت ماں کے دل میں کیا کیا ارمان ہوتے ہیں۔یہ ماں ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔

ماں بیٹی کے دل کی دھڑکنوں کا سکون ہوتی ہے۔

ماں بیٹی کے لیے جنت کی خوشبوؤں کا مہکتا ہوا گلدستہ ہوتی ہے۔

ماں کی یاد نے سیدہ کو غمگین کر دیا تو رحمت دو علم ﷺ کا دل جوش میں آ گیا۔بیٹی کو سینے سے لگایا

اورآنسو پونچھتے ہوئے فرمایا۔

یافاطمة الله غنی وانتم فقراء

بیٹی فاطمہ! اللہ بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج......!

بیٹی نہ رو......میں تمھیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب نکل آیا۔

بیٹی خدا حافظ۔

میری بیٹی............تم میری لختِ جگر ہو میں تمھیں دل سے پیار کرتا ہوں۔

فاطمة بضعة منی............فاطمہ تم میرے دل کا ٹکڑا ہو۔ جو تم سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا۔ جو تم سے عداوت رکھے گا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا۔

باپ نے بیٹی کو دعاؤں کا تحفہ دے کر رخصت فرمایا............ایک پیالے میں پانی ڈال کر اس میں اپنی کلی کا پانی ڈالا اور سیدہ کے جسم اطہر پر چھڑکا...... یہ لعاب دہن تھا۔ وہی لعاب دہن جو صدیق اکبرؓ کے پاؤں پر لگایا تھا اور علی مرتضیٰؓ کی آنکھوں میں ڈالا تھا۔ زبان نبوت نے بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ مولیٰ۔

انی اعیذ ھا بک وذریتھا من الشیطن الرجیم.

مولیٰ میں اپنی بیٹی اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں

بیٹی...... زہرہؓ بیٹی......محمد ﷺ کی بیٹی باپ کی ابدی دعائیں لے کر خانۂ مرتضیٰ کو رخصت ہوگئیں اور امتِ محمدیہ کے لیے شادی بیاہ کے وہ درخشندہ نمونے چھوڑ گئیں کہ امتِ مسلمہ جب تک اسوہ ءبتول کو اپنائے گی دین ودنیا کی سرفرازیاں حاصل کرتی رہے گی۔

بتولے باش وپنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

پہلا خطبہ صفر

ہجرت رسول ﷺ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍلَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ . (پارہ نمبر ۱۰، سورہ توبہ)

ترجمہ: اگرتم رسول ﷺ کی مدد نہ کروگےتو (نہ کرو) اللہ تعالیٰ (خود کافی ہےاوراس) نےآپ کی مدداس وقت فرمائی جب کہ آپ کو کفار (مشرکین) نے مکہ سے نکال دیا تھا۔ جب کہ آپ دو آدمیوں میں دوسرے تھے۔ جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے۔ جب آپ اپنے یار (غار) سے فرمارہے تھے کہ تم میرا کچھ) غم نہ کھاؤ۔ بالیقیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پراپنی تسکین نازل فرمائی اورآپ کوایسے لشکروں سےقوت دی جن کوتم نےنہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی اور اللہ ہی کو بول بالا رہا اور اللہ غالب اورحکمت والا ہے!

حضرات گرامی! یہ صفر کا مہینہ کا آخر میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے محبوب شہر مکہ مکرمہ سے مشرکین کی چیرہ دستیوں اور مظالم سے تنگ آ کر ہجرت فرمائی تھی۔ سیرت پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے ہجرت رسول ﷺ دوحصوں پر مشتمل ہے۔

ایک حصہ ہجرت رسول ﷺ کا مکہ مکرمہ سے غارِثور تک کا ہے اور دوسرا حصہ غارِ ثور سے مدینہ منورہ تک ہے اس وقت میں نے جو آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے غارِثور کی ہجرت کو بیان فرمایا ہے!

اِلّا تنصروہ فقد نصرہ اللہ

ہمارے ہاں بھی یہ محاورہ مشہور ہے کہ اگر تم میری مدد نہ کروگے تو نہ کرو میں تمہارا محتاج تھوڑا ہی ہوں میرے لیے میرا خدا کافی ہے! اسی طرح بلا تشبیہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اگر تم نے میرے رسول ﷺ کے ساتھ دین میں نصرت نہ کی تو (نہ کرو) اللہ تعالیٰ تمہارے محتاج نہیں ہیں۔ وہ اپنے رسول ﷺ کی مدد فرمائیں گے جیسا کہ اس کی نصرت اور مدد کی۔ تازہ مثال تمہارے سامنے ہے۔ جس وقت مشرکین مکہ نے سرکار دو عالم ﷺ کے متعلق دارالندوہ میں ایک میٹنگ بلائی تاکہ محمد ﷺ کے اثر ورسوخ کو کم کرنے اور آپ کے ساتھیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے تدبیر اختیار کی جائے جس سے آپ کی تمام تر مساعی سرد پڑ جائیں!

انجمن مشرکین مکہ لمیٹڈ کی میٹنگ

سیر ومغازی کے امام ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ دارالندوہ میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ، حکیم بن حزام، حارث بن عامر، نضر بن حارث، امیہ بن خلف وغیرہ جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی ایک مشرک کی صورت میں اس میٹنگ میں شامل ہوا۔

سب نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی مقبولیت اور شب وروز آپ کے بڑھتے ہوئے اثرات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپیل کی کہ محمد ﷺ کو کسی نہ کسی طریقہ سے راستہ سے ہٹایا جائے تاکہ ہماری نذر ونیاز اور چڑھاووں کی دوکانداری ختم نہ ہونے پائے۔ چنانچہ ایک نے مشورہ دیا کہ آپ کو لوہے کی زنجیروں میں محبوس کر کے ایک مکان میں قید کر دیا جائے۔

دوسرے نے مشورہ دیا کہ یہاں سے جلاوطن کر دیا جائے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں ایک ایسی رائے دیتا ہوں کہ تم سب اس پر اتفاق کروگے...... سب نے ہمہ تن گوش ہو کر کہا کہ وہ کیا ہے؟

ابوجہل نے کہا کہ (محمد ﷺ) کو قتل کر دیا جائے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر قبیلے کا ایک نمائندہ لیا جائے۔ اس طرح تمام قبائل کے نمائندے سردارِ مل کر محمد ﷺ کو قتل کر دیں۔ اس طرح قتل کی ذمہ داری بھی کسی ایک قبیلہ کی گردن پر نہیں ہوگی اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ بنو عبد مناف پوری قوم سے تو لڑ نہیں سکیں گے۔ اس سے ہمیں اور ہمارے معبودوں کو سکھ چین کا سانس نصیب

ہوجائے گا! چنانچہ مشرکین مکہ کمپنی لمیٹڈ کے تمام ممبران نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے قتل کی قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کردیا اور اس کے لیے کسی رات حضور ﷺ کا محاصرہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

خدا نے راز فاش کردیا

رب محمد ﷺ نے اپنے محبوب کو مشرکین کی اس میٹنگ سے آگاہ کردیا اور ان کا تمام تر منصوبہ اور راز اپنے محبوب پر فاش کردیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ۔

وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ. (پ ۹، سورہ انفال)

ترجمہ: اور جب کافر لوگ آپ کی نسبت (بڑی بڑی) خفیہ تدبیریں کررہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں یا اپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو (وطن) سے خارج کردیں اور وہ (تو) اپنی تدبیر کررہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کررہے تھے اور سب سے بہتر تدبیر والا اللہ ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کو اللہ نے ان کے ارادوں اور شازشوں سے باخبر فرمادیا تاکہ آپ ان کے شر اور فتنے سے محفوظ رہیں۔ آخر وہ وقت آہی گیا کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے والے مشرکین ''بیت نبوت'' کا محاصرہ کرنے کے لیے پہنچ گئے

مشرکین کا ''بیت نبوت'' پر حملہ اور محاصرہ

انجمن مشرکین مکہ کے ممبران مسلح ہوکر پوری تیاری سے آج ''بیت نبوت'' کا محاصرہ کرتے ہیں اور ہر ایک سردار کی خواہش ہے کہ محمد ﷺ کا سر قلم کرنے کے لیے میں پہلا وار کروں گا اور اپنی قوم میں اپنی بہادری اور اپنے معبودوں سے وفاداری کا حقِ نمک ادا کرکے ایک مثال قائم کردوں گا۔ بیت نبوت کا محاصرہ کرنے کے لیے ایک دو نہیں بلکہ حضرت علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ

وھم مائة رجل من صنادید قریش

ترجمہ: اور وہ قریش کے سو بہادر سردار تھے!

پورے بیت نبوت کا چاروں طرف سے نام نہاد بہادروں نے محاصرہ کرلیا اور ننگی تلواروں کو ہوا میں لہراتے ہوئے ہنسی مذاق میں کہتے تھے کہ آج اس کی نبوت کے کرشمے دیکھیں گے اور محمد ﷺ کو

مزا چکھا دیں گے! اس کا وجود سرزمین مکہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مٹا دیا جائے گا! چاروں طرف مشرکین کا ہجوم......اور محاصرہ...... بیت نبوت کے باہر سو مشرک......اور بیت نبوت میں......دو موحد نبی ﷺ......اور ایک علیؓ......مشرک مادی طاقت پر نازاں......اور موحد خدا کی طاقت پر نازاں......مشرکین کا ہزاروں پر بھروسہ، موحدین کا ایک پر بھروسہ! تمام رات محاصرہ رہا۔

تمام رات تلواروں پے نازاں مشرک!

بیت میں داخل نہیں ہو سکے!

خطیب کہتا ہے!

آیئے سوچیں

اسلام کہاں تھا؟ اور کفر کہاں تھا؟

اسلام بیت نبوت میں تھا!

کفر بیت نبوت سے باہر تھا!

آیئے یہ بھی سوچیں

صداقت کہاں تھی اور طاقت کہاں تھی؟

صداقت بیت نبوت کے اندر تھی!

طاقت بیتِ نبوت کے باہر تھی!

طاقت والے............ بزور شمشیر

بیت نبوت میں داخل ہو سکے یا نہیں۔

تاریخ نے فیصلہ دے دیا۔

طاقت والے۔ بزور شمشیر والے، تدبیر والے، تمام رات جھک مارتے رہے مگر...... بیت نبوت میں داخل نہیں ہو سکے!

معلوم ہوا کہ

بیت نبوت...... میں...... بشور شمشیر داخلہ نہیں ملتا، بلکہ بیت نبوت میں حبِ نبی اور ایمان کی

صحتِ تعبیر سے داخلہ ملتا ہے۔

انجمن......مشرکین کے ممبرو؟

کیوں نہیں دیواریں پھلانگ جاتے

کیوں نہیں صحن نبوت میں کود جاتے

آخر یہ چاردیواری تمہارے قدوقامت سے تو بالا نہیں؟

جاؤ...........جلدی کرو...........اندر داخل ہو جاؤ۔ مولیٰ کریم کی طرف سے آواز آتی ہے۔

خبردار!

فقد نصرہ اللہ اذاخرجه الذين كفروا

آگے مت آنا.......................پہرہ میرا ہے

آج محمد ﷺ کے گھر کا پہرادار میں ہوں۔

گھر.......................مصطفےٰ ﷺ کا

پہرہ.......................خدا کا

الله خيرا لماكرين

خطیب کہتا ہے

نہ اس وقت کا مشرک اور کافر بیت نبوت میں داخل ہوسکتا تھا۔ نہ اس دور کا کافر اور مشرک بیت نبوت میں داخل ہوسکتا ہے۔

رہے نام اللہ کا

صداقت کا ٹکٹ علیؓ کے پاس تھا

وہ بیت نبوت کے اندر گیا!

صداقت کا ٹکٹ صدیقؓ وفاروقؓ کے پاس تھا۔

وہ بیت نبوت کے اندر ہیں۔

نبوت کے گھر کی مہکتی ہوئی فضاؤں سے آج تک مزے لوٹ رہے ہیں۔ اور قیامت تک اس

سدا بہار گلشن کی بہاریں لوٹتے رہیں گے!

موحدین پر حملے کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے

یہ انجمن مشرکین مکہ لمیٹڈ کا پرانا منشور ہے جس پر اس کی معنوی اولاد قیامت تک عمل پیرا رہے گی

جن کے پاس صداقت کے ٹکٹ نہیں تھے۔

وہ رسول ﷺ کے گھر نہ اس رات کو جا سکے اور نہ قیامت تک جا سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ ہوا۔ تو اپنے بڑوں کی پیروی میں باہر ہی سے واپس آ جائیں گے!

بد نصیبی کی انتہا!

اور مزے کی بات!

پوری رات کافر......................قیام میں رہے!

رسول ﷺ کے دروازے...........................پر قیام

رسول ﷺ کے گھر کے سامنے قیام

مگر یہ قیام میں ہی رہے۔

اور خدا کا پیارا رسول ﷺ ....ان کی آنکھوں میں خاک ڈال کر چلا گیا......اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بصارت پر پردے ڈال گیا! اور یہ تلاش ہی کرتے رہے کہ مرے آقا مرے مولیٰ کدھر ہو؟

حضرت علیؓ آپ کے ساتھ کاشانہ نبوت میں تھے۔ آپ نے دروازے کی سوراخوں سے مشرکین کی سرگرمیوں کو دیکھا تو فوراً عرض گیا؟

حضور ﷺ مشرک آ گئے......

فرمایا فکر نہ کرو

وہ تو ابھی آئے ہیں

ہمارا بچانے والا پہلے ہی موجود ہے!

فقد نصره الله اذاخرجه الذين كفروا!

سرکارِدوعالم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کے اے علیؓ............آپ آج رات میرے بستر پر سورہیں۔

یہ میری سبز چادراوڑھ لیں۔

یہ میرے پاس ان دشمنوں کی امانتیں ہیں یہ شور نہ کریں کہ محمد ﷺ ہماری امانتیں لے کر چلا گیا......میں ان تمام مشرکین کی امانتیں آپ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ کوتا کید کرتا ہوں کہ مکہ کے ایک ایک دشمن کی امانت اس کے سپرد کرکے یہاں سے آنا تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ محمد ﷺ ......امین ہے!

یہ دشمنوں کی ....امانتیں ....بھی ادا کرتا ہے اور علیؓ............ کے ہاتھوں .... ادا کرتا ہے.............. جو محمد ﷺ ....دشمن .... کی امانت علی کے ہاتھوں ادا کرائے گا۔خواہ علیؓ کتنی ہی مشکل میں کیوں نہ مبتلا ہوجائیں وہ علیؓ کی امانت بھی علیؓ کو دے گا ....صدیقؓ کونہیں

خطیب کہتا ہے

علیؓ کوسبز چادر میں سلایا۔

صدیق وعمرؓ کوسبز روضے میں سلایا۔

اے خدا

اے محمد ﷺ .... کے خدا.................توبتا...... نبی ﷺ کی امانت ....تو...... علیؓ کے حوالے تیری امانت.................کس................ کے حوالے

آوازآتی ہے

نبی ﷺ کی امانت علیؓ کے حوالے

خدا کی امانت صدیقؓ کے حوالے

مولیٰ کریم نے فرمایا.......................میرے محبوب تیاری کرو

ہجرت کے لیے تیار ہو جاؤ!

کیسے جاؤں مولیٰ؟..............................زبان حال سے عرض کیا ہو گا

چاروں طرف محاصرہ ہے؟

حکم ہوا۔ جبرائیل.......................یا ربِ جلیل

میرے محبوب سے سلام کہہ..................اور عرض کرو مٹی کی مٹھی بھر کے لاؤ............

اور ان کافروں کی طرف پھینکو

مولیٰ تو ہی بتا...........کیسے پھینکیں گے

دروازے بند

روشن دان بند

کھڑکیاں بند

اور سامنے پھینکیں تو

دائیں جانب والے بچ گئے

دائیں جانب پھینکیں تو

بائیں بازو والے بچ گئے

تقدیر آواز دیتی ہے

میرے محبوب سے کہو.......................مٹی پھینکنا تیرا کام

اور اندھے کرنا میرا کام

کیا ہوا اگر وہ چاروں طرف ہیں

بچانے والا بھی تو چاروں طرف ہے

لاموجود فی الکونین ولا مقصود الا ھو

فقد نصرہ اللہ......کی تازہ جھلکی

روایات میں آتا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سبز چادر دے کر لٹا دیا۔

شاھت الوجوہ پڑھ کر ایک ایسی پھونک ماری کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کاشانہ نبوت کو دیکھ رہے تھے۔ایک دم ان کی آنکھوں پر پردے گئے۔اور وہ نبی ﷺ کو دیکھنے سے عاجز آ گئے۔

خدا نے مشرکوں کی............ایسی بتیاں بجھائیں..................کہ نہ رسول ﷺ اس وقت نظر آیا............اور نہ رسول ﷺ آج تک نظر آیا اور مزے کی بات ہے............اس رات ایسی بتیاں بجھیں کہ آج تک بتیاں بجھانے کا رواج ہے تاکہ کچھ تو......بڑوں کی یاد تازہ ہو جائے۔

فقد نصر ہ اللہ

مشرک قیام میں ہی رہے۔

مشرک آنکھیں ملتے ہی رہ گئے۔

اللہ کے رسول ﷺ قرآن پڑھتے ہوئے۔یسین کی تلاوت کرتے ہوئے نہایت اطمنان سے تشریف لے گئے۔

آیئے! ذرا دیکھیں تو حضور ﷺ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔وہ دیکھو، یہ تو اسی راستہ پر جا رہے ہیں جو صدیقؓ کے گھر کو جا رہا ہے۔یہ تو اسی گلی کی نکر سے مڑ رہے ہیں جو صدیق اکبرؓ کے دروازے کی طرف جا رہی ہے؟

خطیب کہتا ہے

ہے کوئی ماں کا لال

جو نبی ﷺ ....کو صدیق کے دروازے پر جانے سے روکے

روک لو　　　　اگر جان ہے

روک لو　　　　اگر طاقت ہے

روک لو　　　　پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی

وہ دیکھو..................نبوت، صداقت کے دروازے پر جا رہی ہے۔

اگر تم نہیں روک سکتے اور یقیناً نہیں روک سکتے تو آیئے مان جائیں کہ جس دروازے پر نبی ﷺ ہجرت کی رات کو گیا۔ہم بھی اسی دروازے پر جائیں گے،تو مصطفیٰ ﷺ راضی ہوں گے!

اسی دروازے سے رضائے خدا ملتی ہے۔

اسی دروازے سے رضائے مصطفیٰ ملتی ہے۔

اللھم صل وسلم دائما ابدا

روایات میں آتا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ سیدھے ابوبکرؓ کے دروازے پر تشریف لے گئے اور صدیقؓ کو فرمایا کہ تیار ہو جاؤ میرے ساتھ چلنا ہے سیدنا صدیقؓ کی آنکھوں میں مسرت سے آنسو آ گئے کہ آج رات مجھے رسالت کی رفاقت کی قابلِ فخر سعادتیں حاصل ہو رہی ہیں۔ آج دنیا نے یہ وقت بھی دیکھ لیا کہ تمام دنیا کو حکم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے دروازے پر جاؤ۔اور آج رات...... نبی ﷺ کو حکم ہوا کہ صدیقؓ کے دروازے پر جاؤ............سبحان اللہ

صدیق اکبرؓ تو تیار تھے ہی

تمام اثاثہ گھر کا ساتھ لیا

بیٹی، بیوی، بوڑھے والدین کو خدا کے سپرد کیا!

نہ انھوں نے پوچھا کہاں جاؤ گے

نہ انھوں نے بتایا کہ کہاں جاؤ گے

آنکھوں آنکھوں میں سفر کے تمام خاکے طے ہو گئے۔اعتماد کا اس قدر عدیم المثال مظاہرہ چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

سیدہ اسماءؓ نے جلدی سے ناشتہ بنایا توشہ دان تیار کیا......منہ باندھنے کے لیے اپنا پٹکا پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔اس سے توشہ دان کا منہ باندھا گیا!

والد نے غار میں کرتا چیرا

بیٹی نے گھر میں پٹکا چیرا

آخر کیوں نہ ایسا کرتیں

بیٹی بھی تو صدیقؓ کی تھیں!

نبی ﷺ بھی موج میں تھے۔ جاتے جاتے سیدہ بنت صدیقؓ کو تمغہ دے گئے۔ ذات

النطاقین.

خطیب کہتا ہے

عبداللہؓ کو......ابو ہریرہؓ کہا............انہوں نے عمر بھر اس لقب کو اپنائے رکھا۔ابومحذورہؓ کے بال پکڑے

توانہوں نے عمر بھر بالوں کو سنبھالے رکھا۔

علیؓ کو ابوتراب کہا......توانہوں نے اس محبت بھرے لقب کو سینے سے لگائے رکھا۔سیدہ اسماء بنت ابی بکر کو ذات النطاقین فرمایا تو انہوں نے تمام عمر اسی لقب کو حرز جان بنائے رکھا۔

باپ	صدیق
بیٹی	اسما بنت صدیق
باپ	ثانی اثنین
بیٹی	ذات النطاقین

دونوں محبّ ومحبوب رات کی تاریکی میں کاشانۂ صدیق اکبرؓ سے نکلتے ہیں۔

فخرجا من خوخة لابکرٍ فی ظھر بیته ثم عمدا الیٰ غارٍ بثورٍ. (البدایه والنهایه ج ۱)

ترجمہ: دونوں گھر کی پشت کی کھڑکی سے نکلے اور غارِ ثور کے قصد وارادے سے تشریف لے گئے۔مکہ مکرمہ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر کوہ ثور ہے۔اس کی چڑھائی نہایت دشوار تھی۔راستہ بہت ہی سنگلاخ تھا۔نوکیلے پتھر نبی ﷺ کے پائے نازک کو زخمی کررہے تھے اور ٹھوکر لگنے سے آپ کو نہایت تکلیف ہورہی تھی۔سیدنا صدیق اکبرؓ اپنے محبوب کی اس تکلیف کو برداشت نہ کرسکے! نہایت ادب سے ٹھہرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں آپ کی اس تکلیف کو برداشت نہیں کرسکتا۔

آیئے سوار ہوجائیں۔

دنیا جانتی ہے وہاں کوئی سواری نہیں تھی؟

صدیق! پیغمبر کو سوار ہونے کے لیے تو درخواست کرتے ہو۔
آخر سواری بھی تو ہو
کہاں سوار کراؤ گے
آواز آتی ہے کیا ہوا اگر آج صدیق کی سواری نہیں ہے تو صدیق خود نبوت کی سواری بن جائے گا۔
وہ دیکھو.................ایک عجیب منظر
علامہ حلبیؒ فرماتے ہیں کہ **حتی حفیت رجلاہ فلما راھما ابو بکر قد حفیتا حملہ علی کاھلہ وجعل یشتد بہ حتی الی فم الغار فانز لہ** (سیرت حلبیہ)
بیہقی میں ہے جب سرکارِ دوعالم ﷺ کے پاؤں مبارک زخمی ہوگئے تو صدیقؓ نے آپ کو اپنی پیٹھ پر اٹھالیا۔ **حملہ الصدیق علی کاھلہ** ۔ دیکھا آپ نے......ایک روح پرور منظر............
ایک ایمان افروز منظر عشق ومحبت کا ایک عدیم النظیر منظر............
نبی وصدیق......................ایک لازوال منظر
بلندی ہی بلندی
نبی صدیق کے کندھوں پر
نبوت صداقت کے کندھوں پر
آقا غلام کے کندھوں پر
ایک دنیا نے نبی ﷺ کو حلیمہ کے کندھوں پر دیکھا
اونٹنی کے کندھوں پر دیکھا
براق کے کندھواں پر دیکھا
تو آج
صدیق کے کندھوں پر بھی دیکھ لے
منصف نے

حلیمہ کو سو نمبر دے دیئے

اونٹنی کو سو نمبر دے دیئے

براق کو سو نمبر دے دیئے

صدیقؓ کو

سو نمبر دیتے ہوئے کیوں خاموش ہے۔

منصف بول جلدی بول

چلو سو ۱۰۰ نمبر نہ سہی

اول نمبر دے دیں

کیوں.............................نمبرا ہوگا

تو ۱۰۰ا بنے گا.................نمبرا نہیں تو ۱۰۰ا کہاں؟

خلافت کا جھگڑا نہ کر.................شور ہے

صدیقؓ خلافت لے گیا!

خطیب کہتا ہے

تو روتا ہے کہ صدیقؓ خلافت لے گیا۔ میں دیکھ رہا ہوں۔

صدیق ہجرت کی رات نبوت کو لیے جا رہا ہے۔ **سبحان الله**

رفتار صدیق کی ہے اور چہرہ نبوت کا ہے اسی پر خداوند قدوس فرماتے ہیں کہ وہ دیکھو

اذاخرجه الذين كفر و ثاني اثنين.

علیؓ	نبی کے کندھوں پر
حسینؓ	نبی کے کندھوں پر
نبی ﷺ	صدیق کے کندھوں پر

سواری	بھی	اعلیٰ
سوار	بھی	اعلیٰ

ثانی اثنین

دوسرا دو کا............ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس محبت بھرے سفر کا نقشہ کس عجیب انداز سے کھینچا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ

ثانی اثنین............ دوسرا دو کا

اول نبی

ثانی صدیق

نقشہ کچھ یوں بنے گا

فاران پر	اول نبی	ثانی صدیق
بدر میں	اول نبی	ثانی صدیق
احد میں	اول نبی	ثانی صدیق
خندق میں	اول نبی	ثانی صدیق
خیبر میں	اول نبی	ثانی صدیق
مزار میں	اول نبی	ثانی صدیق

لیکن غار میں ترتیب بدل گئی

غار میں	اول صدیق	ثانی نبی

غار میں سب پہلے صدیق اکبرؓ داخل ہوتے ہیں۔ تاکہ غار کی مکمل طور پر صفائی کر کے پھر سرکارِ کو داخل کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ کو دل کی غار میں داخل کر کے پہلے دل کی صفائی کرائیں گے تو پھر نبی کی محبت داخل ہوگی! فدائے صحابہ مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری کیا خوب فرما گئے۔

صدیق پیشتر ہوئے داخل جو غار میں
یہ ہے دلیل قیم و برہان آشکار
صدیق جب تلک نہ کسی دل میں آئیں گے

اس دل میں آئیں گے نہ نبوت کے تاجدار

اِذ ھُمَا فِي الغَارِ :جب وہ اثنین کریمین غار پر پہنچے تو سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ مکانک یارسول ﷺ حتی استبری الغار۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ غار میں داخل ہو گئے اور اسے صاف کیا۔ جب غار کو مکمل طور پر صاف کرلیا تو پھر سرکارِ دوعالم ﷺ سے عرض کیا کہ

انزل یارسول اللہ ﷺ فنزل وقال لہ ان اقتل فانا رجل واحد من المسلمین وان قتلت ھلکت الامۃ. تفسیر خازن

ترجمہ: یارسول ﷺ اب آپ تشریف لائیے پھر آپ تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا۔ اگر میں قتل ہو گیا تو (کوئی بات نہیں کیونکہ) میں تو ایک مسلمان ہوں اور اگر (خدانخواستہ) حضور قتل ہو گئے تو امت تباہ ہو جائے گی!

امام ابوالقاسم بغویؒ نے تو ایک روایت نقل کر کے سیدنا صدیق اکبرؓ کی فدا کاری اور عشق رسالت میں فنائیت کے ایک عظیم باب کو روشن کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

مکانک انت حتی ادخل یدی فاحسہ واقسہ فان کانت فیہ دابۃ اصابتنی قبلک (البدایہ)

ترجمہ: حضور ﷺ ٹھہریں یہاں تک کہ میں غار میں داخل ہو کر اچھی طرح ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھ لوں تاکہ اگر اس میں کوئی موذی جانور ہو تو آپ کو تکلیف نہ دے۔

بلکہ مجھے تکلیف دے!

غار کے اندر

غارِ ثور کے اندر یارِ غار نے صدق وصفا عشق ووفا ایثار وفدائیت اور جاں نثاری وقربانی کا جو فقید المثال مظاہرہ فرمایا ہے وہ ایک ایسا عظیم شاہکار ہے۔ جسے تاریخ وسیرت کے علاوہ خود کتاب اللہ نے انمٹ غیر فانی اور زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میری تمام زندگی کا عمل حضرت ابوبکرؓ کے ایام میں سے ایک یوم کے برابر اور تمام راتوں کا عمل ایک رات کے برابر ہو جائے......تو میرے لیے سستا سودا ہوگا۔ پوچھا گیا کہ کون سی رات؟

فرمایا کہ جس رات وہ رسول ﷺ کے ساتھ غارِثور کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ جب وہاں پہنچ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

واللہ لا تد خلہ حتی ادخل قبلک فان کان فیہ شیی اصابنی دونک

ترجمہ: خدا کی قسم آپ غار میں داخل نہ ہوں۔ میں آپ سے پہلے داخل ہوں گا تا کہ اگر اس میں کوئی موذی چیز ہو تو وہ آپ کو نہ بلکہ مجھے تکلیف دے!

چنانچہ سیدنا صدیقؓ غار میں داخل ہو گئے، خود جھاڑو دیا، ایک طرف کچھ سوراخ تھے۔ آپ نے اپنی چادر پھاڑ کر اس سے انہیں بند کر دیا۔ دو سوراخ بچ گئے، تو آپ نے اپنے دونوں پاؤں ان پر رکھ دیئے۔ پھر رسول ﷺ سے عرض کیا۔

ادخل فدخل رسول ﷺ ووضع راسہ فی جرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ.

حضور آپ تشریف لائیے! چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ میں سے سانپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں ڈس لیا (یعنی ڈنگ مارا) اس سانپ کے ڈسنے سے ابوبکر صدیقؓ نے حرکت نہیں کی تا کہ حضور ﷺ کے آرام اور نیند میں کوئی خلل نہ آجائے!

زہر نے جسم صدیقؓ پر اثر کیا حتیٰ کہ آنکھیں بھی اس زہر سے متاثر ہوئیں کہ

فسقطت دموعہ علیٰ وجہ رسول ﷺ فقال مالک یا ابا بکر

پس آپ کے آنسو رسول ﷺ کے چہرہ انور پر گرے۔ آپ نے (بیدار ہو کر) فرمایا ابوبکرؓ تمھیں کیا ہوا۔ عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹ کھایا۔ رسول ﷺ نے (اس جگہ پر) لعاب دہن لگایا تو سب دکھ درد جاتا رہا!

حضرت انسؓ ایک روایت کرتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو آپ نے ابوبکر سے پوچھا کہ آپ کی چادر کہاں ہے۔ اس پر ابوبکرؓ نے آپ کو ساری کاروائی (جو غار کی صفائی کے وقت ہوئی تھی) سنائی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر ابوبکرؓ کے لیے دعا فرمائی۔ **اللھم اجعل ابا بکر معی فی**

درجتی فی الجنه فاوحی الله الیه قد استجنا لک۔

ترجمہ۔ الٰہی ابوبکرؓ کو جنت میں میرے درجہ میں میرے ساتھ کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ہم نے آپ کی دعا قبول کر لی۔ سیرت النبویه علی سیرت الحلبیه.

خطیب کہتا ہے

ابوبکر صدیقؓ — غار میں پہلے داخل ہوئے

سرکارِ دو عالم ﷺ — غار میں بعد داخل ہوئے

معلوم ہوا — دل میں صدیق کا داخلہ پہلے ہوگا

تو پھر نبی کی محبت کا داخلہ ہوگا

صدیقؓ نے نبی کے دشمنوں سے غار کو پاک کر دیا

نبی نے صدیق کے دشمن سے مزار کو پاک کر دیا

آج بھی صدیقؓ کے دشمن نبی کے مزار پر جانے سے گھبراتے ہیں۔

کالے ناگ نے..................صدیق کو ڈنگ مارا

معلوم ہوا..................کالا ناگ..................آج نہیں

پہلے دن سے ہی صدیقؓ کا دشمن ہے!

صدیقؓ کی آنکھ کا آنسو............رخسار نبوت پر گرا

کسی کا آنسو دامن پر گرتا ہے

کسی کا آنسو زمین پر گرتا ہے

لیکن قربان جاؤں صدیق تیرے آنسو کے

تیرا آنسو رخسارِ نبوت پر گرا

جتنا قیمتی آنسو تھا

اس سے قیمتی......رخسار نبوت تھا

آنسو قیمت والا

رخسار قیمت والا

آنسو صدیق کا

رخسار نبوت کا...........سبحان اللہ

مالک یا ابا بکر.................اے ابوبکرؓ تجھے کیا ہوا؟

کس محبت کے انداز میں یار کو خطاب ہے

یار تینوں کی ہویا؟

ہائے اس ایک سوال پر تمام دولتیں قربان۔

ایک ادائے تطہیر تھی

ایک ادائے صدیق تھی

ادائے تطہیر نے بھی	دوست دشمن کی تمیز کردی
ادائے صدیق نے بھی	دوست دشمن کی تمیز کردی
نبی کی چادر	اہل بیت کے کام آئی
صدیق کی چادر	نبی کے کام آئی

اس تقسیم پر دو جہاں قربان...........سبحان اللہ

اِذْ یَقُوْ لُ لِصَا حِبِہٖ لاَ تَزَنْ اِنّ اللہَ مَعَنَا

ترجمہ: جب اپنے یار غار سے کہتے تھے کہ میرا غم نہ کھا وٗ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے!

حضرات گرامی! میں مضمون کو وقت کی قلت کے پیش نظر مختصر کررہا ہوں، ورنہ اس آیت کریمہ کا ایک ایک جملہ سمندر ہے جس میں جس قدر غوطے لگائے جائیں گے اسی قدر موتیوں کے خزانے ملتے جائیں گے۔

صدیق کو نبی نے صاحب کا لقب سے یاد فرمایا۔ ساتھی۔ یار۔ سجن

صدیقؓ کو اگر غم تھا تو صرف حضور ﷺ کو اس لیے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے یار میرا غم نہ کھا۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یعنی ادھر تو میرا غم کھائے گا اور پر سے اس کی نصرت کا دروازہ کھل

جائے گا! سبحان اللہ

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ :اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبرؓ پر تسکین نازل فرمادی۔یعنی سکون سے آپ کا دل لبریز فرمادیا معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کی تکلیف کے تصور سے دل میں آتش سوزاں تھی جسے مولیٰ کریم نے اپنی خاص عنایت سے ٹھنڈا کردیا۔ملتانی زبان میں کہتے ہیں کہ (وہاں ٹھاردتہ) گویا کہ دل ٹھنڈا کردیا۔

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا :اوراس کی ایک ایسے لشکر سے تائید کی جو تیری نظر کی رسائی سے باہر تھا............مثلاً مکڑی نے جالا تن دیا......کبوتری نے انڈے دے دیئے۔سبحان اللہ......جب مولیٰ کریم کام لینے پر آئیں،تو مکڑی اور کبوتر سے کام لے لیتے ہیں۔جانوروں کا حصہ بھی عشق رسالت میں ڈال دیا۔سنا ہے آج اسی نسل کے کبوتر حرم نبوی میں چہک رہے ہیں۔کسی کی مجال انہیں کوئی اف تک کہے۔بلکہ بادشاہ ان کے لیے دوردراز سے کھانے کا سامان بھیجتے ہیں۔

غار کے اندر بھی جس نے خدمت کی خدا نے اس کو بھی دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما دیا۔

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اللہ تعالیٰ نے کافروں کی تدبیر کو نیچا کردیا اور اللہ کا بول بالا ہوکر رہا......اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

صدیق و نبی کے دشمن آج بھی مغلوب ہوں گے اور اللہ کی بات غالب ہوگی۔کیونکہ جس کا مقابلہ نبی وصدیق سے ہوگا......اس کا مقابلہ براہِ راست خداوند قدوس سے ہوگا۔

وَكَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا.

حضرات گرامی! آخر میں صرف حضرت حسانؓ کے قصیدہ کا وہ حصہ سناؤں گا۔جس کی خود سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمائش کی.....................

نبی اکرمؐ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا تھا کہ اے حسانؓ تو نے میری مدح میں اور اسلام کی مدح

میں تو بہت کچھ کہا ہے، کیا میرے یار صدیق کے متعلق بھیک کچھ کہا ہے تو حضرت حسانؓ نے عرض کیا کہ ہاں حضور میں نے صدیق اکبرؓ کے متعلق بھی عرض کیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے سنایا جائے، چنانچہ آپ کے لیے ممبر بچھایا گیا اور آپ نے اپنے غار کے متعلق وہ تاریخی اشعار سنائے جو نبوت کی طرف سے صدیق اکبرؓ کے لیے سند صداقت بن گئے

حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ

وثانی الا ثنین فی الغار المنیف و قد طاف العدواذ صعد الجبلا و کان

حب رسول الله قدعلمو امن البر یۃ لم یعد ل به رجلا

مولانا سیدنا نورالحسن شاہ بخاری مدظلہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

صدیق آخرت میں ہو محزون کس طرح
جو یاں نبی سے دیکھا نہ جائے ہے بے قرار
صدیق تیرے سینہ پہ خود ان کا ہاتھ ہے
جن کاوجود پاک ہے محبوب کردگار
صدیق تیرے دل سا کسی کو ملا نہ دل
تسکین کا نزول ہو جس دل پہ بار بار

وَمَا عَلَیْنَا الَّاالْبَلاَغُ الْمُبِیْن

دوسرا خطبہ
صفر

ہجرت مدینہ!

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

ترجمہ: غم نہ کھا (اے صدیق) یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔

حضرات گرامی! میں نے گزشتہ خطبہ میں عرض کیا تھا کہ ہجرت دو مرحلوں میں مکمل ہوئی ہے۔ پہلا مرحلہ مکہ مکرمہ سے غار ثور تک ہے اور دوسرا مرحلہ غار ثور سے مدینہ منورہ تک ہے۔ آپ نے ہجرت رسول ﷺ مکہ سے غار ثور تک کے جواہرات اور نوادرات سے بھرپور واقعات کو گزشتہ خطبہ میں سماعت فرمالیا ہے۔ آج کے خطبہ میں انشاءاللہ غار ثور سے مدینہ منورہ کے سفر ہجرت کی تاریخی اور بے مثال جھلکیاں پیش کروں گا۔ جس سے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی حاصل ہوگی۔

حضرات محترم! تین دن اور تین راتیں غار میں گزارنے کے بعد حضرات اثنین کریمین نے مدینہ منورہ جانے کا فیصلہ کرلیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ پر جو اعتماد کیا تھا۔ عامر بن فہیرہ نے غار کے قیام کے دوران اپنے اس اعتماد کو درست ثابت کر دکھایا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے بھی اس کی قابلِ تحسین خدمات کو سراہا اور اس پر اعتماد فرماتے ہوئے اسے بھی اپنے ہمراہ سفر ہجرت میں لینے کی صدیق اکبرؓ کو اجازت مرحمت فرمادی!

اللہ اللہ ایک غلام نے جو صدیق یونیورسٹی کا فاضل طالب علم تھا۔ تین دن اور تین راتیں غار کے قریب بکریاں چرائیں اور وہیں سے تازہ دودھ رحمتِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا رہا گویا کہ سپلائی لائن کا چیف افسر بھی صدیق اکبرؓ کا غلام تھا۔ ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ آخر صدیق کے غلام پر صداقت کا اثر نہیں ہوگا تو اور کس پر ہوگا؟ مکہ کا ایک مزدور عبداللہ بن اریقط جو صدیق اکبرؓ کے کاروباری مسائل میں مزدوری کیا کرتا تھا۔ اس پر بھی ایسا رنگ چڑھ گیا تھا کہ صدیق اکبرؓ نے

بلا تکلف اس کو کہہ دیا کہ یہ تین اونٹنیاں فلاں وقت غار کے قریب لے آنا اور تم بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلنا تا کہ ان انجانے راستوں سے ہمیں مدینہ پہنچا دو جو عام شاہر ہوں سے الگ ہوں اور ان پر آنے جانے والوں کی کثرت نہ ہو!

عبداللہ بن اریقط نے صدیق اکبرؓ کے احترام میں ان کے حکم کو تسلیم کر لیا اور وقت مقرر پر اونٹنیاں لے کر جبل ثور کے پاس پہنچ گیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایک خوبصورت اور توانا اونٹنی سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے ہنسی ہنسی میں فرمایا کہ

انی لا ار کب بعیداًلیس لی

میں اس اونٹ پر سوار نہیں ہوں گا جو میرا نہیں ہے۔اس پر یار غار نے وفور محبت میں عرض کی کہ

ھی لک یا رسول الله بابی انت و امی

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ آپ ہی کا اونٹ ہے! بعض روایات میں آتا ہے کہ بثمنٍ ...... میں اس اونٹنی کو خریدتا ہوں۔تب سواری کروں گا۔اس پر صدیقؓ نے رضامندی کا اظہار کر دیا اور حضور ﷺ سرور کائنات نے اس سواری کو قبول فرمالیا!

خطیب کہتا ہے

یہ خرید وفروخت تھی؟

یہ محبت کے چند میٹھے بولوں کا تبادلہ تھا

یہ دنیا کو بتانا تھا

صدیق اکبرؓ اونٹنی کا خریدار............اور نبی صدیق کا خریدار

محبت میں جب مزہ ہے کہ دونوں بیقرار دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی۔صدیق اکبرؓ نے یہ کہہ کر مسئلہ ہی ختم کر دیا کہ **ھی لک یا رسول الله**

اسی لیے سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مالا عند نا ید الا وقد کافیناہ ماخلا ابا بکر فان له عندنا یدا یکا فیه الله

بها یوم القیامة وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر (مشکوٰۃ)

ترجمہ: جن صحابہؓ نے مجھ پر احسان کیا تھا میں نے ان کو دنیا میں بدلا دے دیا ہے سوائے ابوبکرؓ کے ان کو اللہ قیامت کے دن خود بدلہ دیں گے۔ ابوبکر صدیقؓ کے مال نے جو نفع دیا اور کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا۔

اور پھر یہ بھی تو بتانا تھا کہ

میرے گھر کی سواری صدیق ہے
اور خریدی ہوئی سواری اونٹ ہے

پنجابی میں کہتے ہیں
اپنے گھر دی پالی ہوئی کیڑی اے
تے مل دی کیڑی اے

یہ قافلہ صبح منہ اندھیرے روانہ ہوا اور ایک ایسے راستے کو اختیار کیا جو غیر معروف تھا اور کم از کم عام شاہراہ نہیں تھا۔

انجمن مشرکین کے منصوبے

انجمن مشرکین مکہ کے ممبر شروع دن ہی سے ذلیل ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ رات کو ان کے چہرے سیاہ کر کے آنکھوں میں دھول ڈال کر آ گئے۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا تو حضرت علیؓ کا جواب سن کر مشرکین کو مایوسی ہوئی۔ سیدہ اسماء بنت صدیقؓ کو ابوجہل نے منہ پر طمانچے مارے اور شدت رعب سے پوچھا کہ این ابوک.

مگر صدیق اکبرؓ کی بیٹی کوہ استقلال بن گئی۔ مشرک بدبخت کے طمانچے ذرہ بھر اسماء بنت ابوبکر کے پاس استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکے!

بالآخر خود انجمن مشرکین مکہ لمیٹڈ کے ممبران نے تلاش، کی غار کے دہانے تک پہنچ گئے لیکن صدیق و محبوب صدیق کی ان کو خبر نہ ہو سکی!

آخر لات وعزیٰ کی دہائی دی ہبل کو پکارا۔ مگر سب ہاؤ ہو بے کار ثابت ہوئی نہایت مایوسی کے

عالم میں مشرکین نے اعلان کہ جو محمد اور ابو بکر کو گرفتار کر کے لائے یا ان کا سر قلم کر کے لائے تو اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

دنیا کے بھوکے مشرک

آخر دنیا کے بھوکے تلاش کے لیے نکل پڑے راستہ میں سامنے سے کچھ تلاش کرنے والے آ ہی گئے...... سرکارِ دو عالم ﷺ اور صدیق اکبرؓ ایک ہی اونٹنی پر سوار تھے!

آگے حضور ﷺ بیٹھے تھے

پیچھے صدیق اکبرؓ بیٹھے تھے

خطیب کہتا ہے

اگر کسی نے صدیق اکبرؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ بلا فصل دیکھنا ہو تو ہجرت میں دیکھے۔

خلیفتہ بلا فصل

اگر کسی غار میں صدیق لیے جا رہے ہیں تو حضور ﷺ صدیق اکبرؓ کے کندھوں پر سوار کوئی درمیان میں فاصلہ نہیں!

عملی طور پر خلیفتہ بلا فصل کا نقشہ اونٹنی پر سوار ہیں تو درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے!

یہ تھے بلا فصل...... یہ تھے نبی و صدیق...... یہ تھے اثنین کریمین۔

یاروں کی دلیلیں کتابیں ہیں

ہماری دلیل کتاب نبوت ہے۔

صدیق کو نبی سے نہ اس وقت جدا کیا جا سکا۔

اور

نہ ہی صدیق کو نبی سے آج کیا جا سکتا ہے۔

تلاش کرنے والی پارٹی کے صدر نے ایک ہی سواری پر بیٹھنے والے دو سواروں میں سے ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

مَنْ هٰذَا...................... یہ آپ کے آگے بیٹھنے والا کون ہے؟

صدیق اکبرؓ کا انتخاب

اگر صدیق اکبرؓ بتلاتے ہیں کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں......تو...... یار نہ رہا اور اگر کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں۔

تو صدیق صدیق نہ رہا۔

آقا نے مسکراتے ہوئے صدیق کو دیکھا.................تو صدیق عرض کرتے ہیں۔ میرے آقا شاباش دنیا آپ کا کام ہے۔ مشرکوں کے دانت توڑنا میرا کام ہے۔ صدیقؓ بھی آخر مصطفےٰ ﷺ کی یونیورسٹی کا طالب علم تھا۔ آپ نے نہایت استقلال سے دشمن کو گھورتے ہوئے پوچھا کہ پھر کیا پوچھتے ہو۔

اس نے پوچھا.....................مَنْ هٰذَا

صدیق اکبرؓ نے برجستہ فرمایا کہ

هٰذَا رَجُلٌ يَهْدِيْنِي السَّبِيْل

یہ آدمی مجھے راہ بتانے والا ہے۔

کافروں نے کہا کہ چھوڑ یار اس کو راستہ نہیں آیا ہوگا تو پکڑ کر ایک آدمی کو ساتھ بٹھا لیا ہے۔

صدیق نے مسکرا کر فرمایا کہ

تم شہر کا رستہ سمجھ لو

میں یار کا راستہ لیتا ہو.........................سبحان الله

خطیب کہتا ہے

یہ امتحان دو پر آیا

ابراہیمؑ صدیق پر

ابوبکرؓ صدیق پر

ابراہیمؑ نے جب نمرود اور آزر کے جھوٹے خداؤں کو پاش پاش کر دیا تو

نمرود نے ابراہیمؑ سے سوال کیا کہ

ء انت فعلت هذابالهتنا یا ابراهیم

کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے۔ اگر ابرہیمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے توڑے ہیں تو

جان گئی

اور اگر فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں توڑے تو

نبوت گئی

آواز آئی...........جواب ایسا دو کہ جان بھی نہ جائے اور نبوت بھی نہ جائے

آپ نے فرمایا کہ

بل فعله کبیرهم هذا فسئلو هم ان کانو اینطقون

کلہاڑا تو تمہارے اعلیٰ حضرت کے کندھوں پر ہے۔

سوال اس سے کرو...............اس سے پوچھو تمہارے ماتحت عملے کو کس نے توڑا ہے

.... **ثم نکسو ا علیٰ روسهم**

ابراہیمؑ نے ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔ جان بھی بچی اور آپ کی صداقت پر بھی کوئی حرف نہیں آیا۔

اسی طرح سفر ہجرت میں صدیق اکبرؓ کے جواب سے محبوب پر بھی آنچ نہیں آئی اور صداقت صدیق پر مہر نبوت بھی ثبت ہوگئی۔ **سبحان الله**

سراقہ کا تعاقب

پہلے امتحان سے کامیاب ہو کر قافلہ نبوی آگے روانہ ہو گیا۔ تو مشرکین مکہ کا اعلان سن کر سراقہ بن مالک گھوڑا لے کر صدیق اکبرؓ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے تعاقب میں نکل آیا۔

سراقہ اپنا واقعہ خود بیان کرتا ہے کہ ہمارے پاس کفار قریش کا قاصد آیا اور اطلاع آئی کہ قریش نے اشتہار دیا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کو قتل کر دے گا یا نہیں قید کر کے لائے گا۔ اس کو ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

میں اپنے قبیلہ بنی مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ انہی میں سے ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا اے سراقہ میں نے ابھی ساحل کی طرف کچھ سیاہی دیکھی ہے میری رائے میں وہ محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ وہی ہیں (لیکن انعام کے لالچ میں) میں نے اس شخص سے کہا وہ لوگ تین ہیں، تو نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا جو ہمارے سامنے گئے ہیں۔ وہ اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں مجلس میں بیٹھا رہا۔ پھر اٹھا، گھر گیا اور لونڈی سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا نکال کر آگے ایک مقام پر میرے لیے روکے! اور میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور اسے چھپا کر چپکے سے گھر کی پشت سے نکل گیا۔ اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑا دیا۔ یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اس سے گر گیا۔ اٹھا اور فوراً ترکش سے تیر نکال کر اس سے فال نکالی (یہ عربوں کا طریقہ تھا) کہ میں (حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو) نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں؟ نتیجہ میرے خلاف نکلا۔ لیکن میں پھر بھی انعام کے لالچ میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور آگے بڑھا اور ان کے قریب ہو گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی تلاوت سنائی دینے لگی۔ آپ ذکر خدا میں مشغول تھے۔ ابو بکرؓ بار بار ادھر اُدھر دیکھ بھال کر رہے تھے۔ کہ یکا یک میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ پس میں اس سے گر پڑا گھوڑے کو ڈانٹا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے پاؤں زمین سے نہ نکلیں گے مگر وہ کھڑا ہوا تو اتنا غبار اٹھا کہ آسمان پر دھوئیں کی طرح چھا گیا۔

میں نے اب پھر تیروں سے فال نکالی۔ اب بھی ناگوار خاطر نتیجہ نکلا (مگر اب میں حقیقت کو پا چکا تھا!) پس میں نے ان کو آواز دی اور امان طلب کی۔ آپ ٹھہر گئے پس میں گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے دل میں یہ بیٹھ گیا کہ رسول ﷺ کا دین ضرور غالب ہوگا۔

پس میں نے آپ سے عرض کیا کہ قوم نے آپ کے بارے میں سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے اور آپ کے متعلق ان لوگوں کے ارادوں سے آپ کو خبر دے دی اور جو کچھ زاد راہ اور مال اسباب تھا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے قبول نہ فرمایا اور نہ ہی کوئی سوال کیا۔ ہاں یہ فرمایا کہ آپ کا حال کسی کو نہ بتانا۔ مخفی رکھا جائے کسی سے اظہار نہ کیا جائے۔ میں نے درخواست کی کہ

مجھے ایک امان نامہ تحریر فرما دیا جائے آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا اور رسول ﷺ تشریف لے گئے!

خطیب کہتا ہے

نبی وصدیق کا تعاقب گھوڑے والے نے کیا!

یہ گھوڑے والے کوئی آج ہی نبی وصدیق کے دشمن نہیں ہیں، بلکہ ان کی بھی ایک پرانی تاریخ ہے

اس وقت بھی گھوڑے والا نا کام ونامراد ہوا اور آج بھی گھوڑے والا ناکام ونامراد ہوگا۔

رسول ﷺ ذکر خدا میں مصروف تھے اور صدیق اپنی ڈیوٹی پر تھے!

انہوں نے اس وقت بھی گھوڑے والے کو پہچان لیا کہ دشمن رسول ﷺ ہے۔ اس لیے حضور ﷺ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ دشمن آ گیا تو آپ نے فرمایا۔

لا تحزن ان الله معنا

دوسری روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ نے سراقہ کو دیکھا تو عرض کیا کہ حضور اس نے ہمیں آلیا تو آپ نے دعا فرمائی

اللهم اصرعه فصرعه الفرس

یااللہ اسے گرا بچھاڑ دے۔ گھوڑے نے اسے گرا دیا............اور ہنہنایا۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ کی خواہش اور آرزو خدا نے پوری فرما دی اور ان کو ان کے محبوب سمیت بچالیا۔

سراقہ کا گھوڑا..............................زمین میں دھنس گیا

معلوم ہوتا ہے

کہ اسی دن سے گھوڑے والے زمین سے ناراض ہوگئے اور زمین پر سجدہ کرنا چھوڑ دیا............**فافهم**

تین دفعہ سراقہ نے حملہ کرنا چاہا مگر تین دفعہ ہی ناکام ہوا۔ آخر ناکام ہو کر عرض کیا کہ مجھے معاف کر دیا جائے!

رحمت عالم جوش میں آگئے اور فرمایا کہ میں نے تجھے معاف کر دیا۔مگر اب تمہاری ڈیوٹی ہے کہ کوئی دشمن رسول میرے تک نہ پہنچنے پائے!

اور ساتھ ہی رحمت عام کا کنکشن اپنے پاور

ہاؤس سے ہو گیا اور فرمایا کہ

سراقه؟ کیف بک اذ لبست

سواری کسری

سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔جب تو کسٰری کے کنگن پہنے گا۔

یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا عظیم معجزہ تھا۔جاہلوں نے اسے علم غیب بنالیا۔کیونکہ ان کی بضاعت علمی ہی اتنی ہوتی ہے۔بیچارے علم سے کورے یہ بھی نہیں جانتے۔معجزہ ہوتا ہی وہ ہے جو خلاف عادت ہو......یعنی اس کا علم نہیں ہو سکا کہ میرے تعاقب میں سراقہ ہے۔صدیق اکبرؓ کو خبردار کر دیا جائے۔خود صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ دشمن آگیا تب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ............صدیق اکبرؓ فکر نہ کر............**ان الله معنا**

حضرات گرامی !ایک اور مزے کی بات سنیے جب سراقہ عاجز آگیا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے معافی دے دی جائے اور آئندہ کے لیے امان نامہ لکھ دیا جائے۔سرکارِ دو عالم ﷺ نے عامر بن فہیرہ صدیق اکبرؓ کے غلام سے فرمایا کہ اے عامر اپنے ہاتھوں سے ان کی امان لکھ دو............

تمہاری تحریر

میری تحریر

تمہاری امان

میری امان

یہ ہے صدیق کے غلاموں کا مقام۔

یہ ہے نبوت کا صدیق اکبرؓ کے گھرانے پر اعتماد

اور ہوا بھی ایسے کہ

جب آپ حنین وطائف کے معرکوں سے فارغ ہوکر واپس آرہے تھے،تو جعرانہ کے مقام پر سراقہ آپ سے ملے۔حضور ﷺ کا وہ عطا کردہ امان نامہ جسے عامر بن فہیرہ نے لکھا تھا پیش کردیا اورعرض کیا کہ میں سراقہ ہوں............آپ نے فرمایا کہ آج ایفائے عہد کا دن ہےاورآج نیکی کا دن ہے۔آؤ میرے قریب آجاؤ............سراقہ کہتے ہیں کہ میں قریب ہوگیا اورقریب ہوتے ہی کلمہ پڑھ کراسلام قبول کرلیا۔سبحان اللہ

سیدنا فاروق اعظمؓ کے دورِخلافت میں جب کسریٰ کے کنگن اوردوسرا مال ودولت فتح کے بعد مالِ غنیمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ سراقہ کو بلاؤاورفرمایا کہ............ ہاتھ اٹھاؤ............سراقہ نے ہاتھ اٹھائے تو فاروق اعظمؓ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کوکسرٰی کے کنگن پہنائے اورفرمایا کہ زبان سے کہو!

اللہ اکبر............ الحمد للہ الذی سلبھما کسری بن ھر مزو البسھماسراقة الا عرابی............

اللہ اکبر............ بڑائی اس ربّ کی اورشکر یہ اس اللہ کا جس نے کسرٰی بن ہرمز کے کنگن اس سے چھین کرسراقہ جیسے دیہاتی کو پہنا دیئے!

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے خوشی میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا............اورفرمایا کہ

اللہ اکبر............ الحمد للہ الذی سلبھما کسری بن ھر مزو البسھماسراقة الا عرابی............ورافع بھا عمر صو تہ

اورحضرت عمرؓ نے اپنی آواز کو بلند کرکے یہ جملے ادا کیے۔

معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کو پیغمبر کی صداقت اورمعجزے کی حقانیت دیکھ کر ایک قلبی کیفیت طاری ہوگئی اورآپ نے بلند آواز سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔

اللہ اکبر

محترم سامعین

اب تک آپ حضرات نے تعاقب کرنے والوں کے تاریخی واقعات کو سماعت فرمایا اوراپنے

ایمان کو تازگی بخشی۔اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ہجرت رسول ﷺ کے اس تاریخی واقعہ کی طرف لے چلوں جو سراقہ بن مالک کے اس ناقابل فراموش واقعات میں شامل ہے۔سرکارِ دوعالم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ سراقہ کے اس واقعہ کے بعد نہایت اطمینان سے اگلا سفر شروع فرماتے ہیں۔ دوران سفر سرکارِ دوعالم ﷺ نے بھوک محسوس فرمائی تو اثنائے سفر ہی میں ام معبد کا خیمہ آ گیا۔ام معبد ایک نیک خاتون تھی۔جس نے مسافروں کی خدمت کے لیے شاہراہ پر ہی اپنا ڈیرہ جمایا ہوا تھا،تاکہ آتے جاتے مسافروں کی خدمت کا موقعہ مل سکے!اوراس طرح وہ خدمت خلق کا یک سدا بہار گلشن قائم کیے ہوئے تھی۔سرکارِ دوعالم ﷺ جب اس کے خیمے کے پاس پہنچے،تو آپ نے اپنے رفیق غار سے فرمایا کہ اس بوڑھی خاتون سے کچھ خوردونوش کا سامان خریدلیا جائے،مگر پوچھنے پر معلوم ہوا قحط کا زمانہ ہے اوراس کے پاس خرید وفروخت کے لیے کوئی سامان نہیں ہے۔رحمت دو عالم ﷺ خود خیمہ کے پاس تشریف لے گئے اور ام معبد سے دریافت فرمایا کہ وہ خیمہ کے اندر جو بکری کھڑی ہوئی ہے۔اگراس کا دودھ ہمیں دے دیا جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔

ام معبد نے کہا...... بیٹا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔یہ بکری تو بے کار بھی ہے بیمار بھی ہے!

نہ ہی دودھ دیتی ہے اور نہ ہی چرنے کے لیے ریوڑ کے ساتھ جاسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ میرا خاوند اسے یہیں چھوڑ جاتا ہے اور سرشام اس کے کھانے کے لیے بھی کچھ لے آتا ہے۔اگر یہ دودھ والی ہوتی تو میں ضرور اپنے مہمان کے لیے حاضر کر دیتی سرکارِ نے فرمایا

اجازت	دینا	آپ	کا کام
دودھ	دینا	میرے	اللہ کا کام

ام معبد نے نہایت خوشی سے وہ بکری سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔

آنحضرت ﷺ نے ام معبد سے ایک بڑا برتن مانگا اور خود بکری کا دودھ دوہنے کے لیے بیٹھ گئے!

آپ نے جوں ہی نبوت کا ہاتھ بسم اللہ پڑھ کر لگایا تو آواز آئی......اے بکری نسبت بدل گئی

ہے...... پہلے تھنوں پر ام معبد کا ہاتھ ہوتا تھا۔اب تیرے تھنوں پر میرے محمد کا ہاتھ ہے......میرے یتیم محمد کے ہاتھوں کی لاج رکھ لے بس سرکارِ دو عالم ﷺ کا بکری کے تھنوں پر ہاتھ رکھنا تھا۔مولیٰ کریم نے دودھ کا چشمہ جاری کر دیا!

برتن بھر گیا تو......سرکارِ دو عالم ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ پہلے ام معبد کو پلاؤ پھر اپنے رفیق سفر ساتھیوں کا پلاؤ۔اس کے بعد برتن خالی کر کے میرے پاس لاؤ۔چنانچہ صدیق اکبرؓ نے وہ دودھ ام معبد اور اپنے ساتھیوں کو پلایا۔آپ نے دوبارہ دودھ نکالا اور صدیق اکبرؓ کو پلایا۔سب سے آخر میں آپ نے خود پیا۔پھر ایک اور پیالہ بھر کے ام معبد کو دے دیا کہ اسے گھر میں رکھ لینا ضرورت کے وقت کام آئے گا!ام معبد یہ نظارہ نہایت حیرت اور تعجب سے دیکھتی رہی اور رسالت کے اس عظیم معجزہ سے دل ہی دل میں ایک مسرت اور سرور میں ملی جلی کیفیت میں مبتلا رہی۔ام معبد کے گھر آج میزبانی کے جو فرائض سرکارِ دو عالم ﷺ نے ادا فرمائے تھے اس سے ام معبد کی دل کی دنیا میں ایک عجیب ہیجان بپا ہو گیا؟

خطیب کہتا ہے

ام معبد..................حیرت میں کیوں نہ مبتلا ہو

خیمہ خوشبودار ہو گیا۔

بیمار بکری شفایاب ہوگئی۔

خشک تھنوں میں دودھ کا چشمہ جاری ہو گیا۔

بیمار گھرانہ خوش حال ہو گیا۔

ام معبد نے زندگی بھر اتنا لذیذ دودھ نہیں پیا۔

یہ دودھ تھا

یا آب کوثر تھا............اس میں شکر تھی..................یا نبوت کے ہاتھوں کی شیرینی تھی!

اور پھر

ایسا مہمان

ایسا پیر

ایسا مرشد

ایسا مقتدا

ایسا پیشوا.....................جس نے.....................عام پیروں کی طرح پہلے خودنہیں دودھ پیا.................بلکہ مریدوں کو پلایا...........اور پھر بعد میں خود پیا...........ہوتے آج کے دور کے پہلے خود کھاتے اور جب ہڈیاں کچھ بچ جاتیں، تو مریدوں کے پاس پھینک کر کہتے:

تبرک

یہ سیرت مصطفٰی ﷺ کا ایک نادر، بے نظیر، بے مثال نمونہ تھا۔ جس نے ام معبد کے دل کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ رحمت دو عالم ﷺ ان کو ایک پیالہ دودھ دے کر چل دیئے۔ مگر ام معبد ایمان اور محبت کی نظروں سے دور تک حضور ﷺ کے قافلہ کو دیکھتی رہی۔ شام ہوئے ابو معبد (ام معبد کا خاوند) بکریاں چرا کے واپس آیا تو اپنے خیمے کو معطر پایا۔ گویا کہ

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

اس نے پوچھا کہ ام معبد یہ خوشبو کیسی؟

ام معبد نے مسرت بھرے لہجے سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی تشریف آوری کا پورا واقعہ سنایا۔

قدم قدم پہ برکتیں ، نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

ام معبد اپنے خاوند کو بتا رہی تھی کہ یہاں ایک برکت والا شخص آیا تھا۔ یہ دودھ اس کے قدم کا نتیجہ ہے۔ وہ بولا کہ یہ تو صاحب قریش معلوم ہوتا ہے۔ جس کی مجھے تلاش تھی۔ اچھا ذرا تم اس کی

توصیف کرو۔

ام معبد بولی!

پاکیزہ اور کشادہ چہرہ

پسندیدہ منظر

خوش منظر

؟

؟

اب سنتے ہیں۔

جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں۔

مخدوم......................مطاع

یہ صفت سن کر ابو معبد بولا کہ یہ ضرور صاحب قریش ہے اور میں اسے جا کر ضرور ملوں گا!

اللہ تعالیٰ نے توفیق عنایت فرمائی تو حضرت ام معبد اور ابو معبد خود سب کچھ چھوڑ کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس دودھ پلانے کا معاوضہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی صورت میں رسول ﷺ کی رفاقت کی صورت میں عطا فرمایا۔

مدینہ میں آمد

رحمت دو عالم ﷺ کا انتظار مدینہ میں مسلسل کئی دنوں سے ہو رہا تھا۔ جیسے ہی آپ کی تشریف آوری کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی۔ تمام عاشقان رسول ﷺ مدینہ سے باہر استقبال کے لیے نکل آئے۔ اس میں اور بھی خوشی اور مسرت کے بہت سے واقعات ہیں۔ مگر ننھی منی بچیوں کے ایک ترانہ نے مدینہ کے گلی کوچوں میں عشق رسالت ﷺ اور محبت نبوی کا ایک سماں باندھ دیا تھا...... وہ معصوم بچیاں جب بیک آواز ہو کر یہ ترانہ پڑھتی تھیں تو فضا میں محبت وسرور کی شیرینی گھل جاتی تھی۔ آپ حضرات بھی سماعت فرما کر اس کے مزے لوٹیں۔

طلع البدر ُعلینا

من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا

ما دعا لله داع

ترجمہ: ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا

ثنیات وداع کی چوٹیوں سے

ہم پر اس شخص کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے جس نے اپنی آواز کو خدا کی طرف بلانے کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

ايهاالمبعوث فينا. جئت باالا مر المطاع

اے مبارک ذات جو ہماری طرف مبعوث فرمائے گئے ایسے امور دے کر جو واجب الاعت ہیں۔

خطیب کہتا ہے۔

ان بچیوں سے سبق حاصل کرو............جنہوں نے اپنے ترانہ میں آپ کی آمد کو شکریہ کا مستوجب ٹھہرایا۔

وہ آئے.........................تو شکریہ واجب ہوا..................معلوم ہوا.................آنا اور ہوتا ہے اور ہر وقت، ہر آن موجود رہنا اور ہوتا ہے!

بچوں کا! ہاں ہاں معصوم بچیوں کے قلب وجگر کی مسرت بھی اس بات پر تھی کہ ان کے شہر میں **مادعا لله داع** آ گیا ہے۔

گویا کہ عقیدہ توحید کی دعوت دینے والا آ گیا

معلوم ہوا

کہ کسی داعی توحید کے کسی شہر میں تشریف لے جانے سے مومنین کے دل مسرت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

داعی توحید کو دیکھ کر اور جل بھن جانے والوں کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں۔آئیے لکھیئے! اہل

توحید کو دیکھ کر خوش ہونے والوں کا گروہ کون ہے؟ اور اہل توحید کو دیکھ کر گدھوں کی طرح بھاگنے والے کون ہیں؟

کانھا حمر مستنفرۃ　　　　جئت بالا مر المطاع

جن امور کی اطاعت واجب ہے۔ ان کو ہماری طرف لے کر آنے والے ہم مسرت اور خوشی کا صرف زبانی اظہار کرنے والے ہی نہیں ہیں، بلکہ آپ دیکھیں گے کہ ہمارا ایک ایک لمحہ آپ کی محبت اور اطاعت میں بسر ہوگا.................. یہ ہے آپ کی تشریف آوری کی حقیقی مسرت۔

آپ کے مشن کو قبول نہ کرنا........... آپ کے مشن اور مقصد کی مخالفت کرنا اور آپ کی میلاد کی خوشیاں کرنا یہ صرف مصنوعی اور جعلی عاشقوں کا کام ہے۔ اہل مدینہ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔

جاَءَ　　　　نبی اللہ

جاء　　　　رسول اللہ

اللہ کے نبی ﷺ　　　　تشریف لے آئے

اللہ کے رسول ﷺ　　　　تشریف لے آئے

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کے مرد، عورت، بچے اور جوان سب کا عقیدہ تھا۔ کہ حضور آج تشریف لائے ہیں۔ اس سے پہلے تشریف نہیں لائے تھے اور نہ ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ یہ چودھویں صدی کے جاہل واعظوں کی اختراع ہے اس عقیدہ کا دور صحابہ اور خیر القرون سے کوئی تعلق نہیں ہے!

ہجرت وہی کرتا ہے
جو ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہو!
مکہ سے غار ثور کا سفر وہی کرتا ہے
جو ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہو!
غار ثور سے مدینہ منورہ کا وہی سفر کرتا ہے

جو ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہو!

تعاقب انہی کا کیا جاتا ہے جو ہر جگہ حاضر نہ ہوں۔

مکہ مکرمہ سے سفر کر کے مدینہ منورہ وہی پہنچے ہیں جو ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہوں! اور مدینہ منورہ کی معصوم بچیاں ایسا ترانہ تبھی پڑھ سکتیں تھیں کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہوں۔

طلع البدر علینا

من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا

ما دعا للہ داع

حضرات گرامی!

یہ ہجرت رسول کے ان مختصر واقعات کا تذکرہ ہے جن کا تعلق غار ثور سے مدینہ منورہ کے سفر کے واقعات سے ہے۔ ورنہ اس راستہ کے نوادرات کو جمع کیا جائے اور بیان کیا جائے تو اس کے لیے بہت طویل وقت کی ضرورت ہوگی جس کے لیے جمعہ کا خطبہ متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم ہمیں بھی حضور ﷺ کے جانثار غلاموں میں شامل فرمائے۔! اور زندگی بھر حضور ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

تیسرا خطبہ
صفر

اسلام کے تین شہید

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَم حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْ خُلُو الْجَنَّۃَ الخ.

حضرات گرامی:

آج صفر کا تیسرا خطبہ ہے۔آج کے خطبہ میں ان صحابہ کرام کی شہادت کا ذکر کروں گا۔جنہیں قبیلۂ عضل اور قارو کے کفار و مشرکین ایک سازش کے تحت لے گئے تھے اور پھر انہیں نہایت بیدردی اور سفاکی سے شہید کر دیا تھا۔

حضرات محترم! مشرکین کا ایک وفد سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت ہی عیاری اور چالاکی سے عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ کے لوگ مسلمان ہونا چاہتے ہیں انہیں اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے ہمیں مبلغین اسلام کا ایک ایسا گروپ دیا جائے جو اپنی تبلیغی مساعی سے وہاں کے لوگوں میں اسلام کی روح کو بیدار کر کے انہیں اسلام کا گرویدہ بنا سکے نبی ﷺ نے.(جو کہ ہر وقت اسلام کے چار انگ عالم میں پھیلنے کے آرزومند رہا کرتے تھے)
فوراً ان کی اس درخواست کو منظور فرما لیا۔اور نہایت ہی قابل فخر صحابہ کرام کی ایک جماعت اس مقصد کے لیے تشکیل فرما دی۔جن کا امیر حضرت عاصمؓ کو مقرر فرما دیا۔

صحابہ کرام کے اس تبلیغی وفد کے سربراہ اور امیر حضرت عاصمؓ مقرر ہوئے اور حضرت خبیبؓ اور زید بن، وثنہ بن طارقؓ اس وفد کے معزز ممبر بنا دیے گئے۔مشرکین کا وفد جو اس مقصد کے لیے آیا ہوا تھا انہیں ہمراہ لے کر مدینہ منورہ سے اپنے قبائل کی طرف روانہ ہو گیا۔صحابہ کرامؓ کا یہ تبلیغی وفد جب اس قبیلہ کے قریب پہنچا تو مشرکین کے ایک آدمی نے اس قافلہ سے غداری کرتے ہوئے ان لوگوں کو اطلاع کر دی جن کے ساتھ سازش کا منصوبہ بنا کر یہ لوگ مدینہ منورہ گئے تھے۔چنانچہ

شرک کے پجاریوں کو صحابہ کرامؓ کی تشریف آوری کا جب علم ہوا تو وہ دوسو آدمی مسلح ہو کر ان حضرات پر حملہ آور ہونے کے لیے مقام رجیع پر پہنچ گئے۔مقام حیرت ہے کہ صحابہ کرامؓ دس افراد تھے اور حملہ آور دوسو افراد تھے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک موحد بیس مشرکوں پر بھاری ہوتا ہے۔حضرت عاصمؓ نے مشرکین کی سازش کو بھانپ لیا ور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تمام کے تمام پہاڑی پر چڑھ جائیں اور وہیں سے ان مشرکین کا مقابلہ کیا جائے!

قبیلہ نبولحیان کے مشرکین نے جب دیکھا کہ اس طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ پہاڑی پر چڑھ گئے ہیں۔اور ہم نیچے ہیں۔اس طرح مسلمان آسانی سے ہمیں شکست دے دیں گے،تو پھر ان بزدل مشرکین نے ایک سازش اور فریب دیتے ہوئے مسلمانوں کو آواز دی کہ آپ لوگ نیچے آجائیں۔ہم آپ کو پناہ دیتے ہیں۔عالم عرب میں یہ بات پتھر پر لکیر سمجھی جاتی تھی کہ جب کوئی پناہ کی آواز دے دے تو اس کو درست سمجھا جاتا تھا۔اور اس میں کوئی دھوکہ اور فریب نہیں ہوتا تھا۔لیکن مشرکین عرب اسلام اور مسلمان کی قوت سے اس قدر مرعوب ہو چکے تھے کہ وہ ان غیر اخلاقی پستیوں میں اتر آئے تھے کہ اب انہیں کسی اخلاق اور عہد کا احساس نہیں ہو رہا تھا، چنانچہ حضرت خبیبؓ، زید بنؓ وشنہ نیچے اتر آئے۔مگر حضرت عاصمؓ نے نیچے اترنے سے انکار فرما دیا اور وہیں سے ان مشرکین پر حملہ کر دیا جس سے مشرکین کے حواس ختم ہو گئے۔انہوں نے ہر ممکن کوشش کی،مگر حضرت عاصمؓ کی بہادری اور حوصلہ نے لات وعزیٰ کے پجاریوں میں ہلچل مچا دی۔

میں مشرکین کی پناہ میں نہیں آتا

بہادر اور مدرسہ توحید کا طالب علم توحید وسنت کا غیور مبلغ مشرکین کی اس آواز کو سنتا ہے کہ ہم تمھیں پناہ دینے کو تیار ہیں تو وہ پہاڑی سے ہی آواز دیتے ہیں کہ میں تمہاری پناہ میں نہیں آتا۔ میں اللہ کی پناہ میں جاتا ہوں۔

بارگاہِ الٰہی میں عاصمؓ کی دعا

حضرت عاصمؓ نے جب دوسو مشرکین کے گھیراؤ اور حملہ میں اپنے آپ کو بے بس پایا تو بارگاہِ الٰہی میں درخواست دی کہ مولیٰ ہمارے محبوب آقا نے ہمیں قرآن اور دین کی تبلیغ کے لیے ان

قبائل کی طرف بھیجا تھا۔لیکن ان بدعہد مشرکوں نے ہمارے ساتھ یہ سفاکانہ رویہ اختیار کرکے ہمیں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

اے الٰہی .... ہماری یہ خبر ہمارے محبوب پیغمبر کو پہنچا دے!

چنانچہ دعا کرتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں عرض کرتے ہیں کہ

اَللّٰھُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا رَسُوْلَکَ

اے اللہ! ہماری خبر ہمارے رسول ﷺ کو پہنچا دے۔ چنانچہ بارگاہ الٰہی میں حضرت عاصمؓ کی مانگی ہوئی یہ دعا منظور ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی سرکارِ دوعالم ﷺ کو حضرت عاصمؓ اور آپ کے رفقا کی خبر پہنچا دی۔

خطیب کہتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ

صحابہ مختار کل نہیں تھے۔

اگر مختار کل ہوتے تو دوسو مشرکین کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ان کو نیست و نابود کر دیتے......ثانیاً......

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا یہی عقیدہ تھا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں......

ثالثاً......اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں

ورنہ

اللہ تعالیٰ کے حضور عرض نہ کرتے کہ **اللھم اخبر عنا رسو لک**، رابعاً......اگر حضرت عاصمؓ سرکارِ دوعالم ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتے اور حضور ﷺ کو ذرے ذرے کی باتوں کو جاننے والا سمجھتے۔ یا عالم ما کان و ما یکون کا عقیدہ رکھتے تو فوراً سرکارِ دوعالم ﷺ کو براہِ راست خطاب کرتے..................اس سے معلوم ہوا کہ

عقیدہ وہی درست ہے جو صحابہ کرام نے امت کر دیا جو عقیدہ اور جو نظریہ اصحابؓ رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے اسے ردی کی ٹوکری میں تو پھینکا جا سکتا ہے دل مومن و مسلم میں کوئی جگہ نہیں

دی جاسکتی۔ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفات ہیں ان میں ذات باری تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت عاصمؓ اپنے رفقا سمیت لڑتے لڑتے جب مشرکین کے قریب آ گئے اور آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب میں ان مشرکین کے ہاتھوں قتل کر دیا جاؤں گا تو آپ نے پھر بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیئے اور اس مقتل میں نہایت سوز میں ڈوبی ہوئی آواز میں دعا مانگی کہ

اللهم انی احمی لک الیوم دینک فاحم لحمی.

اے اللہ آج میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں۔ تو میرے گوشت (یعنی میرے جسم) کی حفاظت فرما۔

حضرت عاصمؓ کی دعا منظور ہوگئی

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عاصمؓ نے جنگ احد میں ایک مشرکہ عورت سلافہ کے دو بیٹوں کو جہنم رسید کر دیا۔ اس مشرکہ عورت نے نذر مانی تھی کہ اگر کوئی شخص عاصمؓ کا سر کاٹ کر مجھے لا دے گا ،تو میں اس کے کاسۂ سر میں شراب پی کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کروں گا! اور سو اونٹ انعام میں دوں گا۔ اس لیے سو اونٹ کا انعام حاصل کرنے کے لیے قبیلہ بنولحیان کے کچھ بد طینت بد باطن اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح حضرت عاصمؓ کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاش پر قبضہ کر لیا جائے تا کہ آسانی سے ان کا سر کاٹ کا انعامی مقابلہ جیت لیا جائے۔

مگر خطیب کہتا ہے

ادھر مشرکوں کی تدبیر تھی

اور ادھر قضائے الٰہی ک اتیر تھا

ادھر مشرکین کی تدبیر دغا تھی

اور ادھر حضرت عاصمؓ کی مانگی ہوئی دعا تھی

دعا..................دغا.................. پر غالب آ گئی

اور اللہ تعالی نے شہد کی مکھیوں کے ایک لشکر کو حکم دیا کہ جاؤ جلدی کرو میرا عاصمؓ شہید ہو رہا

ہے۔

عاصمؓ کی لاش پر آج تمہارا پہرہ ہوگا۔ جو میری پناہ میں ہوتے ہیں ان کی حفاظت میرے ذمہ ہوا کرتی ہے!

سبحان اللہ............اس جنگل میں مشرکین کے لشکر کی موجودگی میں خدائی فوج کی ڈیوٹی لگ گئی اور وہ کملی والے کے سپاہی اور مبلغ توحید وسنت کے وجود کی حفاظت کے لیے فوراً ڈیوٹی سنبھال لیتے ہیں۔ حضرت عاصمؓ نہایت بہادری سے مقابلہ کرتے رہے۔ آخر تمام مشرکین نے اسلام کے اس بہادر پر یکبارگی حملہ کر کے آپ کر شہید کر دیا۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت عاصمؓ کو شہید کرنے کے بعد مشرکین نے آپ کی لاش مبارک کو بے حرمت کرنا چاہا تو خدائی لشکر نے مشرکین پر حملہ کر دیا۔ وہ بہادر جو لات وعزیٰ کی دہائی دیا کرتے تھے۔ میرے خدا کے ادنیٰ لشکر کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مکھیوں نے مشرکوں کے چھکے چھڑا دیے۔

آج کی اصطلاح میں یوں سمجھئے کہ خدا کے......ایف ۱۶ طیاروں نے نیچی پرواز سے ایسا شدید حملہ لات وعزیٰ کے پجاریوں پر کیا کہ وہ دم دبا کر بھاگ گئے۔ اور فیصلہ کیا کہ ابھی نہیں پھر کسی وقت حضرت عاصمؓ کی لاش کو اٹھا کر لے جائیں گے۔

خطیب کہتا ہے

عظمت صحابہ کا دفاع ضروری ہے
اگر مسلمان اس دفاع سے غافل ہو جائیں گے تو
خدا کسی اور لشکر سے یہ خدمت لے لیں گے!

جن مکھیوں کو اللہ نے شہد کی بے مثال دولت سے نوازہ تھا.................انہیں آج اس عطائے الٰہی کا شکرانہ ادا کرنا تھا۔

خدا کی مرضی

خدا چاہے تو............ابابیلوں سے کام لے لے

خدا چاہے تو............غار پر مکڑی سے کام لے لے

خدا چاہے تو............ام معبد کے ہاں بکری سے کام لے لے

خدا چاہے تو............نمرود کے مقابلے میں مچھروں سے کام لے لے

خدا چاہے تو............مشرکوں کے مقابلے میں مکھیوں سے کام لے لے

ان اللہ علیٰ کل شی قدیر

روایت میں آتا ہے کہ شام تک حضرت عاصمؓ کی لاش مبارک کا پہرہ مکھیاں دیتی رہیں اور کسی مشرک کو قریب آنے کی جرات نہیں ہوئی اور جب شام کا اندھیرا چھا گیا تو اس زور کا مینہ برسا کہ حضرت عاصمؓ کی لاش کو سیلاب بہا کر لے گیا۔ گویا کہ حضرت عاصمؓ اپنے لیے جو دعا مانگ چکے تھے کہ **اللھم انی احمی لک الیوم دینک فاحم لحمی**......آج یہ دعا کے الہامی جملے آپ کی حفاظت کی ذریعہ بن گئے اور حضرت عاصمؓ کا جسد مبارک مشرکین کے ہاتھوں سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہو گیا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے سامنے جب کبھی حضرت عاصمؓ کا تذکرہ آیا کرتا تھا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اپنے بعض خاص بندوں کی مرنے کے بعد بھی اسی طرح حفاظت فرماتے ہیں جس طرح زندگی میں فرمایا کرتے تھے......سبحان اللہ۔

خطیب کہتا ہے

کیا شان تھی شہدائے اسلام کی

کیا شان تھی محمد ﷺ کے جانثاروں کی

کیا عظمت تھی حضور ﷺ کے شیدائیوں کی

حضور ﷺ نے اعتماد فرمایا

مشرکین نے بے اعتمادی کی

خدا نے حفاظت فرمائی

اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے مہمان بنالیا............ گویا کہ جنت میں مہمان صحابہ ہوں گے اور میزبان رب العلمین ہوں گے............ **نز لا من غفو ر رحیم**............

صحابہ پر حملہ آور مشرک کی غذا مردار اور حرام بنائی اور صحابہ کی حفاظت کرنے والی مکھی کی غذا مہکتے ہوئے خوشبودار پھول بنائے .... قسمت اپنی اپنی مقدر اپنا اپنا...... روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عاصمؓ مقتل میں اپنی جان اپنے خالق حقیقی کے سپرد فرما رہے تھے۔ تو کلمہ کے ساتھ ساتھ زبان پر جاری تھا۔

الموت حقّ و الحیاۃ باطلٌ و کلّ ما حکم الا لہ نازل

موت کا آنا یقینی ہے اور زندگی کا جانا یقینی ہے اور خداوند کا فیصلہ ہمیشہ نافذ ہو کر رہے گا۔

حضرات گرامی:

آپ! حضرت عاصمؓ کی شہادت کا المناک اور دردناک واقعہ سن چکے ہیں روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عاصمؓ شہید ہو گئے تو حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو مشرکین نے قید کر کے مکہ مکرمہ بھیج دیا تاکہ وہاں انہیں ان مشرکین کے ہاتھوں فروخت کر کے اذیت پہنچائی جائے۔ جن کے رشتے دار جنگ بدر میں مارے جا چکے تھے۔ چنانچہ زیدؓ کو صفوں ابن امیہ نے خرید لیا تاکہ اپنے باپ امیہ کے بدلے میں ان کو قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر سکے اور حضرت خبیبؓ کو حارث کے بیٹوں نے خرید لیا۔ تاکہ اپنے باپ کے بدر میں جہنم رسید ہونے کا بدلہ لیا جائے اور اس طرح اپنی آتش انتقام کو بجھایا جا سکے۔

توحید کے ان بے نظیر پروانوں کو خریدنے کے بعد الگ الگ کر کے قید کر دیا گیا اور ان کو تختہ دار پر لٹکانے کے انتظامات زور شور سے ہونے لگے پورے عرب قبائل میں ان کو پھانسی دینے کی تاریخ مقرر کر دی گئی اور ان کو تماشہ بنانے کے لیے دھوم دھام سے اعلانات کیے گئے۔

حضرت خبیبؓ کے ایام اسیری!

حضرت سیدنا خبیبؓ کو قید کر دیا گیا اور ان کو ستانے اور اذیتیں پہنچانے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں

مگر تدبیر کند بندہ

تقدیر زند خندہ

کافروں کی تدبیر کچھ اور تھیں اور مالک الملک کا فیصلہ اور تھا!

علماء قید ہوتے تو روٹی جیل کی ملتی ہے۔

فقہا قید ہوتے ہیں تو روٹی جیل سے ملتی ہے۔

میرا خبیبؓ قید ہوا تو

تو روٹی جنت سے آئی تھی.................سبحان اللہ

حارث کی بیٹی کہتی ہے کہ

مارایت اسیراً قط خیر اً من خبیب لقد رائیته یا کل من قطعةعنب وما بمکة یو مئذ ثمر ة وانه مو ثق بالحدید وما کان الا رزق رزقه الله.

میں نے کوئی قیدی خبیب سے بہتر نہیں دیکھا میں نے بار ہا انہیں انگور کے خوشے کھاتے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ ان دنوں مکہ میں کہیں پھل کا نام ونشان تک نہ تھا اور وہ خود لوہے کی بیڑیوں میں مقید تھا اور (خود کہیں سے جا کر نہیں لا سکتا تھا) یہ رزق ان کے پاس محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا تھا............

ایام اسیری میں کئی کئی روز......................کھانا بند

پانی بند

لیکن چشم فلک نے دیکھا......................مخلوق کا دروازہ بند

خالق کا دروازہ کھل گیا

مخلوق نے کہا..............................دنیا کا کھانا نہیں ملے گا۔

خالق نے کہا..............................جنت کا کھانا ملے گا۔

مخلوق نے کہا..............................دنیا کا پانی نہیں ملے گا۔

خالق نے کہا..............................جنت کا پانی ملے گا۔

مخلوق نے اپنے دروازے بند کر دیئے......خالق نے اپنے دروازے کھول دیئے۔

یہ گواہی دشمن کی ہے!

دشمن گواہی دیتا ہے کہ!

محمد ﷺ کے صحابیؓ سے زیادہ راست باز اس نے کوئی نہیں دیکھا......

بے موسم میوے...... اور بے موسم پھل......اگر خداوند کریم حضرت سیدہ مریمؓ کو دے سکتا ہے ....تو سرکارِ دو عالم ﷺ کے صحابیؓ کے لیے بھی وہی رزق کا دروازہ کھول سکتا ہے۔حضرت مریم سیدنا زکریاؑ کی کفالت میں تھی تو

کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا

جب کبھی زکریاؑ اس محراب میں داخل ہوتے تو اس کے پاس (مریم) بے موسم میوے موجود پائے

آپ نے ایک روز دریافت فرمایا۔

یا مریم انی لک هذا قالت هو من عند الله

اے مریم! یہ میوے تیرے پاس کہاں سے آئے۔کہا مریم نے یہ میوے ہیں اللہ کی طرف سے ......ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لیے بعض اوقات رزق کا خاص انتظام فرما دیتے تھے۔جس طرح حضرت مریم کے لیے بے موسم میووں اور پھلوں کا انتظام فرما دیا تھا۔اسی طرح حضرت سیدنا خبیبؓ کے لیے بھی جنت سے کھانے کا سامان بھیج دیتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں جب انگوروں کا نشان تک نہیں ملتا تھا تو حضرت خبیبؓ کے لیے خصوصی طور پر انگوروں کا تحفہ بھیجا جاتا تھا............سبحان اللہ۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے صحیح ارشاد فرمایا کہ **من کان لله الله له** جب کوئی شخص اللہ کا ہونے جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کو ہو جاتے ہیں اور اس کی دنیا کی تمام فکروں سے نجات دے دیتے ہیں ....کیا خوب کہا ہے شاعر نے۔

کھیتیاں ہیں سرسبز تیری غذا کے واسطے

چاند سورج اور ستارے ہیں ضیا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

خبیبؓ کی بلند اخلاقی کا بے مثال واقعہ

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت خبیبؓ کو قتل کرنے کا وقت قریب آیا تو آپ نے نظافت اور صفائی کے لیے استرہ طلب کیا۔ زینب بنت حارث حضرت خبیب کو استرہ دے کر اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول ہوگئی۔ زینب کہتی ہے کہ میں تھوڑی دیر بعد دیکھتی ہوں کہ میرا خوبصورت بچہ حضرت خبیب کے زانوں پر بیٹھا ہوا ہے اور خبیب کے ہاتھ پر استرہ دیکھا اور بچے کو ان کی گود میں دیکھا تو گھبراہٹ میں میری چیخ نکل گئی۔

حضرت خبیبؓ سمجھ گئے کہ ماں کی ممتا اس حالت میں بچے کو میری گود میں دیکھ کو گھبرا گئی ہے کہ شاید میں اپنا بدلہ اس بچے کو قتل کر کے چکا دوں گا۔

آپ نے نہایت ہی پر اعتماد لہجے میں فرمایا کہ بی بی میں محمد ﷺ کا غلام ہوں۔ ہم لوگ اس طرح بدعہدی نہیں کیا کرتے اور یہ فرما کر بچے کو اسکی ماں کی طرف بھیج دیا۔

خبیبؓ کا وار چل گیا

یہ کوئی معمولی بات تو نہ تھی...... زینبؓ بنت حارث کے دل میں یہ واقعہ گھر کر گیا اور آخر انہیں حضرت خبیبؓ کی اسی بلند اخلاقی نے کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور کر دیا............ سبحان اللہ کیا کردار تھا صحابہ کرام کا ان کا ہر عمل اسلام کی سچی تصویر تھا اور ان کی ہر ادا ایک تاثیر جس نے اسلام کے دشمنوں کے دل اسلام کی طرف مائل کر دیئے...........رضی اللہ عنہ

پروانۂ رسول مقتل میں

سیدنا خبیبؓ کو جب مکہ مکرمہ سے قتل کرنے کے لیے تنعیم کی طرف جانے کو کہا تو آپ تختہ دار کی طرف نہایت خندہ پیشانی اور بہادری سے روانہ ہوئے۔ راستے میں کفار نے پوچھا کہ کوئی آخری آرزو ہو تو بتایئے؟

آپ نے فرمایا کہ مجھے نفل نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تاکہ محمد ﷺ کی یونیورسٹی کا طالب علم اپنے خالق حقیقی کے ہاں آخری سجدہ کی لذت حاصل کر سکے مشرکین نے آپ کی اس آرزو کو پورا کرنے کی اجازت دے دی۔

آپ بندھے ہوئے ہاتھوں سمیت

پاؤں میں بیڑیوں سمیت

خطیب کہتا ہے

خدا کے ہاں سجدہ ریز ہو گئے۔ یہی سجدہ تھا جس نے ملائکہ کے ہاں بشر کی دھوم مچا دی تھی۔ یہی سجدہ تھا جس نے نوریوں سے اپنی عظمت کا سکہ منوالیا تھا۔ یہی سجدہ تھا جس نے روز اول ہی بشر کی عظمت، نور پر بلند و بالا کر دی تھی۔ یہی سجدہ تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نور کو یہ فرمایا تھا کہ۔

اِنّیِ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ.

آخر خبیبؓ نے سجدہ میں اپنے محبوب سے وہ کچھ مانگا ہوگا۔ جو اس کے خزانے کی روح ہوگا اور آپ کے قلب و جگر کی ٹھنڈک کے لیے بے نظیر ہوگا۔ سجدہ ذرا لمبا ہو گیا!

عشق نے کہا.........................اور لمبا

عقل نے کہا.........................بس

کہیں عشق کی توہین نہ ہو جائے۔ اس درد و غم میں ڈوبی ہوئی تسبیحات ہی تو میرا قیمتی سرمایہ ہیں جو خون شہادت کو اور بھی جلا بخشیں گی۔

سلام پھیر! تو بلا ساختہ، ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے ہاتھ بارگاہِ الٰہی میں اٹھ گئے۔

اور اپنے مولیٰ سے عرض کیا کہا

اللھم احصھم عددا واقتلھم بدا ولا تبق منھم احدا

اے اللہ ان کو ایک ایک کر کے مار کسی کو باقی نہ چھوڑنا۔

حضرت خبیبؓ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی شہادت کے بعد یا تو مشرکین ایک ایک کر کے مارے گئے یا پھر مسلمان ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

مقتل میں دو قیدی

ادھر سے حضرت خبیبؓ کو قتل میں لایا گیا اور ادھر سے حضرت زیدؓ بن وشنہ کو لایا گیا۔ یہ وقت عجیب سماں پیدا کررہا تھا۔ ادھر مشرکین ہزاروں کی تعداد میں ان مبلغین توحید وسنت کی پھانسی کا منظر اور خدا کے حضور قربانی کے بے مثال مظاہرہ دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ اور ادھر سے کئی دنوں کی قید تنہائی کے بعد حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ مقتل میں شہادت گاہ میں اکھٹے ہورہے تھے۔

خطیب کہتا ہے

سامعین ذرا ڈوب جایئے اس درد وگداز کی کیفیت میں۔

آپ کے بچے ہوں گے

آپ کی بچیاں ہوں گی

آپ کے والدین ہوں گے

اور آپ کا حلقہ احباب ہوں گے

ان صحابہ کی بھی سب کچھ تھا۔ اس کے باوجود صبر واستقامت کی لازوال تصویر تھے۔ دل میں یاد تھی صرف معبود حقیقی کی، دل میں دھڑکنیں تھیں تو صرف مصطفٰے ﷺ کے لیے جیسے ہی خبیبؓ و زیدؓ کی آنکھیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ تو وفور مسرت سے چہرے چمک اٹھتے ہیں۔

کیا خوب کہا ہے۔

بندھے تھے پشت پر ہاتھ ان کے پیروں میں تھیں زنجیریں
نظر آتی تھیں دو آزادیٔ فطرت کی تصویریں

یہ اک اللہ کے بندے یہ دوا حرار دو اقیدی
یہ اک توحید کے پابند دو مختار دو قیدی
ہوئے یکجا خبیبؓ و زید بچھڑے تھے کئی دن سے
نگاہیں ہوگئیں روشن ستارے مل گئے ان کے

آنکھوں میں جنت کی ملاقات کے وعدے ہو گئے اور اس طرح دونوں کو الگ الگ تختہ دار پر لٹکانے کا وقت آ گیا۔

سیدنا خبیبؓ کی مشکیں مضبوطی سے باندھ دی گئیں۔ اور آپ کو تختہ دار پر کھڑا کر دیا گیا۔ حضرت خبیبؓ نے تختہ دار پر آخری پیغام اپنے آقا ومحبوب حضرت محمد ﷺ کو دیتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ

اللهم بلغنا رسالة و سولک فبلغه مايضنع بی............

اے اللہ ہماری اس حالت کی خبر رسول کو پہنچا دے اور ان کو اس حالت سے بھی باخبر فرما دے جو کچھ میرے ساتھ ہونے والا ہے۔

اس دعا کے بعد آپ قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور مشرکین نے تیروں کی بارش سے آپ کے جسم اطہر کو چھلنی کر دیا تیروں کی بارش سے حضرت خبیبؓ کے جسم سے خون کے فوارے جاری ہو گئے اور تنعیم کی سرزمین اس عاشق رسول ﷺ کے خون سے لالہ زار ہو گئی اور آپ کی زبان پر یہ عاشقانہ ترانہ جاری تھا کہ

لست ابا لی حين اقتل مسلما علی ای شق کان لله مصرعی

گلوئے عشق میں ڈالا گیا جلاد کا پھندا
پکڑ کردار پر باندھا گیا اللہ کا بندا
خدا جانے محبت کے یہ کیا اسرار ہوتے ہیں
جو سر سجدوں میں جھکتے ہیں وہ زیب دار ہوتے ہیں

بڑھایا مرتبہ کردار کا گفتار کے اوپر
کہ واعظ بر سر منبر ہیں عاشق دار کے اوپر

حضرات گرامی! اسی طرح حضرت زیدؓ کو جب تختہ دار پر چڑھایا گیا تو آپ سے ابوسفیان نے سوال کیا کہ **انشد اللّٰه يا زيد! اتحب ان محمدا عند نا الا ن فی مکانک**

نضرب عنقه وانک فی اهلک

اے زید میں تمھیں خدا کی قسم دلاتا ہوں مجھے بتاؤ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ اس وقت ہمارے قبضے میں محمد ﷺ ہوں اور ہم ان کی گردن تلوار سے اڑا دیں اور تم اپنے اہل وعیال میں ہی رہو۔

ابن دثنہ نے جو فرمایا...... عشق ومحبت اور عزم واستقلال کی دنیا میں ان کا یہ جواب ہمیشہ رہے گا ہے کوئی ماں کا لال جو صحابہ کرامؓ کی اس بے مثال اور لاجواب جرات کی مثال پیش کر سکے آپ نے فرمایا۔

والله مااحب ان محمد االان فی مکانه الذی هو فیه تصیبه شوکة تو ذیه وانی جالس فی اهلی

خدا کی قسم! میں یہ بات کبھی گوارنہیں کر سکتا محمد ﷺ کو اس جگہ جہاں آپ اس وقت ہیں۔ اذیت وتکلیف کا ایک کانٹا بھی چبھنے پائے!

اور میں اہل وعیال میں بٹھارہوں۔ یہ ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔

کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

یہ سب کچھ ہے گورا پر یہ ہرگز ہو نہیں سکتا
کہ اس کی پاؤں کے تلے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

ابوسفیان نے جب حضرت زیدؓ کا یہ جواب سنا تو وہیں پر تڑپ کر دہائی دینے لگا کہ

ما رأیت من الناس احدا یحب احد ا کحب اصحاب محمد محمدا

میں نے دنیا میں ایسا شخص اپنی نظروں سے کبھی نہیں دیکھا جس سے کوئی اتنی محبت کرتا ہو، جتنی کہ اصحاب محمد ﷺ، محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔

حضرات گرامی! سیرت میں یہ واقعات رجیع کے واقعات سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے گلشن کے ہر پھول کی مہک اور خوشبو جدا جدا ہے۔ صحابہ کرام نے اپنے خون سے جس گلشن رسالت کو سیراب کیا تھا۔ آج ضرورت ہے کہ پھر مل

کر اس گلشن رسالت کی آبیاری کریں اللہ تعالی شہدائے اسلام کے لگائے ہوئے پودے کو سدا بہار رکھے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چل کر توحید وسنت کے لیے قربانی دینے کا جذبہ عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا الَّا الْبَلاَغُ الْمُبِيْن

چوتھا خطبہ
صفر

فضائل جمعہ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌلَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (سورۂ جمعہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب اذان ہونماز کی جمعہ کے دن تو دوڑ واللہ کی یاد کو۔ چھوڑ دو خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے!

حضرات گرامی: آج میری تقریر کا موضوع فضائل جمعۃ المبارک ہے چونکہ ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ آپ نے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت جمعہ پڑھایا تھا۔ اس لیے ہجرت کی تقریر کے بعد اس عنوان پر تقریر کرنا مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے!

حضرات محترم: اللہ تعالی نے جس طرح تمام شہروں پر مکہ مکرمہ کو سرداری دے دی تمام راتوں پر لیلۃ القدر کو سرداری دے دی۔ تمام مہینوں پر رمضان المبارک کو سرداری دے دی اور تمام کتابوں پر قرآن مجید کو سرداری دے دی۔ اسی طرح تمام دنوں پر جمعۃ المبارک کو سرداری دے دی۔ گویا یوں سمجھ لیا جائے کہ ہر چیز پیدا فرما کے اس کا ایک چئیر مین بنا دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دنوں کو برکت سے سرفراز فرمایا تو ضروری تھا کہ ایک دن ان میں بھی ایسا ہوتا جسے ان تمام ایام کی سرداری عطا فرماتا۔ سید الایام بنا دیا جاتا۔ مولی کریم کی نظر انتخاب جمعہ پر پڑی اور اسے تمام دنوں کو سردار بنا دیا

خطیب کہتا ہے

یہ اس کی مرضی ہے — جسے چاہے نوازے
اور جسے چاہے — منتخب فرما کر دوسروں سے ممتاز بنادے

چاہے تو

آدمؑ کو	صفی اللہ بنادے
نوحؑ کو	نجی اللہ بنادے
ابراہیمؑ کو	خلیل اللہ بنادے
موسیٰ کو	کلیم اللہ بنادے
عیسیٰؑ کو	روح اللہ بنادے
محمد ﷺ کو	حبیب اللہ بنادے

اور خطیب کو کہنے دیجئے

چاہے تو

ابوبکرؓ کو	صدیقؓ بنادے
عمرؓ کو	فاروق بنادے
عثمانؓ کو	ذوالنورین بنادے
علیؓ کو	اسداللہ بنادے
حبشے کے بلالؓ کو	موذن مصطفٰے بنادے
مکہ کو	مکرمہ بنادے
مدینہ کو	طیبہ بنادے
عائشہؓ کو	صدیقہ بنادے
صحابہؓ کو	رضی اللہ بنادے
جبرائیل کو	سیدالملائکۃ بنادے
اور جمعہ کو	سیدالایام بنادے............سبحان اللہ۔

حضرات گرامی: آپ سوچتے ہوں گے کہ جمعہ کو سیدالایام کیوں بنایا گیا۔ رمضان تو اس لیے افضل ہے کہ اس کے پاس قرآن کی دولت ہے۔

لیلۃ القدر اس لیے افضل ہے کہ اس کے پاس نزول قرآن کی دولت ہے۔

جبریل اس لیے افضل ہے کہ اس کے پاس مہبط وحی ہونے کہ دولت ہے۔

وہ کون سی دولت ہے جس نے جمعہ کو تمام دنوں سے افضل بنا دیا۔

اے یوم جمعہ؟

تو ہی بتا

اپنی دولت نہ چھپا

جلدی بتا اور سب کچھ بتا؟

جو تیرے پاس خزانہ ہے

جس نے تجھے مالا مال کر دیا

جمعہ بولتا ہے اے خطیب؟

ایک بات ہو تو بتاؤں!

میرے پاس تو دولت کے خزانے ہیں۔

ایسے خزانے جو دوسروں کو نصیب نہیں۔

بتاؤں............ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کے سن

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه ادخل الجنة و فیه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ان سارے دنوں میں جن میں کہ آفتاب نکلتا ہے (یعنی ہفتہ کے سارے دنوں میں) سب سے بہتر اور برتر جمعہ کا دن ہے۔

جمعہ کے دن آدمؑ کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا۔

جمعہ ہی کے دن آدمؑ جنت میں داخل کیے گئے

جمعہ کے دن آدمؑ جنت سے دنیا میں بھیجے گئے

جمعہ ہی کے دن............قیامت برپا ہو گی

جمعہ کہتا ہے............کہ مجھے فخر ہے کہ محمد ﷺ نے مجھے خیر یوم کا اعزازی خطاب دیا۔

آدمؑ

جنہیں اللہ تعالی نے اپنا خلیفہ بنایا۔

جنہیں اللہ تعالی نے خیر مخلوق کو اعزاز عطا فرمایا۔

جنہیں تمام مخلوقات کا مرکز بنایا۔

جنہیں تمام مخلوقات سے افضلیت کا تاج پہنایا۔

جنہیں نوری مخلوق سے سجدہ کرایا۔

جنہیں اولیا انبیا کا والد گرامی قدر بنایا۔

ان کی تخلیق کے لیے

ان کی پیدائش کے لیے

جس دن کا انتخاب فرمایا

وہ میں ہی تو تھا۔

جمعہ...... جمعہ...... جمعہ

اے خطیب تو بتا میں اس پر فخر کروں یا نہ کروں؟

اے خطیب!

ابنیاء کو دیکھ جنت مانگے ہیں

اولیا کو دیکھ جنت مانگے ہیں

اصفیا کو دیکھ جنت مانگے ہیں

مفسرین کو دیکھ جنت مانگے ہیں

محدثین کو دیکھ جنت مانگے ہیں

جنت کی طلب ہر ایک کو ہے

اور جنت میری تلاش میں ہے

کہ وہ آئے تو میں

انبیاء کے لیے دروازے کھول دوں

اولیا کے لیے دروازے کھول دوں

اصفیا کے لیے دروازے کھول دوں

اتقیا کے لیے دروازے کھول دوں

مفسرین کے لیے دروازے کھول دوں

محدثین کے لیے دروازے کھول دوں

میں آیا تو

آدم کے لیے جنت کھل گئی!

اے خطیب بتا............ میں اس پر فخر کروں یا نہ کروں کہ حضرت آدمؑ کے لیے دروازہ کھلنے کا میں ہی باعث بنا.................. سبحان اللہ۔

اے خطیب بتا..................

انبیا کہاں سے آئے

اولیا کہاں سے آئے

عرب کیسے بنا

عجم کیسے بنا

کالے کیسے بنے

گورے کیسے بنے

آدمؑ جنت سے زمین پر آئے

تو نبی کو نبوت ملی

ولی کو ولایت ملی

صدیقؓ کو	صداقت ملی
عمرؓ کو	صداقت ملی
عثمانؓ کو	سخاوت ملی
علیؓ کو	شہادت ملی
انسان کو	شرافت ملی
شیطان کو	ذلالت ملی
دنیا کو	آبادی ملی
شیطان کو	بربادی ملی

آدمؑ جنت میں گئے تو آدمی کو عروج ملا۔

جنت سے دنیا میں آئے تو آدمیت کو عروج ملا۔

ان کا جانا بھی عروج

ان کا آنا بھی عروج

اور معراج مصطفٰے ﷺ ان تمام بلندیوں کی انتہا۔

اے خطیب ....کیا آدمؑ کے نزول نے دنیا کو عروج نہیں بخشا۔اور اس نزول کے لیے میرے وجود کو تلاش نہیں کیا گیا۔اگر تلاش کیا گیا ہے اور یقیناً کیا گیا ہے تو مجھے کہنے دیجئے۔

یہ تمام رونقیں میرے دم قدم سے ہوئیں

دریاؤں کو روانی

ندیوں کو بہاؤ

پھولوں کی مہک

چڑیوں کی چہک

قرآن کی تلاوت

عبادت کی حلاوت

ریاضت کی عادت

ان کا سبب میں نہیں تھا تو اور کون تھا؟

یعنی جمعہ...... جمعہ...... جمعہ

اسی لیے تو میرے آقا حضرت محمد ﷺ نے اپنی میٹھی زبان سے فرمایا کہ جب تم کسی دن کو سرداری دینے لگو تو زرا سوچ لینا۔ خود فیصلہ نہ کرنا۔ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ محمد ﷺ کی زبان فیصلہ کر چکی ہے کہ دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے۔

خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة

حضرات گرامی! جمعہ پھر بولتا ہے۔ اپنے خزینے دکھاتا ہے اپنے دفینے دکھاتا ہے۔ اپنے سینے کے نگینے دکھاتا ہے۔ اپنی دولت دکھاتا ہے اور اپنی عظمت منواتا ہے۔ جمعہ کہتا ہے کہ

اے خطیب .... آ ذرا میرے قریب آ............ آ تجھے زبان نبوت سے تصدیق کرادوں میں وہ کچھ ہوں یا نہیں جس کا مجھے دعوٰی ہے؟............ آ تجھے زبان نبوت سے اپنا تعارف کرادوں کہ میں کون ہوں اور میرے پاس کون سی دولت ہے؟

میرے پاس ایک ایسی دولت ہے۔

جو گناہ گاروں کے کام آئے گی۔

سیاہ کاروں کے کام آئے گی۔

تہجد خوانوں کے کام آئے گی۔

بخت والوں کے کام آئے گی۔

سیاہ بختوں کے کام آئے گی۔

عبادت گزاروں کے کام آئے گی۔

اطاعت شعاروں کے کام آئے گی۔

اولیا کے کام آئے گی۔

اصفیا کے کام آئے گی۔

اتقیا کے کام آئے گی۔

وہ کون سی دولت ہے

اے خطیب: میں نہیں بتاتا۔

لے میرے آقا سے سن!

میرے محبوب سے سن

صاحب لولاک سے سن

صاحب معراج سے سن

محمد ﷺ سے سن

قال رسول ﷺ ان فی الجمعة الساعة لا یو ا فقھا عبد مسلم دعا اللہ فیھا الا اعطا ہ ایاہ ......(بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان بندے کو حسن اتفاق سے خاص اس گھڑی میں خیر اور بھلائی کی کوئی چیز اللہ تعالی سے مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالی اس کو عطا فرما ہی دیتا ہے۔ اس ارشاد نبوت کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح پورے سال میں رحمت وقبولیت کی ایک خاص رات (شب قدر) رکھی گئی ہے۔ جس میں کسی بندے کو اگر توبہ استغفار اور دعا نصیب ہو جائے، تو اس کی بڑی خوش نصیبی ہے اور اللہ تعالی سے قبولیت کی خاص توقع ہے۔ اسی طرح ہر ہفتہ میں جمعہ کے دن رحمت وقبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوتی ہے اگر اس میں بندے کو اللہ تعالی سے دعا کرنا اور مانگنا نصیب ہو جائے تو اللہ تعالی کے کرم سے قبولیت ہی کی امید ہے!

وہ کون سی مقبولیت کی گھڑی ہے؟ اگر چہ علما نے بے شمار گھڑیاں شمار کی ہیں۔ مگر آپ کی آسانی کے لیے ان کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں!

قبولیت کے دو وقت

۱) ایک یہ کہ جس وقت خطیب خطبہ کے لیے ممبر پر جائے اس وقت سے لے کر نماز کے ختم

ہونے تک جو وقت ہوتا ہے یہی وہ مقبولیت کی گھڑی ہے۔

۲) دوسرا قول علما فرماتے ہیں کہ وہ گھڑی عصر کے وقت سے لے کر آفتاب کے غروب ہونے تک رہتی ہے!

حضرت شاہ ولی اللہ (قدس سرہ) حجۃ اللہ البالغہ میں یہ دونوں قول ذکر فرما کر اپنا خیال اس طرح ظاہر فرماتے ہیں کہ

ان دونوں باتوں کا مقصد بھی حتمی تعیین نہیں ہے، بلکہ منشا صرف یہ ہے کہ خطبہ اور نماز کا وقت چونکہ بندگان خدا کی توجہ الی اللہ اور عبادت ودعا کا خاص وقت ہے اس لیے اس کی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ گھڑی اسی وقت میں ہو! اور اسی طرح چونکہ عصر کے بعد سے غروب تک کا وقت نزول قضا کا وقت ہے اور وہ پورے دن کا گویا نچوڑ ہے اس لیے اس وقت بھی توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ساعت غالبًا اس مبارک وقفہ میں ہو!

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن کی اس خاص ساعت کو اسی طرح اور اسی مصلحت کی وجہ سے مبہم رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے شب قدر کو مبہم رکھا گیا ہے۔ پھر جس طرح رمضان المبارک کے عشرہ اخیر کی طاق راتوں اور خاص کر ستائیسویں رات کی طرف ''شبِ قدر'' کے بارے میں کچھ اشارات بعض حدیثوں میں کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جمعہ کے دن کی اس مقبول گھڑی کے لیے نماز وخطبہ کے وقت اور عصر سے مغرب کے وقفہ کے لیے بھی احادیث میں اشارات کیے گئے ہیں، تاکہ اللہ کے بندے کم از کم ان دو وقتوں میں توجہ الی اللہ اور دعا کا خصوصیت سے اہتمام کریں۔

اے خطیب بتا؟

جمعہ گناہ گاروں کے لیے پیغام رحمت ہے یا نہیں؟

آؤ میری طرف

دکانیں بند کردو

تجارت بند کردو

کاروبار بند کردو

دفاتر بند کردو

کارخانے بند کردو

وہ دیکھو دروازے کھل گیا

رحمت خداوندی کا دروازہ

مانگ لو

جو چاہو مانگو

جتنا چاہو مانگو

جس زبان میں چاہو مانگو

انگریزی بولتے ہو تو انگریزی میں مانگو

اردو بولتے ہو تو اردو میں مانگو

عربی بولتے ہو تو عربی میں مانگو

پنجابی بولتے ہو تو پنجابی میں مانگو

مانگنے والو ہو تو بھاگ کر آؤ

میں نہیں کہتا۔ بلکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ **ان فی الجمعة لساعة** جمعہ میں ایک مقبولیت کی گھڑی ہے۔اس کو تلاش کر کے اپنے روٹھے مولی کو منا لو............ کیوں میں فخر کروں یا نہیں؟

جمعہ فخر کرے گا۔ کیونکہ اس نے ہمارا سب سے رشتہ توڑ کر............رب سے رشتہ جوڑ دیا ہے۔

اس لیے جمعہ بجا طور پر فخر کر سکتا ہے اور ہمیں اس کے اس سرمایہ افتخار پر اعتماد ہے۔ہم اس سے مبارک باد دیتے ہیں۔

اے یوم الجمعہ تجھے مبارک ہو کر اللہ تعالی نے تجھے ان خزانون سے مالا مال فرمایا ہے اور تیرے اس ظرف سے کروڑوں اربوں کھربوں انسان سیراب ہو رہے ہیں۔

ذَالِکَ فَضْلُ اللهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَّشَاءُ

اے خطیب! جب تو نے میرے اس شرف کو مان لیا تو مجھ سے ملنے کے لیے اہتمام کر اور مجھ سے ملنے کے لیے ایسے ہی نہ آ جانا............ جیسے ہر کہیں اٹھ کر چلا جاتا ہے، بلکہ میرے ملنے کے لیے مجھ سے ملاقات کے لیے کچھ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنا ہوگا۔

لباس میری پسند کا

عادات میری پسند کی

چال میری پسند کی

چلنا پھرنا میری پسند کا

سونا جاگنا میری پسند کا

اٹھنا بیٹھنا میری پسند کا

کیونکہ جس ہستی نے مجھے اعزاز بخشا ہے۔ اسی نے مجھ سے ملنے والوں کے لیے کچھ شرائط فرمائی ہیں۔ آداب متعین فرمائے ہیں۔ وقت کا تعین کیا ہے۔ ذوق وشوق کے اندرونی جذبے دیئے ہیں۔ اس لیے مجھ سے ملنے کے لیے آنا ہو تو ان شرائط کی حدود میں آ...... میں تجھے اھلاً و سھلاً کہوں گا۔ تجھے خوش آمدید کہوں گا۔ اور تیری حوصلہ افزائی کروں گا...... دیکھا تو نے میری ملاقات کی شرائط کا چارٹ لے اور نظر ایمان کھول اور پڑھ

قال رسول الله ﷺ یغسل یوم الجمعة و یتطهر ما استطاع من طهر وید هن من دهنه اویس من طیب بیته ثم یخرج فلا یفر ق بین اثنین ثم یصلی ما کتب له ثم ینصت اذا کلم الا مام الا غفر له ما بینه و بین الجمعة الا خریٰ (روالبخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی ، پاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل اور خوشبو اس کے گھر میں ہو وہ لگائے پھر وہ گھر سے نماز کے لیے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوں ان کے درمیان نہ بیٹھے پھر جو نماز (یعنی سنن نوافل کی جتنی اس کے لیے مقدر ہوں) وہ پڑھے۔

پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے تو اللہ تعالی کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کردی جائیں گی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ

قال رسول الله ﷺ من اغتسل يوم الجمعة ولبس من احسن ثيا به ومس من طيب ان كان عنده ثم اتى الجمعة فلم يتخط اعناق الناس ثم صلى ماكتب الله ثم انصت اذ خرج اما مه حتى يفر غ من صلوته كانت كفارة لما بينها وبين الجمعة التى قبلها (ابو داود)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس جمعہ کے دن غسل کیا اور جو اچھے کپڑے اسے میسر تھے وہ پہنے اور خوشبو اگر اس کے پاس تھی تو وہ بھی لگائی پھر وہ نماز جمعہ کے لیے حاضر ہوا اور اس بات کی احتیاط کی کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے پھلانگتا ہوا نہیں گیا (پھر سنتوں اور نفلوں کی) جتنی رکعتوں کی اللہ نے اس کو توفیق دی وہ پڑھیں۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لیے آیا تو ادب اور خاموشی سے اس کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ سنا، یہاں تک کہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اس بندے کی یہ نماز اس جمعہ اور اس سے پہلے والے جمعہ کے درمیان کے گناہوں خطاؤں کے لیے کفارہ ہو جائے گی!

میری ملاقات کے لیے ان چیزوں کا اہتمام کرو
نئے کپڑے پہنے جائیں
دھلے ہوئے کپڑے پہنے جائیں
خوشبو لگائی جائے
مسواک کی جائے
تازہ غسل کیا جائے
اور آنے میں جلدی کی جائے
کیونکہ جو اول آئے اس کی اول نمبر ہوگا

اور جو آخر میں آئے گا اس کا آخر میں نمبر ہوگا

ایسا نہ ہو کہ جمعہ کی ملاقات کے لیے آؤ

مگر تاخیر سے آنے کی وجہ ثواب سے محروم رہ جاؤ...... چنانچہ رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللہ ﷺ اذ کان یوم الجمعة وقفت الملائکة علی باب المسجد یکتبون الاول فالاول و مثل المھجر کمثل الذی یھدی بدنة ثم یھدی بقرة ثم کبشا ثم دجاجة ثم بیضة فاذ اخرج الامام طووا صحفھم و یستمعون الذکر (رواہ البخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اول وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے پھر اس کے بعد دوم نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی ہے جو گائے پیش کرتا ہے پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے۔ اس کے بعد مرغی پیش کرنے والے کی۔ اس کے بعد انڈا پیش کرنے والے کی پھر جب امام خطبہ کے لیے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہوجاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ پڑھنے والوں کے چھ درجے ہیں!

آج کی اکثر مساجد میں لوگ خطبہ کے دوران آتے ہیں، بلخصوص ان آبادیوں میں جہاں متمول اور کھاتے پیتے گھرانوں کے لوگ آباد ہیں، سرمایہ دار، بنگلے اور کوٹھی والے لوگ اول تو جمعہ کے لیے آتے ہی نہیں، اگر کوئی دیندادا آ بھی جاتا ہے تو وہ انڈا مارکہ ہوا کرتا ہے۔ ورنہ اکثر اس وقت آتے ہیں جب فرشتے اپنا رجسٹر بند کر چکے ہوتے ہیں اور آنے والا آنے کے باوجود بدنصیب اور محروم واپس جاتا ہے اس لیے مسلمانو آپ سے گزارش ہے کہ جمعہ کے روز خصوصی اہتمام کے ساتھ جمعہ کی تیاری کیا کرو تاکہ اس عظیم ثواب کے مستحق قرار پاؤ جس کا للہ کے رسول ﷺ نے خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔

جمعہ کہتا ہے اے خطیب؟

سامعین کو بتا دے

مجھ سے جو پہلے ملنے کے لیے آئے گا

وہ جھولیاں بھر کے جائے گا

جمعہ کے لیے اول وقت میں حاضری خدا کی رحمت کو لوٹنے کا سبب بنتی ہے۔

اے خطیب

میری یہی دولت ہے جس کی وجہ سے مجھے تمام دنوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ دیکھیے میرے ملاقاتیوں کے لیے کس قدر انعامات کی بارش ہے۔ اس لیے آیئے میرے ساتھ دوستی لگایئے اور خدا کی رحمتوں سے دامن بھر لیجئے۔

حضرات گرامی:

جمعہ کے لیے حضور ﷺ کا معمول

روایات میں آتا ہے کہ

عن انسؓ قال کان النبی ﷺ اذااشتد البر د بکر بالصلوۃ و اذ اشتد الحرابرد باالصلوۃ یعنی الجمعۃ (روا ہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب سردی زیادہ ہوتی تو نماز جمعہ شروع وقت میں پڑھ لیتے اور جب موسم زیادہ گرم ہوتا تو ٹھنڈے وقت یعنی گرمی کی شدت کم ہونے پر پڑھتے۔

خطبہ کے لیے آنحضرت ﷺ کا معمول یہ تھا۔

عن جابر قال رسول اللہ ﷺ اذا خطب احمر ت عینا ہ و علا صو تہ وا شتد غضبہ حتی کانہ منذر جیش یقول صحبکم ومسا کم و یقول بعثت انا والسا عۃ کھا تین و یقرن بین اصبعیہ السبا بۃ والو سطی ...... (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، آواز بلند ہو جاتی تھی اور سخت غصہ اور جلال کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی جو دشمن کے لشکر کو خود دیکھ کر آیا ہو اور اپنی قوم کو بچاؤ پر آمادہ کرنے کے لیے اس کو کہتا ہو کہ دشمن کا لشکر قریب ہی آپہنچا ہے (اپنی پوری تباہ کاریوں کے ساتھ) بس صبح وشام تم پر آپڑنے والا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میری بعثت اور قیامت کی آمدن دو انگلیوں کی طرح (قریب ہی قریب) ہیں۔

(اور آپ سمجھانے کے لیے) اپنی دو انگلیوں۔ یعنی کلمہ والی اور اس کے برابر کی بیچ والی نگلی کو ملا دیتے تھے۔

محترم حضرات! میں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زبان مبارک سے جمعہ کے فضائل، جمعہ کی اہمیت اور جمعہ کے آداب اور خود سرکارِ دو عالم ﷺ کے جمعہ کے معمولات کا تذکرہ آپ حضرات کے سامنے بڑی تفصیل سے روایت کی روشنی میں کر دیا ہے۔ اب ہمیں نہایت ہی خلوص دل سے جمعہ کا اہتمام اور جمعہ میں حاضر ہو کر اسلام اور دینی ماحول کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

معزز سامعین

اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر کو ختم کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کے سامنے آیت کریمہ کا سادہ سا مفہوم بیان کرتا جاؤں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کے ہاں جمعۃ المبارک کا اہتمام کس قدر ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ

آیت کے معنی اور مفہوم یہ ہے کہ جب جمعہ کے دن کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ یعنی نماز وخطبہ کے لیے مسجد کی طرف چلنے کا اہتمام کرو، جیسا دوڑنے والا کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ اذان کے بعد تم بھی کسی اور کام کی طرف بجز اذان وخطبہ کے توجہ نہ دیا کرو ذکر اللہ سے مراد نماز جمعہ بھی ہو سکتی ہے اور خطبہ جمعہ بھی جو نماز جمعہ کے فرائض وشرائط میں داخل

ہے وہ بھی مراد ہوسکتا ہے۔اس لیے دونوں کو مراد لیا جائے تو بہتر ہوگا...... وذروالبیع ......یعنی بیع چھوڑ دو(یعنی فروخت کرنے کو) اس میں فروخت کرنا چھوڑنے کا حکم دے کر اس حکمت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جب دکاندار کوئی چیز فروخت ہی نہیں کرے گا تو گاہک کس سے کوئی چیز حاصل کرے گا۔ چنانچہ بنیاد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔کہ بیچنا ہی بند کردو۔ دکان بند ہو جائے گی۔ بازار بند ہو جائے گا تو گاہک خود بخود مسجد کی طرف نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے چلے جائیں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز زیادہ ذمہ داری دکاندار کی ہے۔اگر دکاندار اس میں سستی کریں گے تو اس کا عذاب بھی انہی کو بھگتنا ہوگا۔مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ دکاندار ہی زیادہ جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ رمضان شریف ہی کو دیکھ لیں، پہلے رمضان شریف میں دکاندار جمعہ کی چھٹی کیا کرتے تھے۔اور مساجد میں رونق چار گنا ہوا کرتی تھی۔اب ماشاء اللہ رمضان کے جمعہ میں بھی دکانیں کھلی رکھی جاتی ہیں۔جس سے جمعہ کے اسلامی اجتماع کو خاصا دھچکا لگتا ہے اور اس کی تمام تر ذمہ داری دکاندار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔اس لیے مسلمانو جب آپ تمام سال کماتے ہیں۔اگر جمعہ کے دن تین گھنٹے کاروبار بند ہو جائے تو اس سے تمہاری معاشی زندگی تباہ نہیں ہوگی، بلکہ اللہ تعالی جمعہ کی برکت سے تمہارے کاروبار میں مزید ترقی عطا فرمائیں گے!

تاجروں کے لیے ایک عجیب دعا

حضرات گرامی! روپیہ اور کاروبار ہر شخص کو عزیز ہوتا ہے اس لیے بعض لوگ صرف کاروباری نقصان کی وجہ سے جمعہ کی نماز میں شرکت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ان حضرات کے لیے میں ایک عجیب دعا آپ حضرات کو بتاتا ہوں۔آپ اسے زبانی یاد کر کے نہایت خشوع خضوع سے مولی کریم کے حضور مانگا کریں۔انشااللہ جمعہ کی نماز میں شرکت کی وجہ سے جو کاربار بند رہا ہوگا۔اللہ تعالی محض اپنے فضل و کرم سے اس کی تلافی فرما کر برکتوں کے خزینے کھول دیں گے۔حضرت عراک بن مالک ؓ ایک صحابی رسول تھے،۔وہ کاروبار کرتے تھے اور تجارت پیشہ تھے آپ جمعہ پڑھ کر مسجد نبوی سے باہر آتے تھے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر اللہ تعالی سے اس طرح دعا مانگتے تھے!

اللھم انی اجبت دعو تک وصلیت فر یضتک وانتشرت کما امر تنی فارز قنی من فضلک وانت خیر الر ازقین

یا اللہ میں نے تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرا فرض ادا کیا اور جیسا تو نے حکم دیا ہے۔نماز پڑھ کر میں باہر جاتا ہوں تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا فرما اور تو تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے!

سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس عمل اور دعا سے معلوم ہوا کہ بندے کو ہر کام کرتے وقت اپنے پیدا کرنے والے پر نظر رکھنی چاہیے۔مولی کریم اپنے خزانے سے ضرور بہرہ ور فرمایں گے اور دینی اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال فرمائیں گیا۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

پہلا خطبہ

ربیع الاول

دعائے خلیل اور نوید مسیحا

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَا سِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. (پ ۱، بقرہ)

ترجمہ: اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابراہیمؑ بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیلؑ اور دعا کرتے تھے اور پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا۔ اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرما نبردار اپنی ...... اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر اور بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ اے پرور دگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ﷺ انہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آئتیں اور سکھلا وے ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور پاک کرے ان کو بے شک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔

حضرات گرامی: یہ ربیع الاول کا پہلا جمعہ ہے۔ اس جمعہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تھی۔ اس لیے آج کے خطبہ میں آپ حضرات کے سامنے میں یہ بیان کروں گا کہ نبی ﷺ آپ آئے ہیں یہ کسی کے مانگے ہوئے ہیں محترم بزرگو: آدمؑ خود آئے۔ نوحؑ خود آئے شعیبؑ خود آئے۔ زکریا علیہ السلام خود آئے۔ موسیٰؑ خود آئے اور عیسیٰؑ خود آئے، مگر قربان جاؤں

اے آمنہ تیرا یتیم لال خودنہیں آیا، بلکہ ابرہیمؑ نے مانگ کرلیا ہے۔

اسی لیے حضور ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ **انا ثمرة دعوة ابی ابراهیم** میں اپنے والد ابراہیمؑ کی دعا کا ثمرہ ہوں۔یعنی عطائے رب ہوں اور دعائے ابراہیم ہوں!

ابرہیمؑ کو بھی مفت میں نہیں مل گئے، بلکہ ابراہیمؑ نے سخت اور مشکل ترین امتحانات دیے اور جب آپ ہرامتحان میں کامیاب ہوگئے تو پھراپنے رب سے ان امتحانات میں کامیابی کا انعام مانگا............انعام کیا تھا............وہ تھا محمد رسول اللہ ﷺ۔

حضرات گرامی: ابراہیمؑ کے امتحانی سنڑ میں پانچ پرچے ہوئے اور آپ نے ہر پرچے میں ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ نمبر حاصل کیے۔خداوند قدوس امتحان لیتے رہے اور ابرہیمؑ امتحان دیتے رہے جب امتحان لینے والے نے انتہا کردی تو ابرہیمؑ نے امتحان کے پرچے حل کرنے میں بھی انتہا کردی۔ انعام مانگنے میں بھی خدائی خزانے کے اس نادر ہیرے کو مانگا جو اس کے خزانے میں بھی ایک تھا۔

آئیں ذرا ابراہیمؑ کے امتحانی سنٹر سے معلوم کریں کہ کون سے پرچے تھے جن کو حل کر کے ابراہیمؑ نے اللہ کے دربار سے (محمد ﷺ) کو مانگا تھا۔چنانچہ امتحانی سنٹر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پانچ پرچے یوں تھے!

پہلا پرچہ!

ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے آذر بت گر کے گھر میں پیدا کیا۔دیکھنا مقصود تھا کہ دنیا کے رواج کی طرح میرا پیغمبر بھی آباءواجداد کی پیروی کرتا ہے یا خدا کی پیروی کرتا ہے!

یوں بھی دیکھا گیا ہے کہ مولوی کا بیٹا مولوی، پیر کا بیٹا پیر۔جو عقیدہ باپ کا ہوگا وہی عقیدہ بیٹے کا ہوگا۔عموماً دنیا میں یہی اصول کارفرما ہے۔مگر ابراہیمؑ کا امتحان بچپن ہی میں یہی تھا کہ ابراہیمؑ دنیا کی ریت کا قائم رکھتا ہے یا خدا کی توحید کے پرچم کو بلند کرکے آباواجداد کے رسم ورواج کے بندھنوں کو توڑ پھینکتا ہے!

چنانچہ ایک دن ابراہیمؑ نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ اماں میرا رب کون؟

ماں نے کہا............میں

ابراہیمؑ نے کہا............اماں تیرارب کون؟

ماں نے کہا..................تیراباپ

ابراہیمؑ نے کہا............اماں؟اباجی کارب کون؟

ماں نے کہا...........نمرود

ابراہیمؑ نے پوچھا۔اماں......نمرود کارب کون؟

اماں نے کہابیٹاابراہیمؑ

یہ بات پھر نہ کہنا!

ابرہیمؑ نے فرمایا............کیوں اماں......؟

ماں نے کہابیٹااگر یہ بات نمرود نے سن لی تو نہ تجھے رہنے دے گا نہ ہی مجھے رہنے دے گا اور نہ ہی تیرے والد کو۔

بیٹا! پیارے بیٹے ایسی باتیں نہیں کرتے!

شام ہوئی تو آذر گھر آیا

دیکھابیوی اداس بیٹھی ہے؟

پوچھااداس کیوں بیٹھی ہے؟

کہنےلگی کہ ابراہیم کونامعلوم کیاہوگیا ہے۔

آج اس نے مجھ سے وہ سوالات کیے ہیں کہ

بڑے سے بڑاعقلمند بھی یہ سوالات نہیں کرسکتا

میں تو حیران ہوں اس کو کیا ہوگیا ہے!

بتا تو سہی کیا پوچھتا تھا؟

بیوی نے خاوند سے وہ تمام ماجرہ سنایا جو ابراہیمؑ سے سوال وجواب کوشکل میں پیش آیا تھا۔

آزر نے حیرانگی اورافسردگی سے کہا کہ اچھامیں بات کرتاہوں!

آزرابراہیمؑ سے پوچھتا ہے کہ بیٹا تو نے یہ سوالات اپنی امی سے کیے ہیں؟

فرمایا............ہاں ابا جی۔

کہا بیٹا............پھرایسی بات نہ کرنا!

کیوں............ابا جی؟

بیٹانمرودسن لے گا تو ناراض ہوگا!

فرمایاابا جی؟

نمرودتو نامعلوم کب سنے گا

میرا رب تو ابھی سن رہا ہے!

قرآن کہتا ہے!

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا.

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِ بْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا.

قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْکَ سَاَسْتَغْفِرُلَکَ رَبِّیْ اِنَّهٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّاوَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْرَبِّیْ عَسٰٓی اَلَّآاَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا.

(سورہ مریم)

جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو کیوں ایک ایسی چیز کی پوجا کرتا ہے جو نہ تو سنتی ہے نہ دیکھتی ہے، نہ تیرے کسی کام آسکتی ہے!

باپ نے یہ باتیں سن کر کہا۔اے ابراہیم کیا تو میرے معبود سے پھر گیا ہے؟ یادرکھ اگر تو ایسی باتوں سے باز نہ آیا تو تجھے سنگ سار کر کے چھوڑوں گا۔

اپنی خیر چاہتا ہے تو جاں سلامت لے کر مجھ سے الگ ہو جا۔ابراہیم نے کہا اچھا میرا سلام قبول ہو۔(میں الگ ہو جاتا ہوں) اب میں اپنے پروردگار سے تیری بخشش کی دعا کروں گا۔وہ مجھے پر بڑامہربان ہے۔میں نے سب کو چھوڑا اورانہیں بھی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو!

میں اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں۔امید ہے اپنے پروردگار کو پکار کے میں محروم ثابت نہیں ہوں

گا!

حضرات گرامی: یہی وہ امتحان تھا جو ابراہیمؑ سے لیا گیا کہ کیا والد کے عقیدے کو رکھتا ہے یا خدا کی توحید کا ڈنکا بجا کر والد کے مشرکانہ عقائد کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر کر ان سے جدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے کی حضرت ابراہیمؑ نے اس پرچہ میں یہ اعلان فرما کر ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ نمبر حاصل کیے۔اور بارگاہِ الٰہی سے اعلان ہوتا ہے کہ میرا پیغمبر پہلے پرچے میں کامیاب ہو گیا ۔اعلان ابراہیمی قرآن کی زبان سے نشر ہوتا ہے کہ

وَاَعۡتَزِلُکُمۡ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَاَدۡعُوۡرَبِّیۡ (مریم)

دوسرا پرچہ

لوگوں نے کہا کہ ابراہیمؑ! ہمارے سامنے تو توحید کی تقریر کرنا آسان ہے، مزا تو تب ہے کہ دربارِ نمرود کا ہو اور پرچار خدا کا ہو!

فرمایا............ یہ بھی ہوگا جاؤ نمرود کو کہہ دو کہ توحید کا شیر تیرے دربار میں مولیٰ کا ڈنکا بجانے کے لیے آرہا ہے!

لوگوں نے نمرود سے کہا کہ اب تو آذر کے بیٹے نے آپ کے دربار میں پہنچ کر اپنے عقائد بیان کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ وہ فلاں وقت کو پہنچ رہا ہے! نمرود یہ سن کر غصہ سے لال پیلا ہو گیا اور اپنے وزیروں، درباری ملاؤں مجاوروں، ملنگوں کو حکم دیا کہ فلاں دن سب جمع ہو جائیں۔ تا کہ ابراہیم کو وہ سبق سکھایا جائے جسے وہ عمر بھر نہ بھلا سکے! چنانچہ دربار سجایا جاتا ہے۔عمائدین سلطنت کو بلایا جاتا ہے اور ابراہیمؑ کو شکست دینے کے لیے تمام وسائل کو بروئے کار لانے کا منصوبہ بنایا جاتا ہے!

اُدھر طاقت ہے

اِدھر صداقت ہے

اُدھر رذالت ہے

اِدھر شرافت ہے

اُدھر خداؤں کو ماننے والے

اِدھر صرف ایک خدا کو ماننے ولا

اُدھر امیری ہے

اِدھر فقیری ہے

اُدھر لشکر وسپاہ ہے

اِدھر صرف اور صرف خدا ہے

خدا کا پیغمبر ماسوٰی بے نیاز۔''لا'' کی تلوار ہاتھ میں لیے نہایت ہی پیغمبرانہ شان میں دربار میں داخل ہوتا ہے۔

نہ سجدہ حقیقی، نہ سجدہ تعظیمی۔

؎ کسی شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

آتے ہی ارشاد فرماتے ہیں

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاهٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ. قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَهَا عٰبِدِیْنَ.

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُ كُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَابِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ مجسمے کیا ہیں جن کو تم لیے بیٹھے ہو! کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی کی پوجا کرتے پایا ہے۔

ابراہیمؑ نے کہا!

بلاشبہ تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہیں انہوں نے جواب دیا، کہا تو ہمارے لیے کوئی حق لایا ہے یا یوں ہی مذاق کرنے والوں کی طرح کہتا ہے۔

ابراہیمؑ نے کہا یہ (مجسمے) تمہارے رب نہیں ہیں بلکہ تمہارا پروردگار زمینوں اور آسمانوں کا پرور دگار ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں اور گرجدار آواز میں فرمایا کہ

تَاللّٰهِ لَاَ كِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ

اللہ کی قسم میں تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے خداؤں کے خلاف ایک خفیہ تدبیر کروں گا!

نمرود نے کہا کہ ابراہیمؑ مجھے تمہاری جوانی پر ترس آتا ہے۔ میں تمہیں مہلت دیتا ہوں چند دنوں تک اپنا عقیدہ بدل لو۔ یا پھر سنگین سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر مجلس برخاست کر دی گئی۔ انہی دنوں مشرکین کا ایک میلہ تھا نمرود اور اس کی قوم میلہ میں شرکت کرنے کے لیے بڑی آن بان سے چلے گئے۔ ایک مشرک راستہ میں ابراہیمؑ سے ملا۔

اس نے کہا ابراہیم آؤ ہمارے ساتھ آپ بھی میلے میں چلیں؟

فرمایا تم اپنا میلہ کرو

میں تمہارے خداؤں کا میلہ کروں گا۔

مشرک نے یہ سن کر اپنی راہ لی اور حضرت ابراہیمؑ ''رب باڑے'' میں داخل ہو گئے۔

دیکھا تو ربّ ہی ربّ

کوئی لوہے کا ربّ

کوئی لکڑی کا ربّ

کوئی تانبے کا ربّ

کوئی مٹی کا ربّ

گویا کہ (ارباب) ربوں کا ایک سیلاب ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے رب باڑے میں داخل ہو کر

کسی رب کی ناک توڑی

کسی رب کا سر پھوڑا

کسی رب کی آنکھ پھوڑی

کسی کے پاؤں توڑے

سب کوتوڑ پھوڑ کر کلہاڑا اعلیٰ حضرت کے کندھوں پر رکھ دیا۔

قرآن کہتا ہے کہ

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ

خطیب کہتا ہے

جوٹکڑے ٹکڑے ہو جائے وہ نمرود کا رب تو ہوسکتا ہے...........مگر ابراہیم کلنہیں کیونکہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

نمرود اور اس کی پارٹی جب اپنے میلے سے واپس آئے تو نمرود نے اعلان کیا کہ واپسی پر تمام لوگ خداؤں کو سلام کر کے جائیں۔ گروہ کے گروہ جب واپسی پر رب باڑے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ رب خود سلامی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر نمرود نے غصے میں کہا کہ

مَنْ فَعَلَ هَذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے! اب مارے ڈر کے کوئی بولتا نہیں ہے آخر ایک بیچارا بولا اگر جان بخشی کی جائے تو حضور میں عرض کروں؟

نمرود بولا...........جلدی بول

کہنے لگا

سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ

نمرود...........ہم نے سنا ہے ایک جوان جو ہمارے خداؤں کا تذکرہ کیا کرتا ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔ یہ اسی کی حرکت ہوسکتی ہے۔ نمرود کو بھی پہلے سے شبہ تھا! اس نے حکم دیا کہ اس کو گرفتار کر کے پیش کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا تو

نمرود چلا کر بولا

ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ...... بولا کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے

ساتھ اے ابرہیم۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَافَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اپنے بڑے سے پوچھو! اگر یہ بولتے ہیں۔

انہوں نے کہا یہ تو نہیں بولتے

فرمایا پھر میرے ساتھ سودا کرلو

یا تم اپنے خداؤں کو بلالو

یا پھر میں اپنے خدا کو بلا دیتا ہوں...... کافر عاجز آ گئے، مگر اللہ کے پیغمبر کا جواب نہ دے سکے تو ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کا فیصلہ دے دیا۔ یہ بہت بڑا امتحان تھا، بہت ہی سنگین مرحلہ تھا۔ بہت ہی مشکل پرچہ تھا۔

آگ تیار ہوئی

لوگ دیکھنے آئے

عقل نے کہا ابرہیم جل جائے گا

عشق نے کہا یہ جلنا ہی تو حقیقتِ عشق ہے

عقل نے کہا کچھ نہیں بچے گا

عشق نے کہا وہی بچے گا جو اس میں جائے گا

اس میں جانا عبادت ہے

اس میں جانا ریاضت ہے

اس میں جانا معرفت ہے

اور......................................

؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

جبرائیل آئے............ اے ابراہیم............ حکم ہو تو پر مار کے آگ بجھا دوں؟

میکائیل آئے............حکم ہوتو ہوا کے ایک جھونکے سے آگ بجھا دوں؟

عزرائیل آئے............حکم ہوتو ابھی ان کے بٹن دبا دوں؟

فرمایا پہلے مجھے بتاؤ

فرمایا خود آئے ہو یا کسی کے بھیجے ہوئے ہو

کہا کسی سے پوچھ کر آئے ہیں

فرمایا

جس سے پوچھ کر آئے ہو وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے یا نہیں؟

کہا کہ وہ آپ کے حال کو دیکھ رہا ہے

فرمایا کہ جبرائیل پیچھے ہٹ جا

نہ تیری ضرورت ہے

عزرائیل نہ تیری ضرورت ہے

اسرافیل نہ تیری ضرورت ہے

تم سب ہٹ جاؤ

خلیل جانے

یا اس کا جلیل جانے

آواز آتی ہے

یَانَا رُکُوْنِی بَرْداً وَّسَلاَ ماً عَلیٰ اِبْرَ ھِیْم

اے آگ میرے ابراہیم کے لیے ایرکنڈیشنڈ کمرہ بن جا............

ابراہیمؑ اس پرچے میں بھی ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ نمبر لے کر پاس ہو گئے ہیں۔

سبحان اللہ......................

تیسرا پرچہ

حضرات گرامی: اس امتحانی سنٹر کا تیسرا پرچہ بھی عجیب ہے یا تو ابراہیمؑ کے ہاں بیٹا تھا ہی نہیں

اگر بڑھاپے میں دے بھی دیا تو حکم ہوا کہ اس سے بات نہ کر اور پیار نہ کر

مگر قربان جاؤں خلیل تیرے تو اس پرچے میں بھی کامیاب ہوا۔

بیٹا گھر میں ہے۔

قریب نہیں جاسکتے

چاند گھر میں ہے، مگر روشنی نہیں لے سکتے

خوشبو گھر میں ہے، سونگھ نہیں سکتے

نبوت کا چاند سا مکھڑا سامنے ہے۔

مگر دیکھ نہیں سکتے

سراپا اطاعت بن گیا ابرہیمؑ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

آواز آتی ہے اس پرچے میں بھی کامیاب

100 / 100 نمبر مل گئے

چوتھے پرچے کی تیاری

حکم ہوتا ہے اسماعیل اور اس کی ماں کو لے کر کسی ایسے مقام پر چھوڑ آؤ جہاں نہ انسان ہو نہ حیوان۔

جہاں نہ چرند ہو نہ پرند

جہاں نہ دانہ ہو نہ پانی

بے آب و گیاہ جنگل، ویرانہ ہی ویرانہ، دور دور تک کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے جو ان دونوں کی تسکین کا باعث ہو سکے۔

حاضر میرے مولیٰ حاضر

لبیک اللھم لبیک

سیدہ حاجرہ کو حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ اور اپنے اکلوتے منہ مانگے بیٹے کو گود میں لے لو۔ بہت سخت امتحان ہے ماں بیٹے کو گود میں لے لیتی ہے۔ اور ابرہیمؑ انہیں اونٹنی پر سوار کرا کے نکیل تھام کر آگے

آ گے چلتے ہیں۔عرض کیا مولیٰ کہاں جاؤں؟حکم ہوتا ہے تاحکم ثانی چلتے رہو! ایک مقام آ تا ہے۔ وادی غیر ذی زرع حکم ہوتا ہے۔ابراہیم ماں بیٹے کو ہیں چھوڑ دو، ابراہیمؑ ماں بیٹے کو وہیں چھوڑ کر چلنے لگے تو ہاجرہ نے دامن ابراہیمؑ کو پکڑ کو پوچھا۔

کہاں چھوڑ کر جار ہے ہو!

کس کے حوالے کیے جارہے ہو!

فرمایا ہاجرہ حکم ایسا ہی ہے۔ میں تمھیں اللہ کے حوالے کیے جارہا ہوں۔

یہ سن کر ہاجرہ نے دامن خلیل کو چھوڑ دیا۔فرمایا خلیل جائے۔ جو جلیل تیری حفاظت آتش نمرود میں کرسکتا ہے۔ وہ ہاجرہ کی حفاظت اس بے آب وگیاہ وادی میں ضرور کرے گا۔آواز آتی ہے میرا خلیل کامیاب ہوگیا۔اس پرچہ میں بھی ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ نمبر لے گیا۔اور ابراہیم کی اس کامیابی پر نوریوں میں ملاءالاعلیٰ میں دھوم مچ گی۔

پانچواں پرچہ

حکم ہوتا ہے خلیل پانچویں پرچے کی تیاری کرو۔

ہاجرہ سے کہو اسماعیل کو تیار کرے۔

سرمہ پہنا دے

نئے کپڑے پہنا دے

خوشبو لگا دے

غسل دے دے............اور

چھری ہاتھ میں لے لو

کیوں مولیٰ کیا حکم ہے

کیا کوئی اور امتحان مقصود ہے؟ فرمایا ہاں

عرض کیا لے لو امتحان

اب تیری باری ہے

پھر میری باری ہے

سیدنا ابراہیمؑ حضرت اسماعیل کو ساتھ لے کر جنگل کی سمت روانہ ہو جاتے ہیں۔ اثنائے راہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیل کو راز داری سے فرماتے ہیں۔

ابراہیم نے کہا۔ اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس تو دیکھ کیا سمجھا ہے (یعنی تیری کیا مرضی ہے) کہا (اسماعیل) نے اے میرے باپ جس بات کا تجھے حکم ملا ہے وہ کر گزر۔ اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

پس جب ان دونوں نے سر تسلیم جھکا دیا اور ابراہیم نے اسماعیل کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ ہم نے اس کو آواز دی۔ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکو کاروں کو بدلا دیا کرتے ہیں۔

خداوند قدوس پکار اٹھے۔

اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلاَ ءُ الْمُبِیْن

یہ بہت بڑا امتحان تھا۔

حضرات گرامی: یہ پانچ امتحان تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے لیے آخری امتحان میں تو حد ہی کر دی کہ جنہتے بیٹے کے متعلق حکم دے دیا کہ اس کو میرے راستے میں ذبح کر دو، مگر قربان جاؤ سیدنا خلیل اللہؑ کے کہ انہوں نے بھی اطاعت شعاری کی حد کر دی اور امتحان کی دنیا میں بے مثال اور عدیم النظیر داستانیں قائم کر دیں جن کی رہتی دنیا تک دھوم رہے گی اور کوئی ماں کا لال ان کی مثال نہیں قائم کر سکے گا............اب رحمت خداوندی بھی جوش میں آ گئی اور فرمایا کہ اس سے بڑا اور کوئی امتحان نہیں ہو سکتا۔

ان ھذا لھو البلاء المبین

پھر خلیل بھی خلیل تھے

ابرہیمؑ نے بھی ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کے فقید المثال مظاہرے کیے تھے۔ ان امتحانات کے بعد بھلا وہ بن مانگے کیسے رہ سکتے تھے!

خطیب کہتا ہے

امتحانات میں کامیابی کے بعد

بیٹا باپ سے انعام مانگتا ہے۔

شاگرد استاد سے انعام مانگتا ہے

بھائی بھائی سے انعام مانگتا ہے

چھوٹا بڑے سے انعام مانگتا ہے

نبی خدا سے انعام مانگتا ہے

تو

خلیل............جلیل سے انعام مانگتا ہے............ انعام بھی معمولی نہیں............ بلکہ غیر معمولی، کمیاب بلکہ نایاب

میرے مولیٰ پہلے تیری باری تھی

میں چپ رہا

تو نے جو کہا پورا کیا

تو نے جو چاہا پورا کیا

تو نے کہا............ باپ کے مشرکانہ عقائد کے سامنے ڈٹ جا۔

میں ڈٹ گیا۔

تو نے کہا قوم کے سامنے ڈٹ جا

میں قوم کے سامنے ڈٹ گیا

تو نے کہا نمرود کے سامنے ڈٹ جا

میں نمرود کے سامنے ڈٹ گیا

تو نے کہا ان کے معبودوں ان باطل کی گردن توڑ کے رکھ دے

میں نے ایک ایک معبود باطل کی گردن توڑ کے رکھ دی

تو نے کہا اسماعیل سے پیار نہ کر

میں نے چاند سے بیٹے سے پیار نہ کیا

تو نے کہا اسماعیل و ہاجرہ کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ

میں نے تو ان کو ویران وادی میں چھوڑ دیا۔

تو نے کہا اسماعیل کے گلے پر چھری پھیر دے۔

میں نے بسم اللہ پڑھ کو اکلوتے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی۔

تو بتا......................کبھی حکم ماننے سے انکار کیا؟

کبھی چوں و چرا کی۔

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اب میری باری ہے۔ اب سب کے صلے میں صرف اور صرف ایک چیز مانگتا ہوں۔

وہ چیز بھی ایسی ہے

جیسے تجھے دیتے پتہ لگے گا

مجھے لیتے ہوئے پتہ لگے گا

تیرے خزانے میں بھی وہ ایک ہی ہے۔

الٰہی !..میں تجھ سے انعام میں محمد ﷺ کو مانگتا ہوں !

آواز آتی ہے......................خلیل تری دعا منظور ہے!

جھولی پھیلانا.................تیرا کام ہے

محمد ﷺ کو.......................عطا کرنا میرا کام ہے

خطیب کہتا ہے

محمد ﷺ ....دعائے خلیل ہے

اور............................عطائے جلیل ہے

لیکن میرے خلیل جس محمد کو تو مانگتا ہے اس کے آنے سے پہلے بیت اللہ کی تعمیر کر دے

تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ بیت اللہ بنایا خلیل نے

اور.......................... بیت اللہ کو بسایا مرادِ جلیل نے

چنانچہ ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر شروع فرمادی اور جب بیت اللہ شریف تعمیر ہو گیا تو آپ نے وہ تاریخی دعا مانگی جس کا تذکرہ آپ حضرات سن چکے ہے۔

ارشاد ہوتا ہے!

(؟؟؟؟؟)(۱۵۹)

اے پروردگا ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں کا

حضرات گرامی!

دعائے خلیل میں خاص طور پر جس لفظ پر غور کرنا ضروری ہے وہ ہے رسولا منھم ایک رسول انہی میں کا..........یعنی ان کے ہاں رہنے ولا۔ ان کے قبیلے کا، ان کا رشتہ دار ہو! کسی کا بیٹا ہو! کسی کا بھتیجا ہو! کسی کا شوہر ہو! کسی کا داماد ہو! کسی کا دوست ہو! کسی کا آقا ہو! چنانچہ ابرہیمؑ کی یہ دعا اللہ تعالی نے منظور فرمائی اور سرکارِ دو عالم ﷺ بارہ ربیع الاول کو عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوئے۔ آمنہ کی گود میں آئے، مکہ مکہ کو آپ کو مولد ہونے کا شرف حاصل ہوا، حلیمہ کو دودھ پلانے کی عزت حاصل ہوئی، شیما کو لوری دینے کا اعزاز حاصل ہوا اور بنی ہاشم کو محمد ﷺ کے قبیلہ ہونے کی سعادت ملی!

اب بھی اگر کوئی جاہل کہتا ہے کہ حضور ﷺ تو پیدا ہی نہیں ہوئے!

اب بھی اگر کوئی جاہل کہے کہ حضور ﷺ اللہ کے نور کا ٹکڑا ہیں!

اب بھی اگر کوئی جاہل کہے کہ حضور ﷺ کی ذات تو نور ہے اور صرف صفت ہی بشر تھی!

اب بھی اگر کوئی جاہل کہے کہ

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی

پھر اس جاہل کو چاہئے کہ

دعائے خلیل کا انکار کر دے

اپنے لیے کسی اور نبوت کا دروازہ بنائے

ہمارے آقا و مولیٰ

حضرت محمد ﷺ تو دعائے خلیل ہیں۔

آمنہ کے لال ہیں۔

عبداللہ کے............فرزند ہیں

حلیمہ کے نورِ نظر ہیں

خدیجہؓ کے شوہر ہیں

عائشہؓ کے سرتاج ہیں

طیب و طاہر کے والد گرامی قدر ہیں

فاطمہؓ کے ابا ہیں

حسنینؓ کے نانا ہیں

صدیقؓ و فاروقؓ کے داماد ہیں

آدمؑ کی اولاد ہیں

بشر ہیں انسان ہیں

قل انما انا بشر فرما دیجئے اے محمد ﷺ میں بشر ہوں۔

مگر مرتبہ اور مقام تمام عالم بشریت سے بڑا ہے۔ بشر ایسا کہ بیٹھے فرش پر اور باتیں عرش والے سے کرے!

جو جاہل آپ کی بشریت کا انکار کرے گا۔ وہ قرآن کا منکر............رحمان کا منکر اور دعائے خلیل کا منکر۔

حضور ﷺ سرکارِ دو عالم ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ **انا ثمرۃ دعوۃ ابی ابراھیم** میں اپنے والد روحانی ابراہیمؑ کی دعا ہوں!

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے محبوب حضرت محمد ﷺ نے بھی حضرت ابراہیمؑ کو ان کو اس دعا کا صلہ

عطا فرمایا ہے جب بھی حضور ﷺ کی امت حضور ﷺ پر درود پڑھے گی تو انہیں یہ پڑھنا ہوگا کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِّیْدٌ.

اے اللہ رحمت بھیج محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر جیسے رحمت بھیجی آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور اور آپ کی آل پر۔ جب تک نمازوں میں خلوت میں جلوت میں جنوب میں شمال میں مشرق میں مغرب میں یہ درود پڑھا جائے گا۔ حضرت ابرہیمؑ کا تذکرہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ حضور ﷺ اور ابرہیمؑ کا رشتہ محبت وخلوص اس طرح مستحکم ومضبوط ہوگیا کہ قیامت تک دونوں کی عظمت وبالاتری کا اعلان ہر مسلمان کی زبان سے ہوتا رہے گا۔ منکرین شاید اسی نسبت کو ختم کرنے کے لیے درود ابراہیمی کو نظر انداز کررہے ہیں اور اس کی جگہ وہ درود پڑھتے ہیں جس میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر نہیں ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کی غلامی نصیب فرمائے اور آپ کے تمام فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہو یدا
دعائے خلیل و نوید مسیحا

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد اللہ رب العالمین

دوسرا خطبہ

ربیع الاول

ولادتِ رسول ﷺ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

حضرات گرامی: آج ربیع الاول کا دوسرا جمعہ ہے۔گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی بعثت اور تشریف آوری کے لیے حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو منظور فرما کر حضرت محمد ﷺ کو بی بی آمنہ کی گود میں ڈال دیا۔آپ کی ولادت مبارکہ بارہ ربیع الاول کو آپ کے دولت کدہ میں ہوئی ہے۔اس لیے آج کے خطبہ میں آپ حضرات کے سامنے سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ اور بچپن کے حالات کا تذکرہ کروں گا، تاکہ آپ کو اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کے بچپن کے حالات سے واقفیت حاصل ہوسکے!

خدا کی شان

خدا کی شان ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد عبداللہ کا سایہ سر سے اٹھا دیا اور آپ کو یتیم پیدا کیا۔تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کی میرا یتیم کسی دنیاوی سہارے کا محتاج نہیں ہے، بلکہ بچپن ہی سے اس کی تربیت وہ ذات باری کرے گی جس نے اس کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجانا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اٹھا دیا
گھٹنوں چلے تو دادا عدم کو روانہ تھا
چلنے لگے تو مادر وغم ہو گئے جدا

ہر ایک سایہ سر سے یوں اٹھتا چلا گیا
سائے پسند آئے نہ پروردگار کو
بے سایہ کر دیا گیا اس سایہ دار کو

ماں اور باپ دنیا میں سب سے بڑے سہارے سمجھے جاتے ہیں۔ بچہ روتا ہے تو ابوابو............ یا ہائے امی ہائے امی کہہ کر پکارتا ہے۔ مولا کریم کی قدرت کے قربان جاؤ کہ اس نے والد کا سہارا ہی اٹھالیا، تاکہ اس مکتب توحید میں اپنے محبوب محمد ﷺ کو ابو پکارنے کی عادت نہ پڑے، بلکہ احد احد پکارنے کی عادت ڈالی جائے گا

فاران میں کس ابو کو پکارنے گا
طائف میں کس ابو کو پکارے گا
حرم میں کس ابو کو پکارے گا
شعب ابی طالب میں کس ابو کو پکارے گا
حرا میں کس ابو کو پکارے گا
ثور میں کس ابو کو پکارے گا
بدر میں کس ابو کو پکارے گا
خیبر میں کس ابو کو پکارے گا
حنین میں کس ابو کو پکارے گا
ابھی سے خدا کو پکارنا تیرا کام ہے
اور یتیم کو سہارا دینا میرا کام ہوگا۔
اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

دنیا میں ہلچل

ابھی دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا پہلا ہی دن تھا کہ ایوان قیصر وکسریٰ میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ آتشکدے بجھ گئے۔ کنگرے ٹوٹ گئے۔ دہائی مچ گئی کہ ایک والا آگیا، ایک والا آگیا۔

وہ دیکھو......حرم کی طرف ......ہبل ...... لات ،عزٰ ب......منات پرلرزہ طاری ہے، کپکپا رہے ہیں،سرنگوں ہوگئے ہیں۔کسی نے کہااے ہمارے معبودو؟

تمھیں کیا ہوگیا؟..................آواز آتی ہے

ایک والا آ گیا..................ایک والا آ گیا

سب مل کے کہو!

ایک والا............آ گیا

ایک والا............آ گیا

کسی کے گھر شادیانے بجتے ہیں

کسی کے گھر دنیا کے ترانے بجتے ہیں

وہ دیکھو

آمنہ کے گھر...........نوریوں کے سردار کی قیادت میں ترانہ گایا جارہا ہے۔

ایک والا آ گیا

ایک ولا آ گیا

..............................سبحان اللہ

کسی کے گھر بچہ ہوتا ہے تو

برادری	مبارکباد دیتی ہے
قوم	مبارکباد دیتی ہے
قبیلہ	مبارکباد دیتا ہے
دوست	مبارکباد دیتا ہے
رشتے دار	مبارکباد دیتے ہیں

وہ دیکھوآج عبداللہ کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے،لیکن دروازے پر نورانی ملائکہ مبارک باد دے رہے ہیں۔

نوری بشر کے دروازے پر

ملائکہ یتیم کے دروازے پر

اسلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی

سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں

اے نوریو تمہیں کیا ہوا

کیوں خوش ہو

آواز آتی ہے

ایک والا آگیا

کملی والا آگیا

کملی والا آگیا سب مل کر کہو

اب ہبل ٹوٹے گا

لات ٹکڑے ٹکڑے ہوگا

اب عزیٰ خاک بسر ہوگا

منات منہ کے بل گرے گا

اب لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم کا جواب فضا میں گونجے جا

لنا مولا ولا مولی لکم

ایک والا آگیا ایک والا آگیا

آمنہ کہتی ہے کہ میرا بچہ بول تو سکتا نہیں، مگر انگشت شہادت سے کچھ اشارے کر رہا ہے، وہ اشارہ کیا تھا یہی تو تھا نا؟

اَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ماں درد وغم میں ڈوب گئی

معزز سامعین! آمنہ کا دل ماں کا دل تھا۔ اس عظیم مسرت کے ساتھ درد میں ڈوب گیا۔ کچھ غم کی تصویریں سامنے آگئیں۔ کچھ اپنی بے بسی نے تڑپا دیا! وہ درد غم اور سوچ کیا تھی؟ یہی کہ اے کاش! آج عبداللہ زندہ ہوتا۔

وہ خوشیوں سے پھولا نہ سماتا

وہ اس کے فرزند کو بار بار سینے سے لگاتا

وہ اس کے چاند چہرے کو بار بار چومتا

وہ اس کے لیے خوشبوئیں لا کے دیتا۔

وہ اس کی مسرتوں کو اور دوبالا کر دیتا

وہ اس کے سامنے کھلونوں کے ڈھیر ے لگا دیتا

وہ اس کو بنا سنوار کر مکے کی گلیوں میں لے جاتا

وہ اس کے حسن کے جلوے دوستوں کو دکھاتا

وہ معصوم بچہ کبھی اپنے ابا کی انگلی پکڑ کر اور کبھی اس کا ابا اسے اپنے کندھے پر بٹھا کر باہر لے جاتا.................اور میں اپنے بچے کی راہ تکا کرتی۔ یہ تصورات تھے، ایک بے کس ماں کے تصورات، ایک بے بس عرب خاتون کے تصورات، آمنہ کے تصورات۔

انہی تصورات میں کھوئی ہوئی پکار اٹھتی ہے کون میرے ننھے سے چاند کے لیے کھلونے لائے گا۔

کون میرے جگر پارے کی انگلی پکڑ کر چلایا کرے گا۔

کون اس کی یتیمی کا سہارا بنے گا۔

آواز آتی ہے۔ آمنہ فکر نہ کر اس کا فکر کرنے والا موجود ہے۔ کھلونا مانگے گا۔

چاند کو کھلونا بنا دوں گا۔

درختوں کو انگلی کے اشارے سے نچا دوں گا۔

پتھروں سے سلامی دلادوں گا

انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادوں گا

سونے (خواب) کو دل کرے گا تو حطیم میں لٹادوں گا۔

سیر کو دل کرے گا

تو معراج پر بلالوں گا

الم یجدک یتیما فاوی

........................سبحان اللہ

محمد ﷺ

عبدالمطلب آئے........................آمنہ؟

بیٹے کا نام کوئی سوچا؟

سوچا کیا؟...................کیوں

کسی نے سوچنے ہی نہیں دیا!

کیوں آمنہ.............................؟

میاں کیا بتاؤں جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے......دل میرا ہے فیصلے کسی اور طرف سے ہو رہے ہیں۔

نہ بچے پہ اختیار ہے

نہ دل پہ اختیار ہے

کئی نام ذہن میں آئے، مگر دل سے آواز آتی ہے

محمد ﷺ　　محمد ﷺ　　محمد ﷺ

محمد، محمد............بڑی شان والا............عرب وعجم میں بڑی آن والا اس لیے میں نے اپنے چاند سے بیٹے کا نام محمد ﷺ رکھ دیا ہے۔عبداللہ حیرانگی میں بولتے ہیں کہ آمنہ میں نے تو آج تک اس نام کا بچہ پورے عرب میں نہ دیکھا نہ سنا!

آمنہ نے کہا.................. بڑے میاں؟

میرے ساتھ آؤ............ میں بچہ آپ کو دکھاؤں!

اگر آپ نے ایسا نام کسی کا نہیں سنا تو آپ نے ایسا بچہ بھی دنیا بھر میں نہیں دیکھا ہوگا............

سبحان اللہ

محمد ﷺ

جس کی ساری خدائی تعریف کرے

چاند اس کی تعریف کرے

سورج اس کی تعریف کرے

ستارے اس کی تعریف کریں

فرش اس کی تعریف کرے

عرش اس کی تعریف کرے

علما اس کی تعریف کریں

اولیا اس کی تعریف کریں

اتقیا اس کی تعریف کریں

انبیا اس کی تعریف کریں

جگ اس کی تعریف کرے

اصفیا اس کی تعریف کریں

ربّ اس کی تعریف کرے

ورفعنا لک ذکرک

اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں

قرآن مجید نے بھی آپ ﷺ کو اسی نام سے موسوم کیا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل

کلمہ طیبہ میں بھی نام آتا ہے

لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رّسول اللّٰہ

نغمہ اذان بن کر گونجتا ہے نام ان کا

جس طرف نگاہ ڈالو ہے ان کا بول بالا

محمد ﷺ نام ہی نہیں بلکہ عنوان بن گیا..... حضور ﷺ کے تمام محاسن کا۔

یوں سمجھ لیجئے.......... تمام محاسن کا ایک گلدستہ بنالیا جائے۔

اس میں آدمؑ کی نجات بھی ہو

نوحؑ کی لطافت بھی ہو

ایوب کا صبر بھی ہو

ابراہیمؑ کی خلت بھی ہو

یعقوب کا غم بھی ہو

یوسف کی استقامت بھی ہو

عیسیٰ کی نظامت بھی ہو

سلیمان کی سیاحت بھی ہو

ان کا گلدستہ بنا کر رکھ دو................اور عنوان دے دو **محمد** ﷺ

تو بیک وقت تمام رنگ اور تمام خوشبوئیں اس سے مہکیں گی اور رسول اللہ ان تمام صفات جمالی وجلالی کے مظہر کامل ہوں گے سبحان اللہ

اسی لیے حضرت حسان فرماتے ہیں

وشق له من اسمه ليجله

فذو العرش محمود وهذا محمد

حلیمہ سعدیہ آمنہ کے دروازے پر

حضرات گرامی: عرب میں دستور تھا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد شہروں کے لوگ اسے دیہات میں بھیج دیتے تھے تا کہ دیہاتی ماحول میں دو باتیں خاص طور پر بچے کی فطرت اور عادت میں شامل ہو جائیں

ایک فصاحت

دوسرے شجاعت

اس لیے ہر سال قبائل سے عورتیں مکہ مکرمہ آیا کرتی تھیں اور اپنی پسند اور مالی منفعت کے پس منظر میں بچوں کا انتخاب کیا کرتی تھیں۔ اس سال بھی حسبِ معمول عورتیں آئیں۔ مگر اس دفعہ قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

سرمایہ دار عورتیں آمنہ کے دروازے پر آئیں

اور حلیمہ سرمایہ داروں کے دروازے پر گئیں۔

مگر فیصلہ

نہ تو آمنہ کے ہاتھ میں تھا

اور نہ ہی آنے والی عورتوں کے ہاتھ میں!

عورتیں دروازے پر پہنچ کر پوچھتی ہیں۔

بی بی بچہ ہے؟

آمنہ جی ہاں!

عورتیں اس کا والد زندہ ہے؟

آمنہ نہیں وفات پا چکے ہیں

عورتیں یتیم ہے؟

آمنہ جی ہاں!

عورتیں چھوڑو جی یتیم ہے۔ یہاں سے کیا ملے گا!

آمنہ کا دل درد سے ایک بار پھر بھر گیا!

آواز آتی ہے آمنہ رو نہیں ....محمد............اب صرف تیرا نہیں؟

محمد ﷺ ....میرا بھی ہے

میں آج یہ فیصلہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ بعض بدنصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جو محمد کے دروازے پر پہنچ کر محروم واپس آتے ہیں..................سبحان اللہ

میں اپنے محبوب کو ایسی جھولی میں آج بھی نہیں جانے دوں گا۔ جو مجھے پسند نہیں ہوگی! اور اس وقت بھی نہیں جانے دوں گا، جب اعلان نبوت ہو چکا ہوگا۔

نبوت سے قبل بھی جھولیوں کا انتخاب ہو چکا ہے۔ اعلان نبوت کے بعد بھی جھولیو کا انتخاب ہو چکا ہے۔

خطیب کہتا ہے

مشرکہ عورتیں ....درمحمد ﷺ پر پہنچ گئیں۔ مگر مقدر کا ستارہ گردش میں تھا اس لیے محروم واپس ہوئیں، معلوم ہوا کہ بعض در مصطفٰے ﷺ پر پہنچ کر بھی محروم رہتے ہیں۔ صرف حضوری شرط نہیں۔

عقیدے کا صحیح ہونا شرط ہے

جس طرح مکہ مکرمہ میں دودھ پلانے والی عورتیں خالی جھولی واپس گئیں۔

اسی طرح آج بھی ہزاروں روپیہ خرچ کر کے جانے والے بعض نام نہاد عاشق رسول ﷺ خالی دامن لے کر واپس آتے ہیں۔

کیونکہ نہ عقیدہ ان کا اچھا تھا......................نہ عقیدہ ان کا اچھا ہے۔

مسجد نبوی میں پہنچ جاتے ہیں

حاضری ہو جاتی ہے!

مگر مسجد نبوی کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

اسی کو محرومی کہا جاتا ہے

اسی کو بدنصیبی کہا جاتا ہے

پوچھا جائے کہ بھیا تم نماز امام مسجد نبوی کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے ؟

جواب ملتا ہے کہ ہماری اس کے پیچھے نہیں ہوتی ؟

جی کیوں نہیں ہوتی ؟

جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ گستاخ نجدی ہے!

اگر انہی سے سوال کرلیا جائے کہ تم ہزاروں میل کا سفر کر کے مدینہ منورہ آئے ہو اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی مسجد شریف کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ؟

ذرا بتلاؤ تو سہی تم اپنی مسجد میں کوئی ایسا امام رکھو گے جو تمھیں پسند نہ ہو تو فوراً جواب دیں گے کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!

تو پھر بھلے مانسو تم ہی جواب دو؟

جب تمہتمہاری مسجد میں امام وہ ہوگا............تو خدا اور رسول ﷺ کی مسجد میں بھی امام وہ ہوگا جو خدا اور رسول ﷺ کو پسند ہوگا!

؎ تمہاری مسجد میں امام وہ ہوگا جو تمہیں پسند
رسول ﷺ کی مسجد میں امام وہ ہوگا جو خدا کو پسند
اس لیے

سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ بدنصیب بھی ان عورتون کی طرح ہیں۔ جو آمنہ کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ حضور ﷺ میں اور ان میں صرف چند گز کا فاصلہ ہے، مگر مقدر کو تالے پڑے ہوئے ہیں۔

محمد تک رسائی نہیں ہوئی۔

نہ اِن کی نہ اُنکی

فیصلہ ہوگیا۔ وہ بدنصیب عورتیں یتیم سمجھ کر چھوڑ گئیں، بلکہ یوں کہنا زیادہ مناست ہوگا کہ ان کو دھکے دے کر درِ محمد ﷺ سے ہٹا دیا گیا!

اور دست قدرت حلیمہ کا بازو پکڑ کر درِ محمد ﷺ پر لے آئی..................سبحان اللہ

ذرے کو آفتاب بنا دیا۔ چھوڑنے والی مٹ گئیں..................ہے کسی کو ان کا نام یاد؟

کسی کو ہمت ہے اس اجتماع میں یہ بتا دے کہ مصطفٰے کو چھوڑ کر جانے والیوں کے کیا نام تھے۔ کوئی نہیں بتا سکتا۔

لیکن کسی سے پوچھو؟

مرد سے پوچھو

عورت سے پوچھو

بڑے سے پوچھو

چھوٹے سے پوچھو

ایم اے والے سے پوچھو

پرائمری والوں سے پوچھو

حضور ﷺ کی دایہ سے پوچھو

فوراً جواب ملے گا۔

حلیمہ..................حلیمہ..................حلیمہ

معلوم ہوا کہ جو جڑ گئے............وہ اڑ گئے (یعنی انہیں رفعتیں اور بلندیاں ملیں) ان کا نام تک کسی کو یاد نہیں ہے۔

صحابہؓ کے نام اسی لیے زندہ جاوید ہیں کہ

وہ رسول ﷺ سے جڑ گئے............زندہ جاوید ہو گئے۔

ابوجہل اینڈ کمپنی........................رسول ﷺ سے ٹوٹ گئی۔

پھر ریزہ ریزہ............ہو گئے ان کے نام مٹ گئے۔

جو حضور ﷺ کے دامن رحمت کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔

وہ آسمان رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے بن گئے۔

ے قدم بوسی کی دولت مل گئی تھی چند ذروں کو
ابھی تک وہ چمکتے ہیں ستاروں کی جبیں ہو کر

حلیمہ آمنہ کے دروازے پر دستک دیتی ہیں۔

اندر سے آواز آتی ہے کون؟

حلیمہ؟

کیوں بی بی کیسے آئی ہو؟

بچہ لینے؟

آمنہ کا پھر دل بھر آیا۔ پہلے عورتیں یتیم سمجھ کو چھوڑ گئیں۔ اب نا معلوم یہ کیا کہے گی!

حلیمہ اندر گئیں اور کہا کہ بی بی بچہ ہے؟

فرمایا...... ہاں؟

اس کا والد زندہ ہے؟

فرمایا نہیں..................!

دکھاؤ تو ذرا بچے کو دیکھ لوں!

جناب آمنہ حلیمہ کو اندر لے جاتی ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں اور سفید چادر چہرہ انور پر لی ہوئی ہے۔ آمنہ نے رخ انور سے چادر جو اٹھائی تو فوراً حلیمہ بول اٹھی کہ میں نے زندگی میں ایسا بچہ کبھی نہیں دیکھا؟

حلیمہ کہتی ہے........................ میں نے ایسا بچہ نہیں دیکھا

آمنہ کہتی ہے........................ میں نے ایسا بچہ کبھی نہیں دیکھا

عبدالمطلب کہتے ہیں............ میں نے ایسا بچہ کبھی نہیں دیکھا

اللہ فرماتے ہیں جبریل تو بتا

جبریل کہتے ہیں۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر تباں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جبریل کہتے ہیں کہ میں نے پوری دنیا کا چکر لگایا۔ میں نے بھی ایسا بچہ کبھی نہیں دیکھا۔

خطیب کہتا ہے

تم کیوں بحث کر رہے ہو؟

ارے تم کہاں سے دیکھ لیتے؟

خدا نے ایسا بچہ اس سے پہلے پیدا ہی نہیں کیا۔

وہ خالقیت میں بے مثال

یہ بشریت میں بے مثال

جناب حلیمہ سعدیہ کا مقدر جاگ اٹھتا ہے اور وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو لے جانے کے لیے جناب آمنہ سے عرض کرتی ہے اور جناب آمنہ نہایت مسرت سے اپنے یتیم کو حلیمہ کی جھولی میں ڈال دیتی ہیں اور آنسوؤں اور آہوں سے اپنے یتیم بچے کو رخصت فرماتی ہیں

وداع و وصل جداگانہ لذت دارد

جناب حلیمہ یہ حضور ﷺ کو گود میں لے کر باہر آتی ہیں تو خاوند جو پہلے سے سواری لے کر انتظار میں کھڑا تھا۔ بول اٹھتا ہے

حلیمہ کچھ ملا؟

فرمایا کچھ نہیں سب کچھ مل گیا!

پوچھا یتیم ہے؟

فرمایا یتیم نہیں دریتیم ہے!

حلیمہ غنی ہوگئی........... خاوند نے کہا جلدی کرو۔ سوار ہو جاؤ تمہاری سہیلیاں بچے لے کر جا چکی ہیں اور وہ جاتے ہوئے پیغام دے گئی ہیں کہ ہم تمہارا اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتیں، تم آہستہ آہستہ آجانا............حلیمہ فکر نہ کر

محمد ﷺ کا قافلہ اور ہوتا ہے۔

چھوڑنے والوں کا قافلہ اور ہوتا ہے۔

حلیمہ کے پاس ایک نحیف و ناتواں سواری ہے۔ دبلی پتلی کمزور جس کے وجود سے حلیمہ کے غربت وافلاس کا نقشہ نمایاں ہوتا تھا!

خاوند سواری کے آگے بیٹھ جاتا ہے............اور

حلیمہ حضور ﷺ کو گود میں لے کر سواری کے پیچھے بیٹھ جاتی ہے۔

خاوند سواری کو چلاتا ہے

لیکن وہ چلتی نہیں!

بہت زور لگایا نہ چلی

آخر آواز آتی ہے کہ جتنا مرضی زور لگا لے جب تک شاہسوار آگے نہیں آئے گا۔ سواری نہیں چلے گی!

حضور ﷺ کو آگے گود میں لیا گیا۔

تو سواری جس سے چلا نہیں جاتا تھا

تیز گام بن گئی

وہ سہیلیاں جو حیران ہو جاتی ہیں۔

حلیمہ............تو؟ فرمایا............ہاں میں............ یہ سواری اس قدر تیز رو کہاں سے لائی؟

فرمایا وہی ہے جو پہلے میرے پاس تھی!

حلیمہ باتیں کر رہی ہے اور سواری آگے بڑھ رہی ہے۔ سہیلیاں کہتی ہیں۔ حلیمہ سواری کو روک تو سہی!

فرمایا سہیلیو؟ پہلے باگ میرے ہاتھ میں تھی۔

اب باگ میرے یتیم کے ہاتھ میں ہے

خطیب کہتا ہے

پہلے باگ حلیمہ کے ہاتھ میں تھی۔

اب باگ بھاگ والے کے ہاتھ میں ہے۔
یہ باگ جب بھاگ والے کے ہاتھ میں ہوگی۔
تو سواری پیچھے رہ سکتی نہیں!
خطیب کو کہنے دو
حضور ﷺ حلیمہ کی سواری پر سوار ہوئے
حلیمہ کی سواری سب سے آگے
براق پر سوار ہوئے
براق براقوں سے آگے
ہجرت کی رات صدیقؓ کے کندھوں پر سوار ہوئے
صدیقؓ صحابہ سے آگے
سبحان اللہ

حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کو لے کر اپنے گھر کی طرف جا رہی ہے، دل میں سوچ رہی ہے دودھ کا کیا انتظام کروں گی۔ سلاؤں گی کہاں؟ وہ اپنے دل میں تدبیریں سوچتی جا رہی ہے۔ ادھر قدرت خداوندی نے

تمام برکات کو
تمام انوارات کو
تمام سعادتوں کو
تمام رحمتوں کو

حکم دے دیا کہ حلیمہ کے جانے سے پہلے اس کے گھر میں ڈیرے ڈال دو............ اب وہ حلیمہ کا گھر بعد میں ہوگا۔
میرے محمد ﷺ کا گھر پہلے ہوگا۔
پہلے حلیمہ میزبان ہوتی ہے

اب میرا محمد ﷺ میز بان ہوگا..........سبحان اللہ

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

رحمت دو عالم ﷺ کی سواری حلیمہ کے گھر پہنچ جاتی ہے۔حلیمہ کے گھر سماں بندھ جاتا ہے۔ انوارات و برکات کے چشمے ابل پڑتے ہیں۔نہ صرف گھر کی رونق بڑھ گئی بلکہ پورا قبیلہ سعادتوں کا مرکز بن گیا۔حلیمہ نہایت پیار اور شفقت سے حضور ﷺ کا لٹا دیتی ہے اور خاوند سے کہتی ہے بکری کا دودھ نکالو تو محمد ﷺ کو دودھ پلادوں..........خاوند بکری کو لے کر دودھ دوہنے کے لیے بیٹھتا ہے!

بکری کو حکم ہوتا ہے...............بکری خبر دار

پہلے تیری نسبت حلیمہ کی طرف اب تیری نسبت یتیم کی طرف ہے صرف نسبت ہی سے حکم بدل جاتے ہیں۔میرے محبوب کو شکایت نہ ہونے پائے!

خاوند تھنوں کو ہاتھ لگاتا ہے۔تھن دودھ سے بھر جاتے ہیں۔دودھ ہی دودھ جس گھر میں پانی بھی میسر نہیں تھا۔حضور ﷺ کے آنے سے دودھ ہی دودھ ایک برتن بھر گیا

حلیمہ دوسرا برتن لاؤ

وہ بھر گیا

حلیمہ اور برتن لاؤ

فرمایا

میر گھر کے تو برتن ہی ختم ہو گئے!

.... یہ کیا تھا..........

یہ اس موحد اعظم کی میز بانی تھی

یہ میرا خدا اپنے یتیم محبوب کی پرورش کے انتظام کر رہا تھا

یہ سب قدرت کے کرشمے تھے۔

یہ سب قدرت کے نظارے تھے۔

الم یجدک یتیما فاوی

حضرات گرامی: حلیمہ کے گھر میں ایک عجیب رونق پیدا ہوگئی۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے دائیں طرف حضور ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے وقف کر دیا تھا اور بائیں طرف آپ کے دوسرے رضائی بھائی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ ایک دن میں نے خیال کیا آج سارا دودھ حضور ﷺ کو پلاؤں گی، مگر آپ نے اپنے حصے کا دودھ پینے کے بعد اس طرف رخ کرنا بھی گوارا نہیں کیا، مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ اپنے بھائی کا حق بچپن میں بھی غصب نہیں کرنا چاہتے۔

خطیب کہتا ہے

جو محمد ﷺ اپنے بھائی کا حق بچپن میں غصب نہیں کرتا۔ وہ عالم شباب میں جب کہ اعلان نبوت فرما چکے تھے۔ علیؓ کا حق غصب کر کے صدیقؓ کو کس طرح دے سکتے ہے۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم

معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم محمد ﷺ بھی طے شدہ ہے

اول نمبر والے کو اول خلافت دے دی

چوتھے نمبر والے کو چوتھی خلافت دے دی

میرا مصطفٰی ﷺ حق چھیننے نہیں، حق والے کو حق دینے کے لیے آیا تھا

حضور ﷺ کا آغاز گفتگو

حلیمہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور زبان مبارک حرکت میں ہے میں نے غور سے دیکھنا شروع کیا تو میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ آپ کی زبان مبارکی پر یہ کلمات جاری تھے۔

لاالہ الا اللہ قدوسا قدوسا نامت العیون والرحمن لاتا خذہ سنة ولا نوم..............سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

جب گھر میں بچے کو بولنا سکھایا جاتا ہے............تو ماں کہتی ہے

بیٹا..................کہو............ابو

بیٹا..................کہو............امی

اور اگر بہن بھائی کو اٹھاے ہو تو وہ بھی یہی سکھاتی ہے۔

ویر............کہو............ابو

ویر............کہو............امی

لیکن قربان جاؤں کملی والے آپ کی ذات گرامی کے

حلیمہ کو موقعہ ہی نہیں دیا۔

شیما کو موقعہ ہی نہیں دیا۔

عرش والے نے خود ہی کہلانا شروع کر دیا

اے محمد ﷺ کہو..................لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اے محمد ﷺ کہو..................قدوساً قدوساً

تم سب مل کر پڑھو۔

(لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ)

دوسری رات آپ کی زبان پر یہ کلمہ جاری تھا۔

لا الٰہ الّا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر و الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

معلوم ہوا کہ مکتب توحید کے معلم اعلیٰ نے سب سے پہلا سبق جو اپنے موحد اعظم پیغمبر کی زبان سے ادا کرایا وہ اس کی توحید اور جلالت قدر کی ترجمانی کرتا تھا۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ

ایک والا آ گیا

ایک والا آ گیا

سب مل کر کہہ لو

ایک والا آ گیا

ایک والا آ گیا

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

مجھے ہے حکم اذاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کو بہت ہی پیار اور شفقت سے رکھا کرتی تھی۔ آپ کے ہر وقت قریب رہتی تھی، تاکہ آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے پائے میں اگر کبھی باہر جاتی بھی تو آپ کی رضاعی بہن شیما کو کہہ دیتی تھی کہ بیٹی اپنے بھائی محمد کا خیال رکھنا۔ شیما پہلے ہی اس اشتیاق میں ہوا کرتی تھی کہ اماں حلیمہ کہیں جائے تو میں اپنے چاند جیسے بھائی کو گود میں لے کر پیار کروں اور محبت سے گود میں اٹھا کو لوری دوں۔

شیما بعض اوقات اس وجد آفریں لہجے میں لوری دیا کرتی تھیں کہ حلیمہ کے گھر کے در و دیوار پر بھی وجد طاری ہو جاتا تھا۔

شیما حضور ﷺ کو گود میں لے کر یوں لوری دیا کرتی تھی اور زبان پر لوری کا ترانہ ہوتا تھا۔

یا ربنا ابق لنا محمدا

حتی اراہ یا فعا والمردا

ثم اراہ سیدا ومسعودا

راکب اعادیہ معا و حسدا

اے ہمارے پروردگار محمد کی زندگی دراز فرما۔ یہاں تک میں اس کو صحت مند اور جوان بھائی کو

دیکھوں ۔ پھر میں اس کی سرداری اور قیادت دیکھوں اور اس کے دشمنوں اور حاسد کی جڑیں اکھاڑ دے۔

بچپن کے بعد پھر حضرت شیما سے ملاقات غزوہ حنین میں ہوتی ہے ۔ وہ منظر بہت ہی پر کیف تھا۔ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کے قیدیوں میں آپ کی رضائی بہن شیما شامل تھی! لیکن حضور ﷺ نے شیما کو یہ اعزاز بخشا کہ اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ کی سفارش پر چھ ہزار قیدیوں کو رہا کیا اور صحابہؓ میں تقسیم کیا ہوا تمام کا تمام مال غنیمت واپس کر دیا۔ آپ کے احسان کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیما سمیت تمام لوگ مسلمان ہو کر حلقہ بگوش اسلام میں شامل ہو گئے!

حلیمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میرا رضائی بھائی کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ بیٹا وہ جنگل میں بکریاں چرانے کے لیے جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی کل اس کے ساتھ بکریاں چرانے جاؤں گا۔ میں نے بہت اصرار کیا کہ حضور ﷺ تشریف نہ لے جائیں۔ آپ نے اس قدر اصرار کیا کہ میں انکار نہ کر سکی اور دوسرے روز حضور ﷺ اپنے رضائی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے جنگل چلے گئے۔ میں نے دوسرے بیٹے کو تاکید کر دی کہ بیٹا محمد کا خیال رکھنا انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دینا شام کو جب واپس آئے تو میں نے پوچھا بیٹا محمد کو کوئی تکلیف تو نہیں ہونے دی .... اس نے کہا............ امی .... محمد کی تکلیف کا مجھے تو احساس تھا ہی میں نے ہر طرح ان کی راحت کا سامان کر کیا تھا، مگر میں نے تو عجیب بات دیکھی ہے کہ میں اور محمد ﷺ بکریاں چھوڑ کی درخت کے نیچے بیٹھے رہے اور وہی بھیڑیا جو ہمیشہ ہماری بکریاں چیر پھاڑ کر کھا جاتا تھا۔ بکریوں کا پہرہ دیتا رہا۔

خطیب کہتا ہے

جن بکریوں کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہوگئی۔ ان سے جنگل کے درندے بھی حیا کرتے تھے۔ انسانی بھیڑیوں کو بھی حضور ﷺ کے جانثار صحابہؓ پر سب وشتم کرتے ہوئے حیاء کرنی چاہیے۔

بکرہ کا پہریوں تو حضور ﷺ نے چندروز دیا تھا۔

صحابہؓ کا پہرہ پوری عمر دیتے رہے

اورصدیق وفاروقؓ کو تو ساتھ ہی سلایا ہوا ہے۔

وہ حضور ﷺ کے پہرے میں ہیں

اے انسان نمادرندے سوچ کر حملہ کر

الم یجد ک یتیمافاوی

جب آپ کی عمر مبارک چار سال کی ہوتی ہے جناب حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کو والدہ محترمہ کے پاس چھوڑ جاتی ہیں۔ اس مبارک دور میں جن تاریخی اور نا قابل فراموش واقعات کا ظہور ہوا وہ سیرت کی کتابوں میں موتیوں کی طرح یکجا جمع کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ

حضور ﷺ کا............بچپن بھی اعلیٰ

جوانی............بھی.................اعلیٰ

بڑھاپا............بھی.................اعلیٰ

ماں نے آج تک کوئی لال نہیں جنا جو آپ کے بچپن کا جوانی کا۔ اور بڑھاپے کا مقابلہ کر سکے!

بچپن............بچوں کے لیے

جوانی............جوانوں کے لیے

بڑھاپا............معمر بزرگوں کے لیے

بے مثال............مینارہ نور ہے

اللہ تعالیٰ اس کی روشنی سے ہم سب کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

تیسرا خطبہ

ربیع الاوّل

سب نبیوں کا نبی ﷺ !

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

(پ۳ آل عمران ۱۶ ع)

ترجمہ: اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا، کتاب اور حکمت پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتا دے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا۔

بولے ہم نے اقرار کیا۔

فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

حضرات گرامی: آج ربیع الاول کا تیسرا جمعہ ہے اس لیے میں آج کے خطبے میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت پاک پر تیسری تقریر کروں گا جس کا عنوان ہے۔ میرا نبی ﷺ نبیوں کا نبی ہے! سبحان اللہ

بچپن

جوانی

بڑھاپا

اور یہ سیرت نگاروں، مقرروں، دانشوروں، ادیبوں کا اصول ہے۔ کہ جب کسی شخصیت کی

سوانح عمری لکھی جائے، تواس کا آغاز بچپن سے کیا جاتا ہےاور بڑھاپے پرختم کیا جاتا ہے۔

لیکن میں نے جب سرکارِ دوعالم ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا تو وہ اس عام اصول اور ضابطے سے بالکل ہی مختلف اور الگ تھلگ نظر آتی ہے۔

آپ کی حیات طیبہ کا بیان بچپن سے شروع ہوکر بڑھاپے تک ختم نہیں ہوتا، بلکہ آپ کی حیات مبارکہ کا.........آغاز بھی عجیب

اور

اختتام بھی عجیب

سیرت مصطفیٰ کا آغاز عالم ارواح سے ہوتا ہے

اور سیرت مصطفیٰ کا اختتام عالم حشر ونشر پر ہوتا ہے

سب کہو...............سبحان اللہ

آدمؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

نوحؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

یعقوبؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

یوسفؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

یونسؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

ابراہیمؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

اسماعیلؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

موسیٰؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

عیسیٰؑ کی سیرت کا آغاز آپ کی پیدائش کے بعد ہوا

مگر میں قربان جاؤں آمنہ تیرے یتیم لال کے.........تیرے یتیم کی سیرت وعظمت کا آغاز پیدائش سے پہلے ہوگیا.........سبحان اللہ

وہ ابھی عالم ارواح ہی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاؑ کو جمع فرما کے

عظمت مصطفیٰ ﷺ

شان مصطفیٰ ﷺ

رفعت مصطفیٰ ﷺ

ایمان مصطفیٰ ﷺ

تصدیق مصطفیٰ ﷺ

کا عہد آفریں نامہ لیا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کی نبوت اور ختم نبوت کا دستاویزی ثبوت اور طرہ امتیاز بن گیا! اس طرح سیرت پاک اور حیات طیبہ کا ایک ایسا روشن پہلو سامنے آ گیا جو آپ کو تمام شخصیات سے نمایاں اور ممتاز کرتا ہے۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ

میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے صرف دو مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جب اپنے لاڈلے پیغمبر کی حیات طیبہ کا بیان فرمایا ہے تو وہ بچپن سے شروع ہوتا ہے! مثلا

حضرت موسیٰؑ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاَوۡحَیۡنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوۡسٰٓی اَنۡ اَرۡضِعِیۡهِ. فَاِذَا خِفۡتِ عَلَیۡهِ فَاَلۡقِیۡهِ فِی الۡیَمِّ وَلَا تَخَافِیۡ وَلَا تَحۡزَنِیۡ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَیۡکِ وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

ترجمہ: اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ............ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو تو ڈال دے اس کو دریا میں ااور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو۔ پھر ہم پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور کریں گے اس کو رسولوں سے!

فرمایا موسیٰ کی ماں گھبرا نہیں۔ موسیٰ بیٹا تیرا ہے................ نبی میرا ہے۔ جب بھی کوئی خطرہ کا وقت آئے

دریا میں بلا تامل ڈال دینا

دریا میں ڈالنا تیرا کام ہوگا

نبی بنا کر تیری جھولی میں ڈالنا میرا کام ہوگا۔

حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے خطرہ محسوس کیا کہ اب میرے بچے کو فرعون کی پولیس قتل کردے گی تو وہ دریا کے کنارے پر موسیٰؑ کو لے گئیں۔اور بسم اللہ کہہ کر دریا کی موجوں کے حوالے کردیا۔

آواز آتی ہے.................دریا کی موجو! خبردار یہ میرا کلیم آرہا ہے۔اسے اپنے دامن میں لے کر وہ سکون دو جو ماں کی گود میں ملا کرتا ہے! اور فرمایا جبرائیل۔

جی رب جلیل؟

فرمایا موسیٰ کے صندوق کو دریا کے اس رخ کی طرف موڑ دو جو فرعون کے محلات کی طرف جاتا ہے۔

عرض کیا مولیٰ؟

اس سے تو فرعون کو مقصود مل جائے گا؟

فرمایا جبرائیل جانے تو دو!

میں بھی فرعون کے غرور کو خاک میں ملا کے چھوڑوں گا۔

خرچ فرعون کا ہوگا

پرورش میرے موسیٰ کی ہوگی!

اسی کے گھر میں موسیٰ کو پروان چڑھا کر اس کی خدائی کو خاک میں ملا دوں گا!

ادھر اللہ کا نبی ﷺ سمندر کی لہروں پر سوار تھا۔ادھر فرعون کے متعلقین دریا کے کنارے سیر کر رہے تھے کہ ان کی نگاہ صندوق پر پڑی۔صندوق کنارے پر لگا تو انہوں نے صندوق کو اٹھا کر فرعون کے دربار میں پہنچا دیا۔فرعون نے اسے کھولنے کا حکم دیا۔جیسے ہی صندوق کا دروازہ کھلا۔ اندر سے نبی کا مسکراتا ہوا چہرہ سامنے آ گیا۔

فرعون نے حیرانگی سے کہا............ارے یہ کیا؟

کسی نے کہا نا معلوم کہاں سے یہ بچہ آیا ہے؟

کسی نے کہا کسی نے ڈر کے مارے دریا میں پھینک دیا ہے۔

نجومیوں نے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی وجہ سے ستر ہزار بچے قتل کیے جا چکے ہیں۔فرعون نے کہا کہ یہ اس کو فوراً قتل کر دیا جائے مجھے بھی یہ وہی بچہ معلوم ہوتا ہے جو میری سلطنت اور اقتدار کے خاتمے کا سبب بنے گا!.........مگر سب کی تدبیروں پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب آ گئی اور فوراً فرعون کی بیوی بولی میں اس کو قتل کرنے نہیں دوں گی بلکہ میں اس کو اپنا منہ بولا بیٹا بناؤں گی، کیونکہ میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ کی تدبیر دشمنوں کی تدبیر پر غالب آ گئی۔قرآن مجید حضرت موسیٰؑ کے بچپن کے اس تاریخی واقعہ کو اس انداز سے بیان کرتا ہے کہ موسیٰؑ کی حیات طیبہ کے بچپن کا یہ واقعہ آج پوری دنیا کے لیے عبرت و رہنمائی کا باعث بن گیا......... چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ. عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ.

(پ ۲۰، قصص)

ترجمہ: اور بولی فرعون کی عورت یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لیے اور تیرے لیے اس کو مت مارو کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام آئے یا ہم اس کو کر لیں بیٹا.........اور ان کو کچھ خبر نہ تھی! اور صبح کو موسیٰ کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا قریب تھی کہ ظاہر کر دے بے قراری کو اگر ہم نے گرہ نہ دی ہوتی اس کے دل پر اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں اور کہہ دیا اس کی بہن کو اس کے پیچھے چلی جا۔پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ کے دائیوں کو پہلے سے پھر بولی میں بتلاؤں تم کو ایک گھر والے کہ اس کو پال دیں تمہارے لیے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں۔پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور جانے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے! یہ بہت لوگ نہیں جانتے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ کی حیات طیبہ کا آغاز بیان اس کے بچپن سے ہوا۔

دوسری مثال واقعہ حضرت عیسیٰؑ

جب حضرت عیسیٰؑ کو ان کی والدہ مکرمہ حضرت مریم صدیقہ طاہرہ اپنے گھر لائیں تو قوم نے ان کے بارے میں سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ اللہ تعالی نے حضرت مریم کو حکم دیا کہ اے مریم تو خاموش رہ۔ میں خدا اپنی قدرت کاملہ سے ان کے جوابات کا انتظام کیے دیتا ہوں۔ اب اگر قوم آپ سے سوال کرے تو ان کی طرف اشارہ کر کے بتا دینا کہ اگر تم اپنے سوالات کا جواب لینا چاہتے ہو تو میری بجائے تمہارے سوالوں کا جواب میرا بچہ دے گا۔قوم نے تعجب سے کہا کہ مریم۔

مذاق کرتی ہو کبھی بچے بھی بولے ہیں؟

فرمایا کہ بچے بولے تو کبھی نہیں مگر۔

جب رب بلانے پر آئے تو رکے کبھی نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالی حضرت عیسیٰؑ کے بچپن کو بیان فرماتے ہوئے آپ کی حیات طیبہ کا آغاز فرماتے ہیں۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ط قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَ اِنِّىْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًااَيْنَ مَاكُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِمَادُمْتُ حَيًّا وَّبَرًّام بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ.

ترجمہ: پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو بولے ہم کیوں کر بات کریں۔اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا۔ وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوۃ کی جب تک میں رہوں زندہ اور عمدہ سلوک کرنے والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست برے بخت والا۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر۔ یہ ہے عیسیٰؑ

مریم کا بیٹا، سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کی سیرت طیبہ کا آغاز بھی بچپن سے ہوا۔ حضرات گرامی: یہ دو واقعے میں نے آپ حضرات کے سامنے صرف اس لیے بیان کیے ہیں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تمام شخصیات کی سیرت وسوانح کا بیان بچپن سے شروع ہو کر بڑھاپے پر ختم ہوتا ہے، مگر ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی سیرت مطہرہ کا آغاز اس وقت ہی کر دیا تھا۔ جب

نہ زمین تھی نہ آسمان

نہ آفتاب تھا نہ چاند

نہ دن تھا نہ رات

نہ ظلمت تھی نہ روشن

سب عالم ارواح میں تھے

کیا آدم کیا نوحؑ

کیا سلیمانؑ کیا داؤدؑ

کیا زکریاؑ کیا یحییٰؑ

کیا یعقوبؑ کیا یوسفؑ

کیا ابرہیمؑ کیا اسماعیلؑ

کیا موسیٰؑ کیا عیسیٰؑ

عالم ارواح میں

کل انبیاء کانفرنس کا انعقاد

تمام انبیاءؑ علیہم الصلوٰت والتسلیمات کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تمام جمع ہو جائیں۔ میں ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہوں ایک عہد لینا چاہتا ہوں۔ ایک اقرارنامہ لینا چاہتا ہوں؟

علما نہ آئیں

فقہا نہ آئیں

اولیاء نہ آئیں

مفسرین نہ آئیں محدثین نہ آئیں

عربی نہ آئیں

عجمی نہ آئیں

کالے نہ آئیں

گورے نہ آئیں

شرقی نہ آئیں

غربی نہ آئیں

شمالی نہ آئیں

جنوبی نہ آئیں

خطیب کہتا ہے

تو پھر کون آئیں مولیٰ؟

آواز آتی ہے

اس کانفرنس میں صرف وہی آئیں

جن کے پاس نبوت کا ٹکٹ ہو!

سبحان اللہ

آدمؑ آئیں

نوح آئیں

شعیب آئیں

صالح آئیں

ادریس آئیں

لوط آئیں

یحییٰ آئیں

زکریا آئیں

سلیمان آئیں

داؤد آئیں

ابراہیم آئیں

اسماعیل آئیں

یعقوب آئیں

موسیٰ آئیں

عیسیٰ آئیں

علیہم الصلوٰت والتسلیمات

ختم نبوت کے دیوانو!

دیکھنا ذرا۔ گہری نظر سے دیکھنا۔ کوئی مسیلمہ تو داخل نہیں ہو رہا۔ کوئی اسود عنسی ۔کوئی غلام احمد تو نہیں داخل ہو رہا ہے۔ اگر نہیں داخل ہو رہا اور یقیناً نہیں داخل ہو رہا تو فیصلہ تو یوم میثاق نبیین میں ہی ہو گیا کہ

که جو سچا تھا وہ باہر نہیں رہا

اور جو جھوٹا تھا وہ اندر نہیں گیا

جب ہاؤس فل ہو گیا!

اور تمام انبیاءؑ تشریف لے آئے تو کاروائی شروع ہو گئی............کس چیز کی کاروائی۔

سیرت مصطفےٰ ﷺ کی کاروائی

عظمت مصطفےٰ ﷺ کی کاروائی

رفعت مصطفےٰ ﷺ کی کاروائی

میثاق انبیاء کی کاروائی

اور سچ پوچھو تو

ختم نبوت ورسالت کی کاروائی

آپ کا اجلاس صدارت سے شروع ہوتا ہے۔

آپ کی اجلاس تلاوت سے شروع ہوتا ہے۔

مقرر اور ہوتا ہے اور اسٹیج سیکرٹری اور ہوتا ہے۔

مگر آج کا اجلاس شان والا

اجلاس کا آغاز کرنے والا شان والا

سامعین شان والے اور مقرر شان والا

سبحان اللہ

حلف لینے کا آغا خود خالق کائنات فرماتے ہیں۔ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ اور جب عہد لیا اللہ تعالی نے (خود) نبیوں سے معلوم ہوا عہد لینے والا خدا............عہد کرنے والے انبیاء

لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ

جب دوں گا تمہیں کتاب اور حکمت ۔(مفہوم)

عہدے نامے کی عبارت شروع ہوتی ہے کہ میں تمہیں اس شرط پر کتاب اور حکمت عطا کروں گا کہ

ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّه

کہ پھر تمہارے پاس رسول آئے گا............جو مصدق ہوگا۔

کن باتوں کا مصدق ہوگا یا کن چیزوں کا مصدق ہوگا۔

لِمَا مَعَکُمْ.........................جو کچھ تمہارے پاس ہوگا۔

کتاب ہوگی تو اس کا مصدق ہوگا

نبوت ہوگی تو اس کا مصدق ہوگا

رسالت ہوگی تو اس کا مصدق ہوگا

صحیفہ ہوگا تو اس کا مصدق ہوگا

وحی ہوگی تو اس کا مصدق ہوگا

وہ جس کی تصدیق کرے گا

وہی صاحب کتاب ہوگا

وہی صاحب نبوت ہوگا

وہی صاحب رسالت ہوگا

وہی صاحب صحیفہ ہوگا

وہی صاحب وحی ہوگا

اس لیے

خیال کرنا ہوگا مدعی کو

جتنا دعوٰی کرنا آسان ہوگا

اتنی ہی تصدیق کرانا مشکل ہوگی

اس لیے کہ

مدعی کا پہلے ہونا ضروری ہوگا

اور مصدق کا آخر میں آنا ضروری ہوگا

دعوٰی کرنے والے کو ترتیب یاد رکھنی چاہیے۔ کہیں ترتیب کا آگے پیچھے ہونے سے نبوت کی فہرست سے نام ہی نہ کٹ جائے۔

اس لیے سوچنا چاہیے۔

جھوٹی نبوت کے دعویداروں کو

مسیلمہ کو، اسود عنسی کو، غلام احمد کو

کہ تم دعوٰی تو کر بیٹھے مگر............ترتیب بھول گئے۔ اب کا دعوٰی تو تمہارے کاغذات پر

موجود ہے۔تصدیق نہیں ہے؟

کیوں .... بولتے کیوں نہیں، تصدیق کرنے والا تو جا چکا ہے اور نبوت کا دفتر بند ہو چکا ہے!

اب تم بتاؤ تصدیق کہاں سے کراؤ گے؟ سوچ کر بتاؤ؟

خطیب کہتا ہے

تم سوچتے رہو؟

ہم نے تو سوچ لیا ہے

کہ جس نبوت کی تصدیق

میرآ قا مصدق الانبیاء........... محمد ﷺ نہیں فرمائیں گے!

اور جو مدعی نبوت کے بعد ہوگا وہ دجال تو ہوسکتا ہے نبی نہیں ہوسکتا مسلمان کٹ سکتا ہے، مگر جھوٹے نبی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ غیر مصدقہ نبوت ہے

ہم نے غیر مصدقہ فارم نہیں مانے

غیر مصدقہ نبی کیسے مانیں؟ سبحان اللہ

وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگ حشیش

جس نبوت میں نہیں شوکت و حشمت کا پیغام

اور

مسیلمہ کے جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں

کتر کے جیب لے گئے پیغمبری کے نام پر

معزز سامعین .... یہ لفظ ثـــم بھی تو عجیب ہے نا؟ یہ آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ یہ کہتا ہے کہ پہلے مجھے سمجھنے کی کوشش کرو کہ میں کیا ہوں؟

اچھا جی آپ فرمایئے آپ کیا ہیں؟

فرمایا کہ مجھے ثم کہتے ہیں؟

میں حد فاصل کا کام کرتا ہوں

اہل علم نے میرا تعارف کرایا ہے کہ

ثـم لـلتـراخی...........ثم کلام عرب میں وہاں تشریف لاتے ہیں جہاں پہ بتانا ہو کہ اب ان کے بعد جو آئے گا وہ دیر سے آئے گا۔ جیسے کوئی کہے کہ **جـاء نـی القوم ثم زید** میرے پاس قوم آئی پھر (سب کے بعد) زید آیا تھوڑا اٹھہر کر آیا...........اس سے ثابت ہوا کہ جس کلام میں میں آجاؤں (یعنی ثم آجائے) وہاں میرے بعد آنے والا تاخیر سے آئے گا اور سب سے آخر میں آئے گا۔

اس لیے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جب تمہیں کتاب اور حکمۃ مل چکی ہوگی اور تم اپنی اپنی نبوت کا اعلان کر چکے ہوگے تو پھر

ثُـمَّ جَـا ءَ کُـمْ رَسُوْلٌ...........پھر تمہارے پاس میرے رسول ﷺ تشریف لائیں گے۔ مولی وہ کون ہوں گے؟

فرمایا محمد ﷺ وہ سب کے بعد آئیں گے اور سب کے مصدق بن کر آئیں گے!

سبحان اللہ

اے انبیاء کرام پھر تم سب کی ڈیوٹی معلوم ہے کیا ہوگی؟

فرمایئے مولیٰ کریم؟

پھر تمام انبیاءؑ کی دو ڈیوٹیاں ہوں گی!

کون کون سی دو؟

فرمایا!

لَتُوْ مِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُ نَّهٗ

ا: تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا

۲: تمہیں اس کی نصرت کرنا ہوگی

خطیب کہتا ہے

مولیٰ یہ فرمائیں کہ جب تمام انبیاءؑ سرکارِ دوعالم ﷺ سے پہلے آچکے ہوں گے تو یہ ایمان کیسے لائیں گے اور نصرت کیسے کریں گے!

یَا لِلْعَجَبْ.....................................

فرمایا کہ وہ وعدہ کرنا ان کا کام

پورا کرنا میرا کام

پہلے وعدہ تو کرالوں!

قَالَ ءَ اَقْرَرْ تُمْ وَاَخَذْ تُمْ عَلٰی ذَالِکُمْ اِصْرِی

فرمایا مولیٰ کریم نے اے انبیاءؑ کیا آپ اس بات کا اقرار کرتے ہیں اور اس وعدے اور عہدے کو نبھانے کا عزم بالجزم کرتے ہیں؟

سب نے بیک زبان ہوکر عرض کیا کہ

اَقْرَرْ نَا.........................

ہم نے اقرار کیا

یہ وعدہ ضرور نبھائیں گے اور تیرے محبوب محمد ﷺ پر ایمان بھی لائیں گے اور تعاون اور نصرت بھی کریں گے! اس اقرار کے بعد جب یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوگئی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

فَا شْهَدُ وْ اوَاَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشَّا هِدِیْنَ

تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دینے والوں میں ہوں گا!

یعنی جب میرا حبیب یہ دعویٰ کرے گا کہ

محمد رسول اللہ ﷺ

تو اس دعویٰ کا پہلا گواہ

اللہ

دوسرے گواہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ

ثابت ہوا کہ

محمد رسول اللہ.................اللہ محمد کی رسالت کو گواہ انبیاء محمد ﷺ کی رسالت کے گواہ۔

دعویٰ...........بہت مضبوط

گواہ...........بہت مضبوط

جرح کرنے والے سوچ لیں

گواہ توڑنے محال ہیں

اللہ پر جرح کروگے فرعون بنوگے

اللہ پر جرح کروگے نمرود بنوگے

اللہ پر جرح کروگے شداد بنوگے

اللہ پر جرح کروگے شیطان بنوگے

اور اگر

انبیاء پر جرح کروگے قوم نوح کی طرح برباد کردیئے جاؤگے۔

قوم ثمود کی طرح الٹ دیئے جاؤگے

قوم نمرود کی طرح نیست و نابود کردیئے جاؤگے

قوم موسیٰ کی طرح ذلت رسوائی تمہارا مقدر بن جائے گی

اور قریش کی طرح فی النار والسقر کردیئے جاؤگے

اور بتاؤں؟

ابولہب بن کے آؤگے تو دونوں ہاتھ توڑ دیئے جائیں گے

ابوجہل بن کے آؤگے تو بدر کا کناں تمہاری رسوائی کا نشان بن جائے گا

سراقہ بن کے آؤ گیا تو زمین میں دھنسا دیئے جاؤگے

عتبہ اور شیبہ بن کے آؤگے تو قتیل بدر بن جاؤگے

غلام احمد بن کے آؤگے تو ہیضہ کی موت سے بیت الخلاء میں ذلت و

رسوائی کی موت مروگی۔

خطیب کہتا ہے

وکیل جرح نہ بنو

وکیل صفائی بن جاؤ!

ابوبکرؓ بن کے آؤ گے تو صدیق بن جاؤ گے

عمرؓ بن کے آؤ گے تو فاروق بن جاؤ گے

عثمانؓ بن کے آؤ گے تو ذوالنورین بن جاؤ گے

علیؓ بن کے آؤ گے تو اسداللہ الغالب بن جاؤ گے

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

خود نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظرے تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

میر مولیٰ آپ مصطفٰی کی رسالت کے گواہ کیوں بن گئے؟

فرمایا کہ

پہلے نبی اپنے علاقوں کے نبی تھے

میرا محبوب تمام کائنات کا نبی ہے

اس لیے اس کی رسالت عام ہے وَمَا اَرْ سَلْنٰکَ اِلاَّ کَا فَّۃً اللّنَاسِ۔ تو ضروری ہے کہ گواہی بھی عام ہو

اس لیے محمد ﷺ کی رسالت کا میں گواہ بن گیا۔ جس جگہ محمد ﷺ کی رسالت ہوگی وہیں وہیں میری گواہی بھی ہوگی

مثلاً

کسی خطہ میں کوئی رسالت کا دعویٰ کرتا ہے میں وہیں پر گواہی دوں گا کہ میرا محبوب رسول ﷺ ہے اب ان کے بعد کسی نبوت کی ضرورت نہیں، میں گواہی دیتا جاؤں گا۔ جھوٹا دعویٰ کرنے والا

بھاگتا جائے گا۔ جب میں یوں کہہ دوں گا۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

محمدتم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ اور نبوت کو ختم کرنے والے ہیں۔

یہ میری گواہی جھوٹے مدعیان نبوت پر بھاری ہوگی!

اسی طرح ابنیاء گواہی دیں گے! اس لیے جرح کے وکیلوں کو سوچنا چاہیے اور بغیر کسی کٹ حجتی اور ہٹ دھرمی کے دامن رسالت کے ساتھ وابستہ ہو جانا چاہیے!

صرف اسی بات پر گواہ نہیں ہوں گا۔

بلکہ ان کے	قول کا گواہ
ان کے	فعل کا گواہ
ان کے	سفر کا گواہ
ان کے	حضر کا گواہ
ان کی	خلوت کا گواہ
ان کی	جلوت کا گواہ
انکے	یاروں کا گواہ
انکے	ماہ پاروں کا گواہ
ان کی	غار کا گواہ
انکے	رفیق غار کا گواہ
انکی	ازواج کا گواہ
انکے	اہل بیت کا گواہ
انکی	عائشہؓ کا گواہ

وہ اگر فرمائیں گے

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ تو گواہی میں دوں گا

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا الله

تو

گواہی میں دوں گا۔

قُلْ سُبْحَا نَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْ لاً

تو گواہی میں دوں گا

قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِی خَزَائِنُ اللهِ

تو گواہی میں دوں گا

وَلا اَعْلَمُ الْغَيْبَ

تو گواہی میں دوں گا

قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّ لاَ ضَراًّ

تو گواہی میں دوں گا

ان کے ہر ایک مقدمے کا گواہ.................کون؟

اللہ

اوران کے مقدمے پر جرح کرنے والا

جھلا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ...... اور...... اَكْثَرُ هُمْ لَايَعْقِلُوْنَ

خطیب کہتا ہے

مولائے کریم ہم نے سمجھ لیا کہ دعویٰ بھی مضبوط اور گواہ بھی مضبوط۔

اب ہمیں یہ بھی بتایا جائے کہ

یوم میثاق انبیاءؑ سے وعدہ تو کرالیا کہ

لَتُؤْ مِنُنَّ بِهِ

وَ لَتَنۡصُرُنَّهُ

ایفائے عہد کیسے ہوگا۔ثُم کہتا ہے کہ حضور ﷺ سب کے بعد آئیں گے تو پھر ایمان لانے کی کیا صورت ہوگی اور تعاون ونصرت کی کیا شکل ہوگی!

ارشاد ہوتا ہے کہ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ.

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا تھا ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو اپنی قدرت کے نمونے وہی سننے والا اور دیکھنے والا

اے جبرائیل؟

آج اعلان کردو کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں جمع ہوجائیں تاکہ ان سے عہد میثاق پورا کردیا جائے! آج میرے محبوب محمد ﷺ معراج کے لیے تشریف لانے والے ہیں۔ان کی پہلی منزل مسجد اقصیٰ ہوگی اور یہیں پر عہد میثاق کی عملی شکل منصۂ شہود پر آجائے گی!

چنانچہ تمام انبیاءؑ کا اجتماع مسجد اقصیٰ میں ہوجاتا ہے!

حضور ﷺ کی سواری آگئی!

جبریل نوری سواری کو باندھ دیتے ہیں!

انبیاءؑ سرکارِ دوعالم ﷺ کا استقبال کرتے ہیں۔سب سے پہلے حضرت آدمؑ سرکارِ دوعالم ﷺ کو خوش آمدید کہتے ہیں

ایک ایک کر کے انبیاءؑ سے تعارف ہوتا ہے اور وہ سب نبی ﷺ کی ذات گرامی پر فخر کرتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔

اس کے بعد مرحلہ وار تمام امور سرانجام پاتے ہیں۔آخر میں اذان ہوتی ہے

اللہ اکبر، اللہ اکبر

اشہدان لا الٰہ الا اللہ

اشہدان لا الٰہ الا اللہ

جبریل توقف کرتے ہیں کہ آگے میں کس کا نام لوں؟

یہاں تو آدمؑ سے لے کر حضرت عیسٰیؑ تک تمام انبیاؑ موجود ہیں۔

عرش سے آواز آتی ہے

جبریل کیا سوچتے ہو!

جس محمد کا کلمہ پڑھنے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کو جمع کیا ہے انہی کا کلمہ آپ پڑھ دیں۔ چنانچہ اذان کی صدا بلند ہوتی ہے کہ

اشهدان محمد رسول الله

جواب میں تمام انبیاؑ علیہم السلام بھی فرماتے ہیں کہ **اشهدان محمد رسول الله** انبیاءؑ نے جونہی اس کلمہ کو اپنی زبان سے دہرایا مولائے کریم کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے محبوب پیغمبرو! اور لاڈلے نبیو! میں نے جو تمہارے ساتھ عہد کیا تھا آج اس کی تصدیق وتوثیق ہو گئی۔ تم نے اشہدان محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھ کر اس بات کی تصدیق کر دی کہ میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ نہ صرف دوسرے لوگوں کے نبی ہیں۔ بلکہ میرے محبوب تو تمام انبیاء کے بھی نبی ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں! اور اعلان کرتا ہوں کہ تم اپنے اپنے دائرے میں تمام مخلوق کے نبی ہو۔ میرا محبوب تمہارا بھی نبی ہے۔ اس لیے اس کو اس پیارے لقب سے یاد کیا جائے گا کہ

نبی الانبیاء............یعنی

''سب نبیوں کا نبی''

معزز سامعین! ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے حضور ﷺ

فرش کے نبی

عرش کے نبی

چاند کے نبی

سورج کے نبی

حیوانات کے نبی

جمادات کے نبی

فقہاکے نبی

علماءکے نبی

اصفیاکے نبی

اتقیاء نبی

اپنوں کے نبی

بیگانوں کے نبی

بلکہ نبیوں کے نبی

اسی لیےآپ نے ارشادفرمایا کہ **لَوْ كَانَ مُوْ سٰى حَيًّا لَمَا وَسِعَه اِلَّا اِتِّبَا عِيْ**

روایات میں آتا ہے۔

انا سید ولد آدم یوم القیا مة وانا اکرم الاو لین والا خرین و بیدی لوا ء الحمد ولا فخر . ومامن نبی یو مئذ آدم فمن سواہ الا وھو تحت لوائی (معدارج النبوۃ)

میں قیامت کے دن اولادآدم کا سردار ہوں گا، پہلے اور پچھلے تمام لوگوں کا میں محترم پیشوا ہوں گا۔اس دن خدا کی حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔

لیکن میں فخر نہیں کرتا

آدمؑ سے لے کرا تمام انبیاؑ میرا جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔مضمون کو شیخ سعدی شیرازی (قدس سرہ) اپنے عاشقانہ رنگ میں اس طرح ادا کرتے ہیں کہ سماں بندھ گیا اور تمام تقریر کا نچوڑ اس ایک شعر میں آ گیا۔

فرماتے ہیں کہ

تو اصل وجود آمدی ازنخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

فرمایا! اے محبوب آپ ازل ہی سے نبوت کی نبیاد دیے گئے تھے اور دوسرے تمام آپ کی سر سبز شاخیں ہیں۔

سیدی و مرشدی حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (قدس سرہ) نے اس کو اپنی عاشقانہ اور بالکل ہی اچھوتا انداز دیا ہے قصائد قاسمی میں فرماتے ہیں کہ

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور شمس گر اور انبیا ء ہیں شمس نہار

خطیب کہتا ہے

سرکار نبیوں کے نبی
سرکار ولیوں کے نبی
سرکار عرشیوں کے نبی
سرکار فرشیوں کے نبی

اس لیے ہمارا عقیدہ ہے کہ نہ تو
عقیدہ توحید کے بغیر ایمان سلامت رہ سکتا ہے
اور نہ ہی
عقیدہ ختم رسالت اور فضلیت مصطفٰی ﷺ کے بغیر سلامت رہ سکتا ہے۔

حضرات گرامی!

اذان ختم ہوتی ہے تو نماز پڑھانے کا مرحلہ آتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز کون پڑھائے؟

آدمؑ پڑھائیں یا نوحؑ
ابراہیمؑ پڑھائیں یا اسماعیلؑ
زکریاؑ پڑھائیں یا یحیٰؑ

یعقوبؑ پڑھائیں یا یونسؑ

موسیٰؑ یا عیسیٰؑ

مشورے ہو رہے ہیں

جبرائیل آگے بڑھتے اور سرکارِ دو عالم ﷺ سے عرض کرتے ہیں۔

تقدم وصل رکعتین باخوانک من المرسلین (معدارج النبوۃ)

حضور اپنے بھائی انبیاءؑ کی نماز کی امامت فرمائیں

خطیب کہتا ہے

حضور ﷺ کی موجودگی میں اگر نبی مصلے پر نہیں آسکتا تو پندرھویں صدی کا ملال بھی نہیں آسکتا

ملاں سے کہو

یا عقیدہ چھوڑ

یا مصلے چھوڑ

انشاءاللہ۔ آپ بے فکر رہیں یہ حلوائی ملاں عقیدہ تو چھوڑ سکتا ہے مصلے نہیں چھوڑ سکتا۔

کیونکہ مصلے ہے تو حلوہ ہے

مصلے ہے تو ساتا ہے

مصلے ہے تو تیجہ ہے

مصلے ہے تو چالیسواں ہے

مصلے ہے گیارہویں شریف ہے

مصلے ہے تو کھیر ہے

مصلے ہے تو نذر و نیاز ہے

مصلے ہے تو ٹکر گوائی ہے

یہ سب مصلے کی برکات ہیں۔ اس کو چھوڑ دیا جائے تو من وسلوی اور کھانے پینے کے تمام کاروباری دروازے بند ہوتے ہیں۔ اس لیے عقیدہ جلدی چھوڑ دے گا۔ مصلے نہیں چھوڑ سکتا!

حاضرین کرام! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی تشریف آوری پر تمام انبیاءؑ مقتدی بنتے ہیں اور میرے حضور ﷺ فداہ ابی وامی مقتدا بنتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو انبیاءؑ سے وعدہ لیا تھا کہ

ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ

تو آج مسجد اقصیٰ میں ایمان لانے کی ایک ایسی روح پرور اور ایمان افروز تقریب ہوئی جس میں انبیاءؑ بھی حضرت محمد ﷺ کی اقتدا کر کے آپ کی سیادت و قیادت پر ایمان لے آئے سبحان اللہ

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

ایک دن بابا سعدی پھر موج میں آتے ہیں اور میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی شان جامعیت ارشاد فرماتے ہیں کہ

یتیمے کہ نا کردہ قرآن درست
کتب خانہ چند ملت بشست

وعدہ پورا ہو گیا

انبیاءؑ کیساتھ یوم میثاق میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا۔ آج معراج کی رات وہ وعدہ پورا کر دیا گیا اور آج کی رات تمام انبیاءؑ سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات گرامی پر اعتماد و یقین کا ووٹ دے کہ اس وعدے اور اقرار نامے کامیاب ہو گئے۔

اور حضور ﷺ تمام انبیاءؑ کے نبی الانبیاء قرار پا گئے

ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

نبیوں کے نبی............سبحان اللہ

لیکن ٹھہرئیے ابھی میثاق کی ایک شق باقی ہے اور اسے بھی ہوتے دیکھنا ہے آیئے ذرا مینارہ جامع دمشق کی طرف چلیے، وہ دیکھیے بھلا کون تشریف لا رہے ہیں

خطیب کہتا ہے

عیسٰیؑ نازل ہوکر وَلَتَنْصُرُنَّهُ کا عملی مظاہرہ فرمائیں گے۔

معزز حاضرین

آپ کو اس آیت کریمہ کی تفسیر کے لیے تھوڑی دیر علامہ ابن کثیرؒ کے گلشن سدا بہار تفسیر ابن کثیر کی سیر کرادوں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ کا عملی مظاہرہ کس طرح عمل میں آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی تکمیل کس طرح ہوگی۔

حضرت علامہ ابن کثیر قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

عن علی و ابن عباس المیثاق تفسیر آیة بعث الله بنیا من الا نبیاء الا اخذ علیه المیثاق لئن بعث الله محمد ا وهو حیی لتو منن به ولتنصر نه وامره ان یاخذ المیثاق علیٰ امته لئن بعث محمد وهم احیا ء لتو منن به ولتنصر نه ابن کثیر ج .

ترجمہ: حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہیں کہ اللہ نے ہر نبی سے یہ عہد لیا کہ اگر اللہ رسول ﷺ کو بھیجے اور وہ زندہ ہوں تو ضرور ایمان بھی لائیں اور مدد بھی کریں اور ہر نبی کو یہ حکم دیا گیا کہ اپنی امت سے یہ عہد لیں کہ محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے اور مدد بھی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں جس نبی کو کسی قوم کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تو اس سے یہ عہد ضرور لیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اس وقت زندہ ہو جب کہ محمد ﷺ کی بعثت ہوگی تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور جو امتی موجود ہوں۔ وہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں۔ اگرچہ میثاق النبیین اس طرح بھی پورا ہوا جس کو آپ سن چکے ہیں۔ تاہم ازل میں چونکہ اس عہد و میثاق کے اول مخاطب حضرات انبیاء و رسل تھے۔ اس لیے اس میثاق کی عملی حیثیت کا

یہ تقاضا بھی تھا کہ خود انبیاء اور رسل میں سے کوئی نبی یا رسول اس عہد و میثاق عملی کا عملی مظاہرہ کر کے دکھائے تا کہ یہ خطاب اولین براہِ راست بھی موئثر ثابت ہو۔ اس لیے سرکارِ دو عالم ﷺ کی صف خاتم النبیین اور ازل مقدر میثاق النبین کا اجتماع صرف اسی ایک شکل میں ممکن تھا کہ انبیاء کے سابقین میں سے کوئی ایک پیغمبر بعثت محمد ﷺ کے بعد نزول فرمائیں، وہ خود ان کی امت کا عملی دنیا کے سامنے خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان لائیں اور دین حق کی مدد نصرت کا عملی مظاہرہ کریں تا کہ

لَتُؤْ مِنُنَّ أبِ بِهِ وَلَتَنْصُرُ نَّهُ کا وعدہ حق پورا ہو جائے!

تمام انبیاءؑ نے اگر چہ اپنے اپنے زمانہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی نبوت کی بشارت دی ہیں لیکن یہ خصوصیت حضرت عیسیٰؑ ہی کے حصہ میں آئی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے لیے تمہید اور براہِ راست منادی کرنے والے اور بشیر بن گئے۔

عیسیٰؑ نے اپنی امت کو ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

انی رسول الله اليكم مصد قالما بين يدى من التوراة و مبشر ا بر سول يا تی من بعد اسمه احمد.

اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں تمہارے پاس جو تورات ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہیں ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور ان کا اسم گرامی ....احمد ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء کا یہ حق تھا کہ وہ خاتم الانبیا کی تشریف آوری کا منادی کرنے والا اور مبشر ہو۔ اس لیے حکمت ربانی کا یہ فیصلہ ہوا کہ میثاق النبین کے وقار کے لیے حضرت عیسیٰؑ کو منتخب کیا جائے اور اس معاملہ میں وہی تمام ابنیاء اور رسول کی نمائندگی کریں تا کہ امتوں کی طرف سے ہی نہیں بلکہ براہ راست انبیاء و رسل کی جانب سے وفائے عہد کا عملی مظاہرہ ہو سکے! اسی حقیت کے پیش نظر سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

انا اولی الناس بعيسى ابن مريم لانه لم يكن نبی بينی و بينه

میں عیسیٰؑ کے زیادہ قریب ہوں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، مگر قرآن

چونکہ خدا کا آخری پیغام ہے اور انا لہ لحافظون کے وعدہ ربانی نے اس کو قیامت تک تحریف سے محفوظ کر دیا ہے اس لیے قدرتی طور پر اس کے ثمرات دوسرے انبیا کی تعلیم کے مقابلے میں طویل مدت تک اپنے کام کرتے رہیں گے اور اس کی روشنی سے قلب کو گرمانے اور اطاعت ربانی کی تیاری کرنے کے لیے علمائے امت زندگی بھر کام کرتے رہیں گے۔ لیکن جب حضور ﷺ کی بعثت کو طویل عرصہ ہو جائے گا امت مرحومہ کے عملی قوی میں انتہائی اضمحلال پیدا ہو کر یہ کیفیت ہو جائے گی کہ ان کی بیداری کے لیے صرف علما کی قوت کارگر ثابت نہیں ہوگی، وہ وقت اور وہ دور اس بات کا تقاضا کرے گا کہ اب کوئی قائم بالحجۃ آئے اور امت کو سنبھالا دے تو اس وقت مشیت الٰہی جوش میں آئے گی اور حضرت عیسیٰؑ جو اس وقت کے لیے مامور ہیں وہ میثاق ازل کی نما ئندگی کے لیے تشریف لائیں گے اور لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ کا عملی مظاہرہ فرمائیں گے.................سبحان اللہ

اسی لیے سرکارِ دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ عیسیٰؑ تشریف لائیں گے اور

یدعوالناس الی الا سلام ویھلک اللہ فی زمانہ امللل کلھا الا الا سلام

حضرت عیسیٰؑ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے اور تمام باطل ملتوں کو اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مٹا دیں گے صرف اور صرف اسلام باقی رکھا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں قیامت کے قریب نازل ہوں گے!

حضور ﷺ کے دین کے مبلغ بن کر آئیں گے اور آپ کا اور آپ کے دین کا ڈنکا بجائیں گے۔

آپ کی سنتوں کو زندہ کریں گے

اور بدعات مٹائیں گے

اور پھر خود بھی اور آپ کی امت بھی کملی والے کا کلمہ پڑھ کر بھری دنیا میں محمد ﷺ کی نصرت اور اعانت فرمائیں گے

صدق اللہ و صدق رسولہ النبی الکریم

چوتھا خطبہ
ربیع الاول

سراجاً منیراً

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًاوَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. (پ ۲۲، سورہ احزاب)

ترجمہ: اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا ور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے، چمکتا چراغ۔

حضرات گرامی: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی پانچ صفات اور آپ سے طرز خطاب کا سلیقہ بیان فرمایا ہے، یوں تو رحمت دو عالم کی تعریف سے قرآن بھرا پڑا ہے، مگر ان پانچ صفات میں تو سمندر کوزے میں بند کر دیا ہے۔

شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ، اور سراج منیر، اگر ہر ایک صفت پر سیر حاصل بحث اور تبصرہ کیا جائے تو اس سے مضمون طویل ہو جائے گا۔ اس لیے اختصار کے ساتھ تمام صفات کے متعلق کچھ نہ کچھ عرض کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالی نے جس پیغمبر اعظم ﷺ کی اس آیت میں پانچ صفتیں بیان فرمائی ہیں پہلے ان سے خطاب کا طریقہ سکھلا دیا کہ دیکھو جب میرے پیغمبر ﷺ سے خطاب کرنا ہو تو ان کو نام لے کر خطاب نہ کرنا، بلکہ جس طرح میں ان سے خطاب کروں، اسی طرح تم بھی خطاب کیا کرو۔ میں نے سارے قرآن میں کہیں بھی آپ کا نام لے کر آپ کو خطاب نہیں کیا۔ تمام انبیاءؑ کو خطاب نام لے کر کیا گیا ہے جیسے۔

۱ :یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَ وْ جُکَ الْجَنَّةَ

اے آدم ٹھہر تو اور تیری بیوی جنت میں۔

آدمؑ کی خطاب فرمایا تو نام لیا گیا۔

حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت جب بیٹے سے فرمایا کہ اے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو جا۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ

قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ

اس نے کہا کہ پہاڑ پر چڑھ کی اپنی جان بچالوں گا۔ فرمایا کہ نہیں بچا سکے گا اللہ کے فیصلے سے آج کے دن کوئی بھی مگر جس پر اس نے رحم کیا اور حائل ہوگئی ان کے درمیان موج اور ہو گیا وہ غرق ہونے والوں سے

حضرت نوحؑ نے جب بیٹے کو غرق ہوتے دیکھا تو دعا کی۔

رَبِّ ابْنِی مِنْ اَهْلِي وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَا كِمِيْنَ

اے پروردگا یقیناً یہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو احکم الحاکمین ہے

۲: تو ارشاد ہوا

یَا نُوحُ اِنَّهُ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ

اے نوح یہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوحؑ سے خطاب کیا تو نام لے کر ہی خطاب فرمایا گیا۔

۳: حضرت داوٗدؑ کو فرمایا گیا

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ

اے داوٗدؑ ہم نے آپ کو زمین کا خلیفہ بنایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت داوٗدؑ کو خطاب ان کے نام سے فرمایا گیا۔

۴: حضرت زکریاؑ نے جب اللہ تعالی سے بڑھاپے میں بیٹا مانگا تو جواب میں ارشاد فرمایا گیا

کہ۔

یا زَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ نِ اسۡمُهٗ یَحۡیٰی

اے زکریاؑ ہم نے بشارت دی آپ کو بیٹے کی جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

اس معلوم ہوگیا کہ حضرت زکریاؑ کو بھی خطاب نام ہی لے کر کیا گیا۔

۵: حضرت یحییٰؑ کی باری آئی تو انہیں بھی نام لے کر خطاب فرمایا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰیَحۡیٰی خُذِالۡکِتٰبَ بِقُوَّةٍ

اے یحییٰ اٹھالے کتاب زور سے۔ سورۃ مریم پ۱۲ رکوع ا

۶: حضرت ابراہیمؑ نے جب بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس قربانی کو قبول فرمالیا تو ارشاد فرمایا گیا کہ۔

وَنَادَیۡنٰهُ اَنۡ یّٰاِبۡرٰهِیۡمُ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّؤۡ یَا. اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ.

(پارہ ۲۳ والصفت رکوع ۳)

اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو بھی نام لے خطاب کیا گیا۔

۷: حضرت موسیٰؑ کو ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی قَالَ هِیَ عَصَایَ (پارہ ۱۶ سورۃ طٰه رکوع ۱)

اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ بولا میری لاٹھی ہے

حضرت موسیٰؑ کو بھی نام لے کر خطاب کیا گیا۔

۸: حضرت عیسیٰؑ کو خطاب فرمایا تو ارشاد ہوا۔

وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ءَ اَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَاُمِّیَ اِلٰهَیۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ. (پارہ ۷ مائدہ رکوع ۱۶)

اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا لوگوں سے کہ ٹھہرالو مجھ کواور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے۔

غرض عیسیٰؑ کو بھی خطاب نام لے کر کیا گیا۔

غرضیکہ حضرت آدمؑ ، حضرت نوحؑ ، حضرت داوٗدؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحیٰؑ ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ ۔ ان تمام انبیاء کو نام لے کر خطاب کیا گیا۔مگر جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالی نے طرز خطاب ہی بدل دیا۔نام لے کر خطاب کرنے کی بجائے کہیں ارشاد فرمایا **یَـا اَیُّھَـاالنَّبِیُّ** کہیں ارشاد ہوا **یَـا اَیُّھَـاالرَّسُوْلُ** اور کسی مقام پر فرمایا۔**یَا اَیُّھَاالْمُزَّمِّلُ** اور کہیں **یَا اَیُّھَاالْمُدَّثِّرُ** اور **یٰسین** کے پیارے خطاب سے نوازا۔

مقام فکر

اس مقام پر سوچنا چاہیے کہ جب رحمت دو عالم ﷺ کو اللہ تعالی نام لیکر یعنی یا محمد کہہ کر خطاب نہیں فرماتے تو اس صدی کا جاہل اور گستاخ ملا کیونکر یا محمد کہہ کر خطاب کرسکتا ہے۔

جو حضرات !اساں یا محمد کہنا اے۔اینہاں نجدیاں سڑ دے رہنا ایے،اس قسم کے اشعار پڑھتے ہیں۔وہ گستاخ رسول ﷺ ہیں۔انہیں رحمت دو عالم ﷺ سے محبت نہیں ہے بلکہ اس طرح وہ بھی بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

آپ ہی سوچیں کہ اگر ایک بیٹا اپنے والد کو نام لے کر آواز دے گا تو سب لوگ اسے بے ادب اور بدتمیز کہیں گے اور اگر وہی بیٹا ابا جی کہہ کر خطاب کرے گا تو لوگ اسے باادب اور سلیقہ شعار قرار دیں گے اور اسی طرح اگر ایک شاگرد استاد کو نام لیکر بلائے گا تو لوگ اسے بدتمیز کہیں گے اور اگر استاد جی کہہ کر خطاب کرے گا تو اسے باادب قرار دیا جائے گا۔

جیسے ایک بیٹا باپ کو نام لیکر آواز دے اور شاگرد استاد کو نام لے کر خطاب کرے تو وہ بے ادب قرار دیے جائیں گے اسی طرح اگر ایک امتی یا محمد کہہ کر سرکارِ دو عالم ﷺ کو آوازیں دے گا تو امتی کو بھی گستاخ اور بے ادب قرار دیا جائے گا۔جولوگ سرکارِ دو عالم ﷺ کو نام لے کر دور نزدیک سے آوازیں لگاتے ہیں۔شریعت مصطفوی میں ان کے متعلق قرآن نے اس طرح فیصلہ فرمایا

ہے۔

اِنَّ الَّـذِيْـنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ. (پاره ۲۶ سورة حجرات ع ۱)

جولوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔

جب حجرات سے باہر کھڑے ہو کر محمد ﷺ کہہ کر آوازیں لگانا درست نہیں ہے تو پاکستان اور دیگر مقامات سے اس طرح ندا کرنا کس طرح درست قرار دیا جائے گا۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

حضرات! اس ساری بحث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو نام لے کر خطاب نہیں کیا جا سکتا اسی لیے اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں آپ کی صفات بیان کرنے سے پہلے آپ کو **یَـا اَيُّهَـا النَّبِیُّ** کے معزز خطاب سے نوازا۔

شاہداً کا مفہوم

ارشاد ہوا کہ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے اس پہلی صفت میں جو لفظ شاہد بولا گیا ہے۔ اس کا معنی حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ نے ''بتانے والا'' کیا ہے۔ اس کا مطلب بعض مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ دلائل توحید بیان کرنے والے تھے۔ اس طرح شاہد کا مفہوم متعین ہو جانے سے کوئی اشکال نہیں باقی رہتا۔ اس کی صحیح تفسیر وہ ہے جو بخاری شریف اور ترمذی شریف میں منقول ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالی تمام مخلوق کو اکٹھا کرے گا اور تمام انبیاءؑ کو بھی جمع کیا جائے گا تو کافروں پر اتمام حجت کے لیے انبیاء سے سوال کیا جائے گا۔ مثلاً حضرت نوحؑ سے سوال کیا جائے گا کہ آپ نے اپنی امت کو تبلیغ کی تھی؟

آپ عرض کریں گے، ہاں میں نے ان کو تبلیغ کی تھی۔ اس کے بعد پھر حضرت نوحؑ کی امت سے سوال ہو گا کہ نوحؑ نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ حضرت نوحؑ کی امت انکار کر دے گی کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ اس پر اللہ تعالی حضرت نوحؑ سے فرمائیں گے کہ اے نوحؑ

آپ کا کوئی گواہ ہے؟ حضرت نوحؑ عرض کریں گے کہ یا اللہ میری گواہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ تو ہمارے زمانے میں موجود نہیں تھے۔اس لیے گواہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔اس پر امت محمد یہ جواب دے گی کہ ہم نے قرآن کریم پڑھا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت نوحؑ اور دیگر انبیؑا نے تبلیغ فرمائی تھی اور ہمارے نبی مکرم حضرت محمد ﷺ نے بھی ہمیں اس طرح فرمایا تھا۔ جب اللہ تعالی اوراسکے رسول نے یہ فرمایا تھا کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی ہے تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے اور دیگر انبیؑا نے سچ کہا ہے۔جب امت محمد یہ گواہی دے چکے گی، تو پھر سرکارِدوعالم ﷺ اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گےاورآپ گواہی دیں گے کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔

(بخاری جلد۲ ترمذی جلد۲)

چنانچہ قرآن پاک میں اس مضمون کواس طرح بیان کیا گیا ہے۔

لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا. (پارہ ۲ بقرہ)

تا کہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہواور رسول ﷺ تمہارےاو پر گواہ ہو۔

اس تفسیر نبوی سے شاہداً کا صحیح معنی متعین ہوگا۔اس آیت کریمہ کی تفسیر روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ،مگر کور باطن اس لفظ سے غلط استدلال کر کے عوام کو دھوکے اور فریب میں مبتلا کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ ان کے غلط استدلال اور گمراہ کن مغالطے کا بھی تجزیہ کر دیا جائے ،تا کہ اہل سنت ان کے دام تزویر میں نہ آسکیں۔

شاہد سے غلط استدلال

جن حضرات کوقدرت نے قرآن وحدیث کے مفہوم سے نا آشنا رکھا وہ اس گلشن کی مہکتی ہوئی کلیوں کی خوشبوسونگھ ہی نہیں سکتے۔شرک و بدعت کا ایسا نزلہ ہوا کہ تمام مشام بند ہو چکے ہیں ان کو تفسیر قرآنی سے بھلا کیا لگاؤ ہوسکتا ہےاور قرآن وسنت کی حقیقی لذت سے کس طرح بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔وہ جس طرح دین کی دوروادیوں میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔اسی طرح اس لفظ شاہد

کے معنی اور مفہوم سمجھنے سے بھی انہوں نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ چنانچہ وہ اس لفظ سے ستدلال کرتے ہیں کہ جب حضور گواہ ثابت ہوئے، تو گواہ کے لیے موقعہ پر موجود ہونا ضروری ہے اور جب تک موقع پر موجود نہیں ہوں گے تب تک امت کے احوال معلوم نہیں ہوں گے۔ اس لیے لازمی طور پر گواہ کے لیے موقعہ پر موجود ہونا ضروری ہوا اور جب آپ امتی کے پاس موجود ہوئے تو اس سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔

حضرات: ان علمی یتامیٰ سے پہلے تو یہ دریافت کریں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کو حاضر و ناظر ثابت کرنے کے لیے آپ اس قدر ہاتھ پیر مارتے ہیں۔ آپ سیدھے اور صاف طریقے سے نبی اکرم ﷺ پر حاضر و ناظر کا اطلاق قرآن مجید اور صحاح ستہ اور فقہا حنفیہ سے کیوں نہیں دکھا دیتے۔ اگر یہ لفظ حاضر و ناظر کوئی شرعی اصطلاح ہے تو میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ قرآن مجید نے یا حضور ﷺ نے یا خلفائے راشدین نے یا فقہائے حنفیہ نے کسی ایک مقام پر بھی رحمت دوعالم ﷺ کے لیے لفظ حاضر و ناظر کا اطلاق کیا ہو تو لایئے چشم ماروشن دل ماشاد **وھا تو ابر ھا نکم ان کنتم صادقین.**

مگر یقین مانیے قیامت برپا ہوجائے گی، ستارے اپنے مقام سے ہٹ جائیں گے۔ یہ علمی یتامیٰ یہ اصطلاح کہیں سے بھی ثابت نہیں کرسکں گے۔ چونکہ چنانچہ میں وقت ضائع کرتے رہیں گے۔ جو خدا آپ کے لیے شاہداً کا لفظ بول سکتا ہے۔ وہ حاضر و ناظر کا لفظ بھی قرآن مجید میں لاسکتا تھا۔

حضرات گرامی: یہ اصطلاح ایجاد بندہ ہے اسے شرعی عقیدہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اگر گواہ کے لیے موقعہ پر موجود ہونا ضروری ہے تو یہ ملاں جب التحیات کے آخر میں اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھتے ہیں تو یہ بتلاسکتے ہیں۔ کہ جس وقت سرکارِ دوعالم ﷺ نے نبوت کا دعوی فرمایا تھا تو یہ حضرات وہاں موجود تھے؟ اگر یہ حضرات وہاں موقعے پر موجود نہیں تھے تو یہ گواہی کس طرح دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے علم کلام میں تو گواہ کے لیے موقعہ پر موجود ہونا ضروری ہے۔ جب تکبیر میں شہادت دیتے ہیں تو اس وقت کیا اسی معنی میں ان

کی شہادت ہوتی ہے ۔ جنت دوزخ ۔ سدرۃ المنتہیٰ، آسمان دنیا کے علاوہ دوسرے آسمانوں کی گواہی دیتے وقت بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ دوزخ کا ملاحظہ تو کیا ہی ہوگا؟ سدرۃ المنتہیٰ کا مشاہدہ کیا ہے؟ اگر انہوں نے دیکھا ہے تو بتائیں اگر نہیں دیکھا تو ان کی موجودگی کی گواہی کیوں دیتے ہیں۔

یہ مفروضہ ان کا اپنا قائم کردہ ہے اسے حقیقت سے کوئی سا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ایسی کئی گواہیوں کا تذکرہ ہے جسے قرآن نے تسلیم کیا ہے۔ مگر شاہد موقعہ پر موجود نہیں تھا۔ مثلاً حضرت یوسفؑ نے دامن چھڑایا اور دروازوں کی طرف دوڑے تو اللہ تعالیٰ نے دروازے کو کھول دیا، جب آپ باہر تشریف لائے تو عزیز مصر دروازے پر کھڑا تھا۔ زلیخا نے فوراً کہا۔

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءً اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّمِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ. (پارہ ۱۲ سورۃ یوسف)

بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کہ نہ تھاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کرتا اس کا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے کرتا اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے۔

جس بچہ نے یا کسی دوسرے فرد نے یہ گواہی دی کیا وہ موقعہ پر موجود تھا؟ اگر نہیں تھا اور یقیناً نہیں تھا تو بتایئے تم اس گواہ کو سچا قرار دیتے ہو، اللہ تعالیٰ نے تو اسکی گواہی کو درست قرار دیا اور حضرت یوسفؑ نے بھی صحیح مانا اور عزیز مصر تک نے اس کو قبول کرلیا، مگر اس وقت کی فاحشہ عورتوں نے اس کو قبول نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ یہی رٹ لگاتی رہیں کہ

مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْم. یہ تو بشر نہیں بلکہ ایک فرشتہ ہے۔

بتایئے تم بھی عورتوں کے ساتھ ہو یا پیغمبر کی صداقت کو اس گواہی کی وجہ سے تسلیم کرتے ہو!

کہہ دو کہ اس گواہ کی گواہی کو تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ وہ موجود نہیں تھا؟ بولو نا اب تمہیں کوئی سانپ سونگھ گیا ہے۔ جس طرح ایک بچہ بن دیکھے ایک پیغمبر کی صداقت کا گواہ ہوسکتا ہے اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ بھی اپنی امت کی گواہی دیں گے۔ جس طرح اس معصوم بچے کی گواہی قابل قبول ہے اسی طرح اس معصوم پیغمبر ﷺ کی گواہی بھی قابل قبول ہوگی یا تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا کلمہ مت پڑھو یا آپ کی گواہی کو قبول کرو، یہ کیا کہ کلمہ بھی آپ کا پڑھو اور جرح بھی آپ پر کرو۔ یاللعجب۔

حضرات! اب آپ کو یہ بات اچھی طرح سمجھ آ گئی ہوگی کہ گواہ کے لیے موقعہ پر ہونا ضروری نہیں ہے ورنہ دین کے سینکڑوں مسائل سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

مبشراً کی توضیح

صفت شاہد کے بعد اللہ تعالی نے آپ کی صفت مبشراً بیان فرمائی ہے، اس کے متعلق حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ آپ ایمانداروں کو جنت کی بشارت دینے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ قرآن و حدیث میں کثرت سے اس کی مثالیں ملتی ہیں، کہ آپ نے ایمان باللہ اور اعمال صالحہ کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت دی ہے۔

نذیراً کی توضیح

جس طرح قرآن نے آپ کو مبشراً کی صفت سے نوازا ہے اسی طرح نذیراً کی صفت سے بھی معزز فرمایا ہے۔ نذیراً کے معنی ڈرانے والے کے ہیں، گویا کہ آپ اپنی امت کو جہاں بشارات خداوندی اور عنایات ربانی کی خوشخبری سناتے ہیں۔ وہیں پر آپ امت کو خداوند قدوس کے عذاب اور احتساب سے ڈرانے والے بھی ہیں، چنانچہ قرآن و حدیث میں سینکڑوں ایسے واقعات و مثالیں موجود ہیں جن میں آپ نے امت کو خدائی عذاب سے ڈرا کر اعمال صالحہ کی ترغیب دی ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو سرور کائنات محمد ﷺ کی پیروی اور اتباع کامل کی توفیق عنائت فرمائے، مفسرین کرام نے نذیراً سے مراد کفار کو عذاب خداوندی سے ڈرانے والا بھی مراد لیا ہے۔

داعیِ الی اللہ

مبشر ونذیر میں آپ کے داعی الی اللہ ہونے کی ابتدائی صفات کا تذکرہ کرکے اب آپ کی پیغمبرانہ زندگی کے اصل اور حقیقی کام کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو اللہ کی طرف دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت العلامہ ابن کثیرؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔کہ **وداعیا الی اللہ باذنہ ای وداعیاللخلق الی عبادۃ ربھم.**

یعنی آپ مخلوق کو ان کے رب کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر)

''عبادت رب'' کا مفہوم بہت وسیع ہے انسان اپنی زندگی کی تمام خواہشات کو جب تک اس مالک حقیقی کے احکامات سے مربوط نہیں کرلے گا، اس وقت تک ''عبادت رب'' کے حقیقی تقاضا کو پورا نہیں کرپائے گا۔جس قدر انبیاءؑ اس عالم میں تشریف لائے ہیں ان سب کی دعوت کا مرکزی نقطہ یہی عبادت رب ہی رہا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالی

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ . (پارہ ۳ سورۃ آل عمران رکوع ۸)

کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور حکمت اور پیغمبر بناوے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ کہ تم میرے بندے ہوجاؤ اللہ کو چھوڑ کر لیکن یوں کہیے کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔

حضرت یوسف نے جیل کے ساتھیوں کو ارشاد فرمایا کہ

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ .

(پارہ ۱۲ سورۃ یونس رکوع ۵)

اے رفیقو قید خانہ کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر یا اللہ اکیلا زبردست؟

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ .

(پارہ ۱ سورۃ بقرہ رکوع ۳)

اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ پرہیز گار بن جاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا کام اپنی عبادت کرانا یا اپنے سجدے کرانا اپنے آپ کو خدائی اختیارات کا مالک منوانا یا الوہی صفات کا حامل بتلانا نہیں ہوتا، بلکہ پیغمبر کا کام تو سب سے رشتہ توڑ کے رب سے جوڑنا مقصود ہوتا ہے خود اپنی زندگی کے متعلق پیغمبر سے اعلان کرایا گیا کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. (سورۃ الانعام رکوع ۲۰)

تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لیے جو پالنے والا سارے جہاں کا ہے۔کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں اِن آیات بینات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر کی دعوت کا اصل مقصد دعوت الی اللہ ہوتا ہے۔ پیغمبر کسی مقام پر لوگوں کو اپنی پوجا کی دعوت نہیں دیتے۔اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاءؑ کے مقصد حیات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سراجاً منیراً

پانچویں صفت آپ کی ''سورج روشن کرنے والا'' بیان فرمائی گئی ہے۔حافظ ابن کثیرؒ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

قولہ و سراجا منیرا ای وامرک ظاھر فیما جئت بہ من الحق کالشمس فی اشراقھا واضاءتھا لا یجحدھا الا معاند (تفسیر ابن کثیر سورۃ احزاب)

سراج منیر کے معنی یہ ہیں کہ اے پیغمبر تمہارا معاملہ تمہاری لائی ہوئی شریعت کے بارہ میں ایسا نمایاں اور واضح ہے یعنی تم اپنے امر میں ایسے روشن اور کھلے ہوئے ہو جیسے سورج اپنی چمک میں نمایاں ہوتا ہے کہ معاند کے سوا کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سورج کے ساتھ تشبیہ دے کر آپ کی نبوت کا عمومی فیض بیان کیا گیا ہے، جس طرح آسمانوں کو سورج کے بعد کسی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی اسی طرح اس آفتاب نبوت کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت باقی نہ رہی اس طرح آپ کی ختم نبوت کا مسئلہ بھی بیان فرمادیا گیا۔

نکتہ

آفتاب کے طلوع وغروب کا ایک وقت مقرر ہے اسی طرح اس کے چلنے کا بھی ایک راستہ متعین ہے۔ سورج اپنے وقت مقرر پر طلوع ہوگا اور وقت مقرر پر غروب ہو جائے گا۔ سورج کو اپنی تمام تر حرکات و کیفیات میں منشائے خداوندی کے مطابق چلنا ہوگا، وہ خود مختار نہیں ہوگا۔ اسی طرح پیغمبر بھی اپنی زندگی میں خداوند قدوس کے احکامات کا پابند ہوگا جو پابند ہوگا وہ خود مختار نہیں ہوگا۔ اور جو مختار ہوگا وہ کسی کا پابند نہیں ہوگا۔ جس طرح سورج اپنی تمام کیفیات میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اسی طرح سرور کائنات ﷺ بھی تمام زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ہی محتاج ہیں۔

نکتہ

جس طرح سورج طلوع ہونے سے قبل رات کی تاریکی ہوتی ہے آسمان پر تارے جھلملاتے ہیں اور چاند اپنی پوری تابانیوں سے کائنات کو منور کرتا ہے۔ جوں جوں صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ اور سورج طلوع ہونے کا وقت قریب ہوتا ہے، ستارے اور چاند اپنی روشنی سمیت غائب ہو جاتے ہیں، اسی طرح آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کا وقت جوں جوں قریب ہوتا چلا گیا۔ تمام انبیاءؑ اپنے اپنے وقت پر شمع نبوت فرزاں کر کے تشریف لے گئے۔ آفتاب رسالت یوں ہی فاران کی چوٹیوں سے نمودار ہوا اعلان کر دیا گیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا.

نکتہ

جس طرح سورج کی آمد سے قبل صبح صادق طلوع ہوتی ہے۔اور وہ آفتاب کی آمد کا اعلان کرتی ہے۔اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کی نبوت کے آفتاب کے لیے صبح صادق کا کام حضرت عیسیٰؑ نے انجام دیا اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ.

اور کہا جب عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں۔تمہاری طرف تصدیق کنندہ ہوں سامنے کی توارت کا اور بشارت دہندہ ہوں اس رسول ﷺ کا جو میرے بعد آئیں گے نام ان کا احمد ہے

جس طرح حضرت محمد ﷺ خاتم النبین ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰؑ خاتم انبیاء بنی اسرائیل ہیں جس طرح حضرت عیسیٰؑ کو بجسد عنصری اللہ تعالی آسمانوں پر لے گیا۔اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کو معراج کرایا گیا۔مگر فرق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو چرخ چہارم تک لے گیا،مگر نبی ﷺ کو سدرہ سے بھی آگے تک لے جایا گیا، جہاں نوریوں کے سردار حضرت جبرائیل کو بھی رسائی حاصل نہیں ہو سکی۔

نکتہ

جس طرح سورج کی آمد سے قبل صبح صادق طلوع ہوتی ہے اسی طرح اس روحانی آفتاب کے طلوع ہونے سے قبل حضرت عیسیٰؑ بطور صبح صادق تشریف لائے اور جس طرح سورج غروب ہونے کے بعد آسمانوں پر شفق نمودار ہوتی ہے اسی طرح قیامت سے قبل حضرت عیسیٰؑ بطور شفق نمودار ہوں گے جو اس بات کی دلیل ہوگی کہ اب نظام کائنات ختم ہونے کو ہے کیونکہ سورج اپنا کام کر چکا ہے۔

حضرات! سراج کو اگر وضاحت سے بیان کیا جائے تو یہ ایک مستقل تقریر بن جائے گی جس کے لیے مزید وقت کی ضرورت ہوگی۔اس لیے اختصار کے ساتھ اسے بیان کیا جا رہا ہے۔

نور یا نور گر

اس صفت منیر سے معلوم ہوا کہ آپ صرف خود ہی روشن نہیں بلکہ نبوت کی ضیا اور ہدایت سے پورے عالم کو روشن کرنے والے ہیں۔ آپ نہیں آئے تھے تو ابوبکر ابن قحافہ تھے۔ مگر جب آپ تشریف لائے اور ابوبکر نے آپ سے رشتہ جوڑا ابوبکرؓ بن گئے۔ سراج منیر نے آپ کی نبوت کی روشنی سے صدیق بنا دیا۔ جب تک آپ سے حضرت عمرؓ کا رشتہ نہیں جڑا تھا۔ اس وقت تک آپ عمر بن خطاب تھے۔ مگر جب آپ سے تعلق قائم ہوا تو آپ فاروق اعظمؓ بن گئے حضرت عثمانؓ ذی النورین بن گئے۔ اور علی المرتضٰی اسد اللہ الغالب بن گئے۔ یہ سب اعزاز آپ کے ساتھ تعلق جوڑنے سے نصیب ہوئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

؎ خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

بعض کور باطن علما دیو بند پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ پیغمبر اعظم ﷺ کی نورانیت کو نہیں مانتے۔ ان بھلے مانسوں سے کوئی کہے کہ اگر تو نور سے مراد اللہ کے نور کا ٹکڑا ہے یا بشریت کی ضد کوئی چیز ہے تو یقیناً نور کا یہ مفہوم نہیں مانتے اور اگر نور سے مراد نور ہدایت ہے۔ نبوت کی روشنی اور ضیا پاشیاں ہیں تو بگوش ہوش یہ سن لیں کہ اگر تمام کائنات کی روشنیوں کو جمع کر لیا جائے تو ہمارا مسلک ہے کہ یہ تمام روشنیاں اور رعنائیاں رخسار نبوت کی ایک نورانی جھلک کا مقابلہ نہیں کر سکتیں! تم پہلے نور کا مفہوم تو متعین کرو کہ تمہاری نور سے کیا مراد ہے؟ تا کہ ہم اسی کے متعلق کچھ عرض کر سکیں۔

جیسے تم اپنے دیگر عقائد کی کوئی واضح اور متعین شکل نہیں بتا سکتے۔ اسی طرح تم نور کا صحیح مفہوم بھی نہیں بتا سکتے۔

.................فرمایئے.................

۱: آپ کی نور سے کیا مراد ہے؟

۲: کیا آپ سرکارِ دو عالم ﷺ کو اللہ کے نور کا ٹکڑا مانتے ہیں؟

۴: لفظ نور کے معنی کیا ہیں یہ کوئی پنجابی یا ہندی یا اردو کا لفظ تو نہیں ہے یہ تو عربی کا لفظ ہے اس کا معنی کیا ہے وضاحت کیجئے ؟

۵: کیا نور مراد لینے سے آپ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بشریت کے بھی قائل ہو یا نور سے بشریت کی نفی کرتے ہو؟

۶: قرآن مجید میں نور کا اطلاق کسی اور چیز کے لیے بھی ہوا ہے۔ اگر ہوا ہے تو اس کو بیان کیجئے

۷: کیا نور اور بشر اور نار کی تخلیق ایک چیز سے ہوتی ہے یا ان تمام کی تخلیق الگ الگ مادے ہیں۔

۸: نور آپ کی ذات ہے یا صفت؟

۹: کیا کوئی ایسا نور آپ بتا سکتے ہیں جس کی تخلیق جنس ملائکہ سے متعلق ہو اور اس کو تاج نبوت سے سرفراز کیا گیا ہو؟

۱۰: کیا قرآن مجید کی ایک آیت یا صحاح ستہ کی ایک حدیث یا فقہائے حنفیہؒ کا ایک قول بتا سکتے ہو جس میں نور کو بشریت کا مقابل یا ضد قرار دیا ہو؟ **تلک عشرۃ کاملۃ**

قیامت تک کوئی مُلّا اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔

حضرات: اس تمام بحث سے آپ کو روز روشن کی طرح آشکار ہو گیا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان پانچ صفات سے متصف فرما کر ایک عظیم شان محبوبیت اور مخلوق میں شان یکتائی عطا فرمائی ہے دنیا کا کوئی ولی اور کوئی قطب، ابدال، غوث، مجدد اور کوئی نبی بھی آپ کے درجہ اور مقام رفیع کو نہیں پہنچ سکتا۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

پہلا خطبہ
ربیع الثانی

شانِ مصطفٰی ﷺ

حسن وجمال کا پیکر نبی ﷺ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی.

ترجمہ: قسم کھاتا ہوں دن چڑھے کی یعنی چاشت کے وقت کی۔ اور رات کی جب وہ پوری طرح چھا جائے کہ آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا نہ وہ آپ سے ناخوش ہوا، اور یقیناً پچھلی حالت آپ کے لیے پہلی حالت سے بہتر ہے۔

حضرات گرامی:

اس وقت جو آیات کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالی نے اپنے محبوب پاک حضرت محمد ﷺ کی شان پاک بیان کی ہے۔

..................مگر............

حضور کی ایک وہ شان ہے۔
جو انبیا بیان کرتے ہیں۔
جو اولیا بیان کرتے ہیں۔
جو اصفیاء بیان کرتے ہیں۔
جو مولوی بیان کرتے ہیں۔
جو پیر بیان کرتے ہیں۔

جو دیو بندی بیان کرتے ہیں۔

جو بریلوی بیان کرتے ہیں۔

☆......اور ایک وہ شان پاک ہے۔

جو عرش والا اپنی زبان مبارک سے بیان فرماتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج آپکے سامنے شان مصطفیٰ ﷺ بیان کی جائے مگر انداز بیان انوکھا ہو اور اچھوتا ہو۔

آج عنوان شان مصطفیٰ ﷺ ہو مگر

زبان خدا کی ہو اور

شان مصطفیٰ ﷺ کی ہو

چنانچہ اللہ تعالی اپنے محبوب کی شان پاک خود بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

والضحیٰ ....قسم ہے

چاشت کے وقت کی!

چاشت اس وقت کو کہتے ہیں جس وقت سورج طلوع ہو کر اپنی روشنی سے پورے عالم کو منور کر دے اس کی روشنی سے درو دیوار پوری طرح روشن ہو جائیں اور لوگ اپنی دنیاوی زندگی کے کاروبار کے لیے دوکانوں پر جانے لے لیے روانہ ہو جائیں۔ زمیندار کھیتی باڑی میں مشغول ہو جائیں، دفتری لوگ اپنے اپنے دفتری کام سرانجام دینے لگیں۔ اور سورج طلوع ہو کر اپنی روشنی پھیلاتا ہوا آگے سے آگے بڑھتا جائے!

اللہ تعالی نے چاشت کے وقت کی قسم کھا کر قریش مکہ اور منکرین توحید و رسالت کو یہ بتایا ہے کہ جس طرح آفتاب طلوع ہونے کے بعد اپنی شعاؤں اور روشنی سے تمام عالم کو منور کرتا چلا جاتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا راستہ نہیں روک سکتی، بلکہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور پھیلتا ہی چلا جاتا ہے۔ اسی طرح میرے محمد ﷺ کی نبوت کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور اس کی روشنی اب بڑھتی ہی رہے گی اور اس کی رسالت کی تابانیاں اب عالم پر ایمان کی روشنی بن کر چمکیں گی۔

کبھی وہ فاران کی چوٹی پر چمکے گا............اور...........

کبھی وہ غار حرا اور غار ثور میں چمکے گا۔
کبھی طائف کی وادیوں کو روشن کرے گا۔
تو کبھی سرزمین مکہ کو مستنیر کرے گا۔
کبھی وہ ابوبکرؓ کے گھر میں چمکے گا۔
اور کبھی عمرؓ بن خطاب کی قسمت پر چمکے گا۔
اس کی چمک عام ہوگی
اس کی دمک عام ہوگی
اس کی روشنی عام ہوگی
اس کی خوشبو عام ہوگی

وہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا

اے قریش!
تم میں اگر طاقت ہے تو؟
آفتاب کو روک کر دکھاؤ
اس کی روشنی روک کر دکھاؤ
اس کی تابانی وجلوہ سامانی کو روک کر دکھاؤ
اٹھو ہمت کرو!
اور اگر تم میں آسمان کے آفتاب کو روکنے کی ہمت نہیں ہے تو پھر
خبردار!
میرے محمد (ﷺ) کا بھی راستہ نہ روکنا............ یہ رکنے کے لیے نہیں بڑھنے کے لیے آیا ہے۔
جس طرح چاشت کے بعد سورج بڑھتا ہی چلا جائے گا..................
مجھے چاشت کی قسم
میرے محمد ﷺ کی بنوت کا آفتاب بھی اب بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَا فَۃ لِلنَّا سِ (اورنہیں بھیجا ہم نے تجھ کومگر واسطے سب لوگوں کے)

چمگادڑ: سنا آپ نے؟ تمام رات کوشش کرتا ہے کہ سورج طلوع نہ ہونے پائے مگر اس کی تمام تر کوشش رائیگاں جاتی ہیں۔ جب سورج افق مشرق سے طلوع ہوکر دنیا کو روشن کردیتا ہے۔ چمگادڑ بے چارہ پریشان ہو جاتا ہے۔ اور تو کچھ نہیں کرسکتا۔ البتہ الٹا لٹک جاتا ہے۔ تا کہ میں آسمانی آفتاب کی روشنی کو نہ دیکھ سکوں اس طرح وہ اپنا وقت پاس کرتا ہے اسی طرح

روحانی چمگادڑ

کوشش کرتا ہے کہ

محمد ﷺ کی رسالت کا آفتاب طلوع نہ ہوسکے!

وہ کہتا ہے

مَا اَنْزَ لَ اللہ ُعلیٰ بَشَرٍ مِّنْ شَیْئٌ

اللہ نے آج تک کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔

اِنْ ھٰذَا اِلَّا سَحِرٌ کَذَّ ابٌ

یہ تو جھوٹا ہے اور جادوگر ہے۔ لیکن اہل کفر وشرک کی یہ لن ترانیان کامیاب نہیں ہوتیں وہ منہ کی کھاتی ہیں۔ جب انہی میں سے انہی کے رشتے دار انہی کے عزیز واقارب دامن رسالت سے وابستہ ہونے لگ جاتے ہیں تو مشرکین بھی سَیُھْزَ مُ الْجَمْعُ وَ یُوَ لُّوْنَ الدُّ بُرَ۔ منہ پھیر کے بھاگنا شروع کردیتے ہیں۔ اور لَا تَسْمَعُوْ الِھٰذٰ الْقُرْ آنِ اس قرآن کی مت سنو کی صدائیں بلند کرکے چمگادڑ کا کردار ادا کرتے ہیں مگر دربار الٰہی سے پھر آواز آتی ہے کہ

والضحٰی

اے محبوب مجھے چاشت کے وقت کی قسم ان کی کوئی پستی تیری بلندی کو ختم نہیں کرسکتی۔

؎ یہ	پست	تو	بالا
یہ	ادنیٰ	تو	اعلیٰ

اس لیے ان کی تمام تدبیریں خاک میں مل جائیں گی اور آپ کا نام چاردانگ عالم میں گونجے

گا۔

وقتِ چاشت کی قسم کے راز

۱: یہ وقت آفتاب کی بادشاہی کا وقت ہے!

۲: یہ وقت تلاش کا بہترین وقت ہے!

۳: یہ وقت نفلی عبادات کی اعلیٰ ترین وقت ہے!

۴: یہ وقت موسیٰؑ کے اللہ تعالی سے ہم کلام ہونے کا وقت ہے!

۵: یہ وقت فرعون اور جادوگروں کے موسیٰؑ کے مقابلے میں شکست کھانے کا وقت ہے!

۶: یہ وقت جادوگروں کے موسیٰؑ پر ایمان لانے کا وقت ہے!

۷: یہ وقت حق کے باطل پر غلبے کا وقت ہے!

۸: یہ وقت نماز چاشت کا وقت ہے جو فاقہ مستوں کو غنی اور کمزوروں کو قوی کردے

۹: یہ وقت انوارات ربانی کے نزول کا وقت اور وحی کی روشنی کا نمونہ ہے!

۱۰: یہ وقت قلب محمدی پر تجلیات ربانی کا وقت ہے!

خطیب کہتا ہے

پہلے جادوگروں کے مقابلے میں غلبہ موسیٰؑ کو ہوا۔ اسی طرح

قریش کے مقابلے میں غلبہ مصطفٰے ﷺ کا ہوگا جیسے موسیٰؑ سے مولائے کریم کا کلام کرنا یقینی ٹھہرا۔

اسی طرح سرکارِ دوعالم ﷺ سے بھی مولائے کریم کا کلام کرنا یقینی ٹھہرا۔ موسیٰؑ سے کلام ہوا۔

تو وہ

کلیم اللہ بن گئے۔

محمد (ﷺ) سے کلام ہوا

تو وہ

حبیب اللہ بن گئے (سبحان اللہ)

جس طرح جادوگروں کو کلیم اللہ پر ایمان لانا پڑا۔

اسی طرح قریش کو بھی ایک دن دامن مصطفٰی ﷺ میں آنا پڑے گا۔

فقر وفاقہ دائمی نہیں عارضی ہے

وَوَجَدَکَ عَآئِلاً فَاَغْنٰی

اور پایا تجھ کو فقیر پس غنی کیا

وہ دن دور نہیں جب آپ کو غنی کردیا جائے گا۔

جس طرح آسمان پر آفتاب کی شاہی ہے۔

اسی طرح آپ کی زمین وآسمان پر رسالت کی شاہی ہوگی۔

سورج کے سامنے جگ کے لاڈلے اور پیارے مانند

سورج روشنیوں کا بادشاہ

آپ عظمتوں اور بلندیوں کے سرتاج

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

اور بلند کیا ہم نے تیرا ذکر

جس طرح آفتاب آگے بڑھ رہا ہے۔

اسی طرح

آفتاب نبوت آگے بڑھ رہا ہے۔

آمنہ کے گھر سے آگے بڑھا............اور..................

☆......حلیمہ کے گھر کو روشن کیا

☆......خدیجہ کے گھر کو روشن کیا

☆......ابوبکرؓ کے گھر کو روشن کیا

☆......حمزہؓ کے گھر کو روشن کیا

☆......علیؓ کے گھر کو روشن کیا

☆......مکہ کو روشن کیا

☆...... بلالؓ کو روشن کیا

☆......عمارؓ ویاسرؓ کو روشن کیا

☆......عمرؓ کو روشن کیا

☆......حرم کو روشن کیا

بڑھتا چلا جائے گا

مجھے ضحیٰ کی قسم میرے محمد ﷺ کی رسالت کو بڑھنے سے پھیلنے سے عام ہونے سے دنیا بھر کو روشن کرنے سے اب دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ.

اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حضرات گرامی: بعض حضرات نے والضحیٰ کے معنی کیے ہیں کہ اے محبوب مجھے تیرے رخِ روشن کی قسم تیرے حسین مکھڑے کی قسم

رخ روشن............یا حسین مکھڑا

یہ ایسی حسین اداؤں کی قسم ہے جس سے نبوت کے حسن و جمال کی تمام رعنائیاں نکھر کر سامنے آجاتی ہیں۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاءؑ کو حسن و جمال کو پیکر بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ کوئی پیغمبر اس کائنات میں ایسا نہیں آیا جو خوش رو اور خوش بو نہ ہو۔ ہر پیغمبر حسین وجمیل تھا اور اپنے چہرے کے انورات اور حسن و جمال ہی سے پہچانا جاتا تھا یہ اللہ کا پیغمبر ہے۔

جھوٹے اور سچے نبی کی تمیز کرنے کے لیے آپ کو ایک کسوٹی یہ بھی دیتا جاؤں کہ آج بھی ان لوگوں کے چہرے دیکھ لو۔ جنہوں نے نبوت کے دعوے کئے ہیں تو ان کے چہرے ہی سے آپ پہچان جائیں گیا کہ اسکو نبوت سے کوئی واسطہ نہیں ہے مثال کے طور پر مرزا قادیان کو لے لیجئے۔

اس کی تصویریں عام ملتی ہیں ۔ وہ تصویر دیکھ کر آپ کو معلوم ہوگا کہ جناب ایک آنکھ سے ہی محروم ہے گویا کہ ایک چشم ہی گل ہے ایک چشم ہونا ایک ایسا عیب ہے جسے دیکھتے ہی آدمی کہنا شروع کرد یتا ہے کہ وہ کانا آرہا ہے اور پوری مجلس میں ایک ہنسی مذاق کی فضا بر پا ہو جاتی ہے ا یک چشم گل ہونا کسی طرح بھی حسن و جمال سے مطابقت نہیں رکھتا، بلکہ حسن میں ایک کمی اور زبردست عیب سمجھا جاتا ہے بلکہ آپ نے عام طور پر دیکھا ہوگا کہ رات کے وقت جب ٹریفک چلتی ہے تو جس ٹرک کی ایک بتی ہو اس کا چالان کر دیا جاتا ہے اور اس کا چالان کر کے عدالت میں پیش کیا جاتا ہے عدالت اس کا معائنہ کر کے فیصلہ دیتی ہے کہ ایک بتی والا ٹرک روڈ پر نہیں چل سکتا۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جب یک چشم گل ٹرک روڈ پر آئے گا تو اس کا چالان ہوگا اور اسے روڈ پر چلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی تو پھر کسی ایسے نبی (جھوٹے) کو بھی ایمان کے روڈ پر چلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جو مسیلمہ پنجاب کی طرح یک چشم گل ہوگا کیونکہ نبی بدصورت نہیں ہوتا بلکہ ہر نبی حسن و جمال کا بے مثال پیکر ہوتا ہے جس کے دیکھنے ہی سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور ملتا ہے!

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے کائنات میں تمام انبیاءؑ حسین وجمیل بنا کر بھیجے ہیں۔ لیکن تمام انبیاؑ کا حسن و جمال اور محاسن اور خوبیاں اگر جمع کی جائیں تو خدا کی قسم .... میرے مصطفٰے ﷺ کا حسن تمام انبیاؑ کے حسن و جمال سے زیادہ اور احسن واکمل ہوگا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

رخ مصطفٰے ہے وہ آئینہ کہ ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کی بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

ایک شاعر نے اسی حسن و جمال کو اپنے محبت بھرے انداز سے اس طرح بیان کیا ہے کہ

؎ حسن یوسف دمِ عیسٰی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیو بند اپنے عاشقانہ انداز میں اس

مضمون کا گلدستہ اس طرح سجاتے ہیں کہ

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

میرے دوستو! معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ سرکارِ دو عالم ﷺ تمام انبیائے کرام سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ چنانچہ احادیث میں آپ کے حسن و جمال کی جو جھلکیاں ملتی ہیں ان کا ایک مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی میسر آجائے۔

ا: عاشق رسول ﷺ سیدنا براءؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مارأیت من ذی لمة فی حلة حمراء احسن من رسول الله ﷺ

(ترمذی)

میں نے لمبے بالوں والا سرخ چادر میں ملبوس سرکارِ دو عالم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ

کان رسول الله ﷺ اذا سر استنار و جهه حتٰی کانه قطعة من القمر

(بخاری)

جب حضور ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک ایسا منور ہو جاتا کہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا۔

سیدنا ابو ہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مارایت شیأاحسن من رسول الله ﷺ کان الشمس تجری فی وجهه

(مشکوٰۃ)

کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب آپ کے چہرہ میں چل رہا ہے۔

حضرت انسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ

کان رسول اللہ ﷺ از هر اللون کان عر قه اللو ء لو. (بخاری ، مشکوة)

ترجمہ:

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ چاندنی رات تھی اور چاند پورے جوبن پر تھا۔ حضور ﷺ سرخ حلہ لپیٹ کر آرام فرمارہے تھے تو میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھتا تھا۔

فاذا هو احسن عندی من القمر (ترمذی، مشکوة)

بالآخر میرا فیصلہ یہی تھا کہ حضور ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

حضرات گرامی! حضرات اصحاب رسول ﷺ کے ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا کہ آپ کا رخ انور اور چہرہ انور آفتاب سے زیادہ حسین اور چاند سے زیادہ حسین تر تھا۔

؎ آفتاب کو اپنے حسن پر ناز ہوگا
چاند کو اپنے جمال پر فخر ہوگا

مگر **خطیب کہتا ہے**

آفتاب نے جب میرے مصطفےٰ کا حسن دیکھا
اور چاند نے جب میرے مصطفےٰ کا حسن دیکھا

تو وہ بھی پکار اٹھے۔

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

ساری دنیا چاند کی طرف دیکھتی ہے۔

چاند میرے مصطفےٰ ﷺ کے رخ انور کی طرف دیکھتا تھا۔

ادھر انگلی کا اشارہ ہوا

ادھر چاند دوڑتا ہوا میرے مصطفےٰ ﷺ کے پاس آیا............سبحان اللہ

چاند کی نورانیت ایک طرف

سورج کی نورانیت ایک طرف

مگر میرے مصطفٰی ﷺ کے نورانی چہرہ کا مقابلہ نہیں کرسکتی

؎ چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے؟

اس چاند کے چہرے پہ چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

محترم دوستو: آپ کا چہرہ نبوت کی کھلی کتاب تھی، بعض لوگ صرف رخ مصطفٰی ﷺ کو دیکھ کر مسلمان ہوئے اس لیے اگر آپ کے رخ انور کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ کو دلیل توحید و رسالت قرار دیتے ہیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ والضحیٰ ....آپ کا چہرہ بھی مستقل دلیل ہے توحید خداوندی کی چنانچہ میں آپ کے سامنے صرف دو مثالیں ایسی پیش کرتا ہوں۔

چنانچہ حضرت ابورافعؓ ایک صحابی رسول ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے مجھے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک پیغام دے کر بھیجا۔ میں جوں ہی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے دل میں اسلام کی دولت راسخ ہوگئی چنانچہ آپ اپنی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

فلما رایت رسول اللہ ﷺ القی فی قلبی الاسلام (مشکوۃ، کتاب الجھاد)

یعنی جب میں نے رسول ﷺ کو دیکھا تو فوراً میرے دل میں اسلام کی دولت ڈال دی گئی۔

۲: سرکارِ دو عالم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت یوسفؑ کی نسل سے ایک اسرائیلی عالم دین حضرت عبداللہ بن سلام بھی آپ کی زیارت کے لیے آئے۔

حضرت عبداللہ سلام فرماتے ہیں کہ

فنظرت الیه وتا ملت وجهه فعلمت انه لیس بوجه کذاب.

یعنی میں نے آپ کی طرف دیکھا اور میں نے آپ کے چہرہ انور کو غور سے دیکھا تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہ چہرہ کسی چھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

تو معلوم ہوا آپ کا چہرہ اسلام کی روشن دلیل۔

آپ کا چہرہ — دین کی روشن دلیل
آپ کا چہرہ — توحید کی روشن دلیل
آپ کا چہرہ — صداقت کی روشن دلیل

آپ کا چہرہ پڑھتا جا
اور اسلام کی تحریریں سمجھتا جا

حضرات گرامی:

میں مضمون کو سمیٹ لوں اور اپنی معروضات کا خلاصہ عرض کروں کہ اللہ تعالیٰ نے والضحیٰ کی قسم کھا کر

یا تو چاشت کے وقت کی قسم کھائی
اور یا رخ مصطفیٰ کی قسم کھائی

دو قسموں سے یہ مقصود ہے کہ اے قریش اور میرے محبوب کی رسالت کے کھلے اور نکھرے چہرے کا انکار کرنے والو میرا محبوب بڑھے گا۔ پھلے گا پھولے گا۔ اس کی عظمتوں کا ڈنکا چاروں دانگ عالم میں بجے گا۔ کوئی بدرو اور بد روح میرے مصطفیٰ ﷺ کے راستہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گا تو اس کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

میرا دل چاہتا ہے کہ حسن صورت اور حسن سیرت کے بے مثال پیغمبر کے چہرہ انور کی جو تصویر دربار رسالت کے شاعر حضرت حسانؓ نے کھینچی ہے اس کا بھی ذکر ہو جائے تا کہ اس شاعر مدحت رسول کے جذبات بھی آپ کے سامنے آ جائیں جس نے پیغمبر کے سامنے اپنے مدحیہ اشعار کو پڑھ کر عرش فرش والوں سے داد و تحسین وصول کی تھی۔ حضرت حسانؓ حضور ﷺ کے حسن و جمال کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ

واحسن منک لم تر قط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

آپ سے زیادہ حسن والا میرے کسی آنکھ نے کرہ ارضی پر کوئی دیکھا ہی نہیں!

آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے کوئی بچہ جنا ہی نہیں!

آپ کو اللہ تعالی نے ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا ہے!

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے تمام نقش ونگار آپ کی مرضی کے مطابق بنائے گئے ہیں آپ سلطنت حسن کا بادشاہ ہیں۔

حسن وجمال کے بادشاہ ہیں۔

کوئی عیب آپ کے قریب آنے ہی نہیں دیا......سبحان اللہ......

پوری دنیا کو حکم ہے عیب کے قریب نہ جانا

علماء کو حکم ہے عیب کے قریب نہ جانا

فقہا کو حکم ہے عیب کے قریب نہ جانا

مفسرین کو حکم ہے عیب کے قریب نہ جانا

محدثین کو حکم ہے عیب کے قریب نہ جانا

لیکن آیئے آپ کو عجیب تماشا دکھاؤں کہ یہاں پر عیب کو حکم ہے

میرے مصطفیٰ کے قریب نہ جانا

کیا میں پوچھ سکتا ہوں؟

دانشوروں سے؟

مجتہدوں سے؟

فلسفیوں سے؟

منطقیوں سے؟

اعدائے صحابہ سے؟

کہ عیب تو نبی کے پاس نہیں جاسکتا۔ کیا عیبوں والا
نبی کے روضے میں سوسکتا ہے؟
سبحان اللہ کی چھل آئے!

اگر عیب میرے مصطفیٰ ﷺ کے قریب نہیں آسکتا۔
تو بقول تمہارے

عیبوں والا ابوبکرؓ
عیبوں والا عمرؓ معاذ اللہ
عیبوں والی عائشہؓ

بھی نبی کے قریب نہیں جاسکتے
معلوم ہوا کہ جس طرح

رسول عیبوں سے پاک ہے
اسی طرح صدیقؓ و عمرؓ و صدیقہؓ بھی عیبوں سے پاک ہیں!
اسی لیے صدیق و عمرؓ روضہ مبارک انور میں ساتھ ہی سوئے ہیں اور
حجرہ صدیقہؓ ہمیشہ کے لیے جنت کا ٹکڑا اور آرام گاہ مصطفیٰ ﷺ بنا ہوا ہے
سبحان اللہ

کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے کہ

پہلو مصطفیٰ ﷺ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

سبحان اللہ

ابو بکرؓ اور عمرؓ پہ انعام ختم ہے
ہر آن مل رہی ہے سعادت حضورؐ کی

محترم حضرات! آیئے ذرا آگے بڑھیں

واللیل اذا سجی............اور رات جب چھا جائے

اس آیت کریمہ میں آپ کی زلفوں کی قسم ہے۔

رخ تاباں............اور گیسوئے سیاہ، ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

آپ کے گیسو اور آپ کی مبارک زلفوں کی قسم کھا کر یہ بتایا گیا کہ

ماودعک ربک وما قلیٰ .

کہ اے محبوب نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہوا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلیٰ

آپ کا آنے کا وقت گزرے ہوئے وقت سے اور بہتر ہوگا۔

گویا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کو بشارت اور تسلی دی جارہی ہے کہ میرے محبوب جو مصائب اور رنج کی گھڑیاں گزر چکی ہیں۔ وہ اب گزر گئیں۔ آئندہ راحتیں اور سکون میسر آئے گا۔ مصائب کے دن ختم ہوجائیں گے۔ راحت کو سویرا ہوگا۔ مسرتوں کی ایسی صبح ہوگی کہ آپ کا رخ انور بہت ہی مسرور ہوگا۔

آپ کے دامن کے ساتھ ایسے افراد اور ایسی بلندیاں وابستہ کردی جائیں گی کہ ہر سمت آپ ہی کا ڈنکا بجے گا۔ اور دین حق کو غلبہ نصیب ہوگا، دنیا کی کوئی طاقت آپ کے راستہ کو نہیں روک سکے گی!

مفسرین کرام! اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں مختلف اقوال نقل فرماتے ہیں۔ میں آپ حضرات کے سامنے ان آیات بینات کا وہ شان نزول بیان کرتا ہوں جو امام المفسرین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سرکارِ دوعالم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اسلام کی تبلیغ کا آغاز فرمایا تو قریش اور اہل مکہ نے تنگ آکر مدینہ کے یہودی علماء کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتائی جائے جس سے ہم محمد ﷺ کو تنگ کرکے اسے شرمندہ کرسکیں۔ چنانچہ مدینہ کے یہودی

مولویوں نے قریش مکہ کو تین سوالات سکھلائے کہ یہ محمد ﷺ سے پوچھو وہ ان کا جواب نہیں دے سکیں گے۔اس طرح تمہیں اس کے ساتھ مذاق اور استہزا کا موقعہ مل جائے گا۔

وہ تین سوالات لے کر قریش مکہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور نہایت ہی شوخی سے کہنے آپ اگر اللہ کے نبی ﷺ ہیں تو ان سوالات کے جوابات ہمیں فوراً بتائیں کیونکہ قریش مکہ اور یہود کا عقیدہ تھا کہ نبی اس کو کہتے ہیں جو ہر بات اور ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتا ہو۔

اس لیے انہوں نے نہایت ڈھٹائی سے پوچھا کہ اے محمد ﷺ

اصحاب کہف کتنے تھے؟

ذوالقرنین کون تھے؟

روح کسے کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ میں کل بتاؤں گا............انشا اللہ نہ کہا!

اس پر اللہ تعالی نے سلسلہ وحی بند کردیا جو دس دن یا پندرہ دن یا چالیس دن بند رہا

وحی کا سلسلہ بند ہونا تھا کہ ابولہب ملعون اور قریش مکہ نے یہ پرپیگنڈہ شروع کردیا کہ

ان محمدا ودعه ربه وقلی

یقیناً محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور وہ اس سے ناراض ہو گیا ہے۔اس پر رحمت عالم ﷺ کو بے حد صدمہ ہوا اور دل میں دکھ اور درد کی ایک لہر دوڑ گی۔

چنانچہ جب قریش مکہ کے طعن اور زبان درازی کا سلسلہ دراز ہو گیا تو یہ سورۃ نازل ہوئی جس میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی عظمت اور کفار مکہ کو جواب اور آپ کو مستقبل میں انعامات جلیلہ کی بشارت سے نوازا گیا۔اور ساتھ ہی دوسرے مقام پر اپنے محبوب سے یہ بھی فرما دیا گیا کہ میرے محبوب۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَاْئٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ .

آپ آئندہ کے لیے یہ نہ فرمایا کریں کہ میں کل ایسے کروں گا، بلکہ یوں فرمایا کریں کہ میں کل کو اگر اللہ نے چاہا تو ایسا کروں گا۔

مسئلہ علم غیب

حاضرین کرام! اس شان نزول سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نہ تو عالم الغیب تھے اور نہ ہی عالم ماکان وما یکون تھے اور نہ ہی ذرے ذرے کی باتوں کو جانتے تھے۔

عالم الغیب ہونا صرف اور صرف اللہ تعالی کا خاصا ہے ذات باری تعالی کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو فوراً ان کے سوالات کے جوابات ارشاد فرما دیتے۔ وحی الٰہی کا انتظار فرمانے کے لیے میں کل بتاؤں گا............ کا وعدہ نہ فرماتے۔

انبیاءؑ کا علم تمام کائنات سے زیادہ ہوتا ہے مخلوق میں کوئی ماں نے بچہ نہیں جنا جو نبی پاک ﷺ کے علم کا مقابلہ کر سکے۔ مگر علم نبی اور چیز ہے اور علم غیب اور چیز ہے اس لیے ان دونوں کے فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے تا کہ خلط مبحث نہ ہو سکے۔

محترم دوستو: یہ تھی شان مصطفٰے جو سورۃ الضحیٰ کے ان ابتدائی الفاظ میں نہایت جامعیت سے مولی کریم نے بیان فرمائی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو عظمت مصطفٰے ﷺ اور رفعت مصطفٰےؐ کے ایمان پر اور عقیدہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے محبوب پاک کی غلامی نصیب فرمائے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

دوسرا خطبہ
ربیع الثانی

ساقی کوثر ﷺ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ.

ترجمہ: ہم نے دی تجھ کو کوثر۔ سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا۔

حضرات گرامی:

آپ نے یہ جملہ تو بارہا سنا ہوگا کہ ''دو جہان کی نعمتیں'' جب بھی کوئی کسی کی دعا دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی تجھے دونوں جہانوں میں خوش رکھے۔ یا دو جہان کی نعمتیں عطا فرمائے۔

یہ ''دو جہاں کی نعمتیں'' کیا ہیں اور ان کا مفہوم کیا ہے اور کچھ نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کا تعلق آخرت کی زندگی سے ہے۔ اگر آسانی کے لیے ان نعمتوں کی تقسیم کرنا ہو تو اس طرح ان کا عنوان ہوگا۔

۱: دنیا کی نعمتیں

۲: آخرت کی نعمتیں

اللہ تعالی نے اپنے محبوب محمد ﷺ کو ان آیات بینات میں ارشاد فرمایا ہے کہ

اَنَّا اَعْطَیْنٰاکَ الْکَوْثَرَ

اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔

کوثر................ ایک ایسا لفظ ہے جس کے مفہوم کو بیان کرنے کے لیے عربی، اردو، فارسی، انگریزی، پنجابی زبانوں کے پاس کوئی متعین اور واضح لفظ نہیں ہے جس سے فوراً سمجھ لیا جائے کہ کوثر کا یہ متبادل لفظ ہے اور اس سے اس کا مفہوم متعین ہو کر سامنے آ جاتا ہے جس طرح

اللہ تعالی کی ذات بے مثال ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے مثال ہے۔

کوثر.................. کے معنی خیر کثیر کے ہیں اب جس طرح کوثر کے معنی خیر کثیر کر دیئے گئے تو پھر لفظ خیر کثیر کا تقاضا ہے کہ اس کی تشریح کر کے اس کے معنی بھی بتا دیئے جائیں کہ خیر کثیر کسے کہتے ہیں۔

البحر المحیط میں چھبیس اقوال خیر کثیر کے معنی بتانے کے لیے نقل کئے گئے ہیں کہ خیر کثیر کسے کہا جاتا ہے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں

اس لیے آپ حضرات کو سمجھانے کے لیے میں نے عرض کیا ہے کہ اگر دونوں جہان کی نعمتیں اس سے مراد لی جائیں تو بھی اس کا مفہوم حقیقی تو ادا نہیں ہوگا۔مگر ہماری ناقص عقلوں میں کچھ بات ضرور آجائے گی کہ اللہ تعالی اس مقام پر اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو دونوں جہان کی نعمتوں سے سرفراز فرمانے کا وعدہ فرمارہے ہیں۔

فرمایا

اَنَّا اَعۡطَیۡناکَ الۡکَوۡ ثَرَ

ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔

دنیا کی نعمتیں کیا ہیں؟ یا دنیا میں کون سی نعمتیں آپ کو عطا کی گئیں ۔ان کا ذکر خیر بھی آپ حضرات سماعت فرمالیں۔

۱: جوامع الکلم

۲: دشمنوں پر رعب

۳: فتوحات کی کثرت

۴: نبوت

۵: علم

۶: حکمت

۷: کتاب

۸: کثرت امت

۹: جماعت صحابہ

۱۰: خلق عظیم

۱۱: نظام اسلام مکمل ضابطہ حیات

۱۲: رفع ذکر

۱۳: زندگی میں اپنی کامیابی دیکھنا

۱۴: روئے زمین پر روحانی اولاد کی برکات

جو نعمتیں اس وقت شمار کی ہیں۔ اگر ان کا مفہوم اور مطلب بیان کیا جائے تو ایک ایک نعمت کا بیان ایک مستقل تقریر بن جائے گا۔ جس کی گنجائش اس مختصر خطبے میں نہیں ہوسکتی اس لیے اگر حضرت نانوتویؒ بانی دیوبند کی زبان میں اس کا خلاصہ یوں بیان کر دیا جائے تو اس کی ایک جھلک سامنے آسکتی ہے کہ

؎ جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

یا دوسرے شاعر کی زبان میں

؎ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خطیب کہتا ہے

ختم نبوت کا تاج آپ کو دیا گیا۔

علم کا خزانہ آپ کو دیا گیا۔

شفاعت کا تاج آپ کے سر پر سجایا گیا

حکمت کے موتی آپ کے دامن میں ڈالے گئے

خلق عظیم کا پیکر آپ کو بنایا گیا

صحابہؓ کی مقدس ترین جماعت آپ کو عطا کی گئی

یوں سمجھ لیجئے

کتاب ملی	کتابوں سے اعلیٰ
حکمت ملی	حکمتوں سے اعلیٰ
نبوت ملی	نبوتوں سے اعلیٰ
یار ملے	یاروں سے اعلیٰ
خلق ملا	اخلاق سے اعلیٰ
معبود ملا	چاندتاروں سے اعلیٰ

سبحان اللہ

اے قریش؟

اے منکرین رسالت

اے شرک وبدعت کے دیوانو!

اے کعبہ کے مجاورو؟

اے بیت اللہ کے کنجی بردارو!

اے لات وعزیٰ کے پجاریو!

اے نذر و نیاز پر پلنے والو!

تم میرے محبوب کی اولاد کے دنیا سے اٹھ جانے پر خوشیاں مناتے ہو!

تمہیں اس بات کی خوشی ہے کہ؟

میرے محمد ﷺ کی نرینہ اولاد ایک ایک کرکے وفات پارہی ہے!

طیب فوت ہوگئے

طاہر فوت ہوگئے

قاسم فوت ہو گئے

ابراہیم فوت ہو گئے

تمہیں اس بات سے کیا سروکار

میں خدا وہ بندہ

میں خدا وہ مصطفےٰ

میں مسجود وہ ساجد

میں معبود وہ عابد

میں بے نیاز وہ نیاز مند

میں مرضی والا وہ پابند

میں ہی بیٹے دینے والا ....اور میں ہی انہیں واپس لینے والا

میں اگر عطا کروں تو میری مرضی

اگر واپس لوں تو میری میری

؎ وہ جو چاہے تو قطرہ قطرہ کو سمندر کر دے

وہ جو چاہے تو یتیموں کو پیمبر کر دے

یہی فرق ہے خدا میں اور اس کے بندے میں کہ

اللہ مختار ہوتا ہے

اور بندہ محتاج ہوتا ہے

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَارُ (آپ کا رب جس چیز کو چاہتا پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے)

محترم حضرات: سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرزندار جمند ایک ایک کر کے وفات پا گئے تو قریش نے ایک ہنگامہ بپا کر دیا

بتر محمد منا. ابن جرير

محمد ﷺ ہم سے کٹ گیا۔یعنی محمد ﷺ اپنی قوم سے کٹ کر ایسے ہو گئے ہیں جیسے کوئی درخت اپنی جڑ سے کٹ گیا ہو۔اوراب وہ کسی وقت بھی سوکھ کر پیوند زمین ہوسکتا ہے۔

محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مکہ کے سردار عاص بن وائل سہمی کے سامنے جب رسول ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ کہتا!

اجی چھوڑو محمد ﷺ کو وہ تو ایک جڑ کٹا آدمی ہے ان کی کوئی نرینہ اولا دنہیں ہے۔

ان کے مرنے کے بعد دنیا میں ان کا کوئی نام لینے والانہیں رہے گا۔

بتر محمد منا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کعب ابن اشرف (مدینہ کا یہودی سردار تھا) مکہ مکرمہ آیا تو قریش کے سرداروں نے اس سے کہا

الاترٰی الیٰ ھذا الصنبر المنبتر من قومه يذعم انه خير منا ونحن اهل الحج واهل السد انة واهل السقا ية (بزار)

بھلا دیکھوتو سہی لڑکے کو جو اپنی قوم سے کٹ گیا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ ہم سے بہتر ہے حالانکہ ہم حج اور سدانت اور سقایت کے منتظم ہیں بعض قریشی سردار تو پورے مکے میں بطور استہزا یہ جملہ کہہ کر ہنستے تھے کہ

الصنبور المنبتر من قومه

یعنی کمزور، بے اولاد اور اپنی قوم سے کٹا ہوا۔

ابن سعد اور ابن عساکر کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ کے سب سے بڑے صاحبزادے قاسم تھے ان سے چھوٹے حضرت عبداللہ تھے۔ان میں سے پہلے حضرت قاسم کا انتقال ہوا۔پھر حضرت عبداللہ نے وفات پائی۔

اس پر عاص بن وائل سہمی مکے کے مشرک سردار نے کہا کہ

ان محمد اابتر لا ابن له يقوم مقامه

مات انقطع ذكر ه واستختم منه.

محمد ﷺ ابتر ہیں۔ان کا کوئی بیٹا نہیں جوان کا قائم مقام بنے جب وہ مرجائیں گے توان کا نام دنیا سے مٹ جائے گا!

اوران سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا!

ابوجہل

عقبہ

ابولہب

اوراسی قماش کے مشرک یہی پھبتیاں کستے تھے۔

ابولہب جوآپ کا چچا تھا۔وہ بھی زبان درازیوں میں برابر کا شریک رہتا سرکار دوعالم ﷺ کے فرزندار جمند حضرت عبداللہ کی جب وفات ہوئی تو ابولہب دوڑا ہوا اپنے احباب انجمن مشرکین مکہ لمیٹیڈ کے ممبروں کے پاس گیااوران کو یہ خوشخبری دی

بتر محمد الليلة

آج رات محمد ﷺ لاولد ہوگئے۔یاان کی جڑ کٹ گئی۔یہ تھے وہ انتہائی دل شکن حالات جن میں سورہ کوثر حضور ﷺ پر نازل فرما کرآپ کوتسلی دی گئی۔قریش مکہ اس لیے آپ سے بگڑے تھے کہ آپ صرف اللہ کی بندگی وعبادت کرتے تھے۔اوران کے شرک اورمعبودوں کوآپ نے علانیہ مسترد کردیا تھا۔اسی وجہ سے پوری قوم میں جومرتبہ اور مقام آپ کونبوت سے پہلے ان کی نظر میں حاصل تھا۔اب وہ احترام ان کی نظروں سے اٹھ گیا تھا۔اورآپ گویا برادری سے کاٹ دیئے گئے تھے۔اس پرمزید آپ پرایک کے بعدایک بیٹے کی وفات سے غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔اس موقع پرعزیزوں رشتہ داروں قبیلےاور برادری کےلوگوں اور ہمسایوں کی طرف سے ہمدردی وتعزیت کے بجائے خوشیاں منائی جارہی تھیں۔اوروہ باتیں بنائی جارہی تھیں جوایسے شریف انسان کے لیے دل توڑ دینے والی تھیں جس نے اپنے تو اپنے غیروں تک سے ہمیشہ انتہائی حسن سلوک کیا تھااس پر اللہ تعالی نے اس لفظ ''کوثر'' میں وہ خوشخبری دی کہ

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ

جس سے بڑی پوری دنیا میں کوئی خوشخبری نہیں ہوسکتی
ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا
یعنی خیر کثیر

خطیب کہتا ہے

کسی کی موت پر خوشیاں منانا مشرکوں کا پرانا دستور ہے
توحید والوں کو طعنے دینا مشرکوں کا پرانا دستور ہے
توحید والوں کے غم پر خوشیاں منانا مشرکوں کا پرانا دستور ہے
موحدین کی تعزیت نہ کرنا مشرکوں کا پرانا دستور ہے
توحید والوں کو حقیر سمجھنا مشرکوں کو پرانا دستور ہے
توحید والوں کے استہزائیہ نام رکھنا مشرکوں کا پرانا دستور ہے۔
مثلاً حضور ﷺ کو الصنبو رالمنبتر کہتے تھے۔
یعنی کمزور اور جڑ کٹا
اور علمائے حق کو گستاخ اور وہابی کہتے ہیں۔
یہ بھی اپنے آباؤ جداد کی رسم کو تازہ کرتا ہے
اپنے کو سب کا سردار سمجھنا یہ مشرکوں کا پرانا دستور ہے۔
کعبے کا واحد مالک سمجھنا
گدی نشین سمجھنا
نذر و نیاز اور چڑھاوے ہڑپ کرنا یہ ان کا پرانا دستور ہے۔
زبان کے تیروں سے ہنسی سے اور آوازیں کس کر موحدین کو ستانا یہ مشرکین کا پرانا دستور ہے۔

موحدین کی بھی ایک تاریخ ہے
مشرکین کی بھی ایک تاریخ ہے
موحد خدا کی پوجا سے باز نہیں رہ سکتا

مشرک — من دون اللہ کی پوجا سے باز نہیں رہ سکتا
موحد — شرافت کا دامن نہیں چھوڑ سکتا
مشرک — رذالت کا دامن نہیں چھوڑ سکتا۔

تیری جدا پسند ہے میری جدا پسند
تجھ کو خودی پسند ہے مجھ کو خدا پسند

لطف کی بات ہے، مشرک موحد کو جتنا ستائے گا اللہ کو اپنے موحد بندے پر اتنا ہی رحم زیادہ آئے گا۔

مشرک — ظلم و جفا کی انتہا کرتا ہے
خدا — عظمت و عطا کی انتہا کرتا ہے

مشرک کہتا......اب بس......اب گیا
خدا کہتا ہے۔نہیں نہیں گیا نہیں ابھی آیا
بن ٹھن کے آیا
سج دھج کے آیا
وفا اور عطا کے ساتھ آیا
پہلے سے بڑا بن کے آیا
اور مشرک کے لیے قہر خدا بن کے آیا
اے محبوب:
اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ
ہم نے آپکو کوثر عطا فرمایا

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے اب تک جو گزارشات پیش کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا۔

خیر کثیر کن نعمتوں کا نام ہے ان کا تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے ذکر کر دیا ہے۔اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ، ان نعمتوں کا بھی ذکر کر دوں جو آخرت میں عطا کی جائیں گی اور ان کو بھی علمائے کرام اور مفسرین عظام نے خیر کثیر میں شمار فرمایا ہے۔

اب اگر آپ توجہ سے میری گزارشات کو سن رہے ہیں تو آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے تقریر کے ابتدا میں عرض کر دیا تھا کہ نعمتیں دو قسم کی ہیں۔

ایسی نعمتیں

جو دنیاوی زندگی میں عطا کر دی گئیں

ایسی نعمتیں

جو آخرت میں عطا کی جائیں گی۔

جو نعمتیں دنیا میں عطا کر دی گئیں ہیں۔ان کا ذکر تو آپ نے سن لیا ہے۔اب جو نعمتیں آخرت میں عطا فرمائی گئیں۔ان کا ذکر بھی سماعت فرمالیں۔

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ

اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔

یعنی......دو نعمتیں ایسی ہیں جو آپ کو آخرت میں دی جائیں گی!

ان دو نعمتیں کا نام

حوض کوثر

اور نہر کوثر ہے

حوض کوثر کی نعمت اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالم ﷺ کو محشر کے دن عطا فرمائیں گے۔ یہ نعمت صرف اور صرف حضور ﷺ کی ذات گرامی کو عطا فرمائی جائے گی! اور اس چشمہ فیض سے کروڑوں اربوں کھربوں اللہ کے بندے فیض یاب ہوں گے!

حوض کوثر کے متعلق کثرت سے احادیث میں روایات آتی ہیں جن میں حوض کوثر کی حقیقت

اس کا وجود، اس سے سیراب ہونے والوں کی کیفیات اور نوعیت کا علم ہوتا ہے۔اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات کے سامنے چند احادیث کا تذکرہ کر دیا جائے۔تا کہ آپ بھی اس چشمہ محمدی ﷺ سے اپنی پیاس بجھا سکیں۔

ا: سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

هو حوض ترد عليه امتى يوم االقيامة (مسلم . ابو دائود)

وہ ایک حوض ہے جس پر میری امت قیامت کے دن وارد ہوگی!

۲ : انا فر طكم علىٰ الحوض (بخارى)

میں تم سے پہلے اس پر پہنچا ہوا ہوں گا۔

۳: حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

انى فرط لكم وانا شهيد عليكم وانى والله لا نظر الىٰ حوضى آ لان (بخارى)

میں تم سے آگے پہنچنے والا ہوں اور تم پر گواہی دوں گا اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں!

۴: ایک مرتبہ آپ نے انصار کو خطاب کر کے فرمایا کہ

انكم ستلقون بعدى اثر ة فاصبرو احتىٰ تلقو انى على الحوض.

میرے بعد تمھیں نا مساعد حالات کا سامنا کرنا پڑے گا تم اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ تمہاری ملاقات میرے ساتھ حوض پر ہو!

۵: امت میں اس وقت بدعات رواج پا گئی ہیں۔ان پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے جس انداز میں وعید فرمائی ہے اس کا انداز بیان کچھ ایسا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اس پر آپ سب حضرات کو نہایت ہی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

بينا رسول الله ﷺ بين اظهر نا فى المسجد اذ اغفىٰ اغفا ء ة ثم رفع

راسـه متبسـماً قلنا ما اَضحکلک یا رسول الله قال لقد انزلت علی انفاً سورة فقرا بسم الله الرحمٰن الرحیم . انا اعطینک الکوثر.

ثـم قـال اتـدرون ما الکوثر قلنا الله و رسو له اعلم قال فانه نهر وَعَد نیهِ عـزوجـل خیـر کثیـراً وهـو حـوض ترد علیه امتی یوم القیا مة اٰنیة عدد نـجـوم فـی السـمـاء فیـختلج العبد منهم فا قول رب انه من امتی فیقول انک لا تدری ما احدث بعدک (بخاری، مسلم، ابو داؤد)

ایک روز جب کہ حضور ﷺ مسجد میں ہمارے پاس تھے اچانک آپ پر ایک قسم کی نیند کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر ہنستے ہوئے آپ نے سر مبارک اٹھایا۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ہنسنے کا سبب کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر اس وقت ایک سورۃ نازل ہوئی ہے پھر آپ نے بسم اللہ کے ساتھ سورۃ کوثر پڑھی۔

پھر فرمایا تم جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ جنت کی ایک نہر ہے جس کا میرے ربّ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے جس میں خیر کثیر ہے اور وہ حوض ہے جس پر میری امت قیامت کے روز پانی پینے کے لیے آئے گی! اس کے پانی پینے کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔ اس وقت بعض لوگوں کو فرشتے حوض سے ہٹا دیں گے تو میں کہوں گا کہ میرے پروردگار یہ تو میری امت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات گھڑ لی تھیں۔

ایک دوسری حدیث میں تو بہت ہی دردناک الفاظ آتے ہیں۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

الا وانی فر طکم علی الحوض واکا ثر بکم الا مم فلا تسودوا وجهی الا وا نـی مستنقذ انا ساً ومستنقذً اناس منی فاقول یا رب اصحابی . فیقول انک لا تدری ما احد ثو ابعد ک (ابن ما جه)

خبر دار رہو میں تم سے آگے حوض کوثر پر پہنچا ہوا ہوں گا اور تمہارے ذریعہ سے دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ اس وقت مجھے رسوانہ کرانا! خبر دار رہو کچھ لوگوں کو میں چھڑاؤں گا اور کچھ لوگ مجھ سے چھڑائے جائیں گے۔ میں کہوں گا۔ اے پروردگار یہ تو میری امت کے ساتھی ہیں، وہ فرمائے گا، تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا نرالے کام کئے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

حوض کوثر حضور ﷺ کو روزِ محشر ملے گا۔

امت مصطفیٰ ﷺ اس حوض پر پیش ہوگی۔

اس حوض پر برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے حوض کوثر پر فخر کریں گے!

پوری امت حوض کوثر سے فیض یاب ہوگی؟

لیکن دو طبقے

دو گروہ

دو پارٹیاں

دو جماعتیں

حوض کوثر کے شیریں اور سکون بخش جام سے محروم رہیں گی!

وہ بدقسمت، بدنصیب اور ازلی بدبخت کون ہوں گے؟ اور وہ دو جماعتیں کون سی ہیں؟

دشمن صحابہ

اور مبتدعین

دشمن صحابہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے اصحاب سے بغض اور عناد رکھنے والے اور صحابہ پر سب وشتم کرنے والے اور ان پر زبان طعن دراز کرنے والے حوض کوثر سے اس لیے محروم ہو جائیں گے کہ اس روز ساقی کوثر کے چیف سیکرٹری حوض پر سیدنا صدیق اکبرؓ ہوں گے!

جیسا کہ سرکارِدوعالم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کوایک مرتبہ ارشادفرمایا تھا کہ

انت صاحبی علی الحوض و رفیقی فی الجنة.

توحوض پرمیرا ساتھی ہوگا اور جنت میں میرا رفیق ہوگا!

دشمن صحابہ چونکہ صدیقؓ کے حضور جانے کی ہمت نہیں پاتے ویسے بھی انہوں نے غار پر جانے کے بعد قسم اٹھار کی ہے کہ اب صدیق اکبرؓ کا سامنا نہیں کرنا۔

چنانچہ

روضہ انور پر حاضری کی سعادت سے محروم ہیں اور یہ ان کو مشق کرائی گئی ہے کہ تم نے صدیق کے سامنے نہیں ہونا ورنہ پکڑے جاؤ گے اس لئے ہمیشہ روضہ انور پر مواجہہ شریف سے دور رہتے ہیں۔ یہ مشق ان کے کام آئے گی۔

ورضہ انور سے دوری ان کے کام آئے گی

مواجہہ شریف سے دوری ان کے کام آئے گی۔

اس لئے دشمنانِ صحابہ کو جب علم ہوگا کہ نبی تو اب بھی حوض کوثر پر صدیق اکبرؓ کو ساتھ لیے کھڑے ہیں یہ بیچارے محروم القسمت واپس ہولیں گے!

انہیں ہی بدقسمت کہا جاتا ہے

انہیں ہی بدنصیب کہا جاتا ہے

انہیں ہی بدبخت کہا جاتا ہے

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

اس لئے

عدوئے صحابہ کا گروہ حوض کوثر سے محروم رہے گا۔

دوسرا گروہ

مبتدعین کا ہوگا

رسم ورواج کے کارخانوں کا ہوگا

بدعت ساز فیکٹریوں کے ڈائریکٹروں کا ہوگا

چونکہ چنانچہ کہنے والے حیلہ سازوں کا ہوگا

حرج کیا ہے؟ کے فقرہ سازوں کا ہوگا

سنت کے مقابلے میں بدعات قائم کرنے والوں کا ہوگا

اپنے مسئلے بنا کران پرثواب دارین کے لیبل لگانے والوں کا ہوگا

انبیاءواولیا بنا کرلیبل لگا کراپنی دکانداری چمکانے والوں کا ہوگا

ایسے لوگوں کو بدعتی کہا جاتا ہے!

اور بدعتی وہ ہوتا ہے جو دین میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات بنا کر داخل کر دے اوراس کے ثواب کی پرچیاں تقسیم کرتا پھرے اور کہے کہ اس مسئلہ پرعمل کرنے والا جنتی ہوگا اوراسے چھوڑنے والا جہنمی ہوگا!

اس بدعتی کے پاس اس مسئلہ کی سند نہ تو قرآن سے ہوگی۔

نہ سنت مصطفوی سے ہوگی۔

اور نہ ہی اصحاب رسول کے عمل سے ہوگی۔

جیسے

تیجہ

ساتا

گیارھویں

قبر پراذان

اذان سے قبل اور بعد،مخصوص کلمات

ختم شریف

اور اس نوعیت کی بیسیوں من گھڑت اور ایجاد بندہ قسم کی بدعات جن کا ثبوت نہ تو قرآن میں ملتا ہے اور نہ ہی رسول ﷺ سے ملتا ہے اور نہ ہی آثار صحابہ اور عمل صحابہ کرام سے ان کا کوئی ثبوت ملتا ہے بلکہ جب ثبوت مانگا جائے تو بجائے دلائل پیش کرنے کے قاتلانہ حملے، گالی گلوچ، دنگا فساد پر اتر آتے ہیں اور دلائل کی دنیا میں بالکل ہی بے دست و پا نظر آتے ہیں۔

اس قماش کے مبتدعین جب حوض کوثر پر پیش ہوں گے تو حضور فرمائیں گے۔

اس قماش............امتی............اصحابی............اصحابی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے **یحال بینی و بینھم**

ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان ایک پردہ کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے محبوب **انک لا تدری ما احد ثوا بعدک**

آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کس قدر تغیر و تبدل کر دیا تھا۔

اس لئے حکم ہوگا

سُحقاً سُحقاً. لمن بدل بعدی (دوری ہے دوری ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد تبدیلی کی)۔

اب بدبختوں کو میرے سامنے سے دور کر دیا جائے اور ان کو فرشتے الٹے منہ جہنم میں داخل کر دیں گے۔ برادران محترم! ان احادیث حوض سے معلوم ہوا کہ بدعات کرنے والے اس قدر سرکارِ دو عالم ﷺ اور خدا کی ذات کو ناپسند ہوں گے کہ ان کو حوض کوثر سے دھکے دے کر واپس کیا جائے گا۔ اس لئے آپ حضرات کو جہاں احیائے سنت اور ان پر عمل کرنے کو زیادہ ترجیح اور اہمیت دینی چاہیے وہیں مبتدعین اور ان کی مروجہ بدعات سے بھی اعراض اور نفرت کرنی چاہیے۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے جہاں سنت کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ وہیں پر بدعت سے نفرت اور اہل بدعت سے نفرت کرنے پر بھی شدت سے تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علیٰ ھدم الا سلام (مشکوة)

جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو مٹانے کی کوشش کی ہے۔

سیدنا حذیفہؓ سرکارِ دوعالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

قال رسول ﷺ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوماً ولا صلاۃ ولا صدقۃ ولا حجاً ولا عمرۃ ولا جھاداً ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین (ابن ماجہ)

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز قبول کرتا ہے، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے اور نہ ہی نفل...... بدعتی اسلام سے ایسے خارج ہو جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ حضور ﷺ سے بدعتیوں کو چھڑالیا جائے گا۔

☆ بدعتی اسلام سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح آٹے سے بال

آپ نے مبتدعین سے ہمیشہ سنا ہوگا

خدا سے پکڑے چھڑاے محمد ﷺ

محمد ﷺ دے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکدا

مبتدعین سنا ہے؟

حضور ﷺ سے مبتدعین کو چھڑا کر جہنم بھیج دیا گیا۔ اب یہی شاعری کرتے جاؤ اور جہنم کی ہوا کھاؤ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

مستنقذاً اناس منی

کچھ لوگ حوض کوثر پر مجھ سے چھڑالئے جائیں گے۔ یہ حدیث تمہاری نظروں سے اگر نہیں گزری تو ذرا ملاحظہ کرلیں تاکہ تمھیں ہوش آجائے اور تم اب بھی توبہ کر کے سنت کے پیروکار بن جاؤ۔

ورنہ تمہارے وارنٹ جہنم کے فرشتوں کے پاس ہوں گے، بلا ضمانت وارنٹ! معلوم ہوگیا

تمھیں اپنے سنہری ماحول کا تانا بانا۔گرفتار کر لئے جاؤ گےاور تمہاری کوئی ضمانت منظور نہیں ہوگی!

جہنم تمہارا صحیح علاج ہوگی

دوسری نعمت نہر کوثر ہوگی

نہر کوثر اور کوثر آپس میں گہری مربوط ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے

یفتح نھر من الکوثر الیٰ الحوض (مسند احمد)

جنت کی نہر کوثر سے ایک نہر اس حوض کی طرف کھول دی جائے گی!

حضورﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

یشخب فیه میزابان من الجنة

جنت کی نہر سے (حوض کوثر) میں پانی ڈالا جائے گا۔ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ

فیه میزابان یمد انه من الجنة (مسلم)

یعنی اس (حوض کوثر) میں جنت سے دو نالیاں لا کر ڈالی جائیں گی جو اسے پانی بہم پہنچائیں گی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سے پوچھا گیا کہ کوثر کیا ہے آپ نے فرمایا ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں عطا کی ہے۔

اس کی مٹی مشک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔(ترمذی)

حضرات محترم!

میں نے آپ کے سامنے کوثر اور اس کا صحیح مفہوم تفصیل سے عرض کیا ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آگے بڑھیں اور **فصل لر بک وانحر**.

پس نماز پڑھ اپنے رب کے لئے اور قربانی کر۔

خطیب کہتا ہے

کوثر میں

اپنی بے شمار نعمتوں کی عطا کا وعدہ تھا۔

فَصَلِ لِرَبِّکَ وَانْحَر میں

شکرانہ نعمت کی تیاری!

شکرانہ نعمت کیا ہے؟

بدنی قربانی............ بدنی قربانی کی انتہا کیا ہے............نماز!

نماز کی انتہا کیا ہے؟ سجدۃ

اپنی جبین نبوت کو زمین پر رکھ کر یار کو منانا۔

(ہن یار نوں سر سجدے وچہ رکھ کے منا اور آگے بڑھ)

یہ پیروں فقیروں کے نام پر قربانیاں دیتے ہیں۔

اے محبوب آپ خالصتاً اپنے داتا رب العلمین کے حضور قربانی دے!

جان کا نذرانہ بھی میرے حضور پیش کر اور مال کا نذرانہ بھی میرے حضور پیش کر۔

تیسرا خطبہ

ربیع الثانی

سب سے اونچا نبی ﷺ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ. الَّذِیۡٓ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ. وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ. (پ ۳۰)

ترجمہ: کیا ہم نے کھول نہیں دیا تیرا سینہ اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا جس نے جھکا دی تھی کمر تمہاری اور بلند کیا ہم نے آواز تیری،

حضرات گرامی:

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک حضرت محمد ﷺ کو تین خصوصی انعامات عطا فرمانے کا ذکر فرمایا ہے

☆ شرح صدر

☆ وضع وزر

☆ رفع ذکر

لطف کی بات یہ ہے کہ یہ تینوں انعامات آپ کی ذات کو بن مانگے اور بغیر درخواست کے عطا فرمائے گئے ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ بعض چیزیں استاد شاگرد کو والد بچے کو، بڑا چھوٹے کو اور آقا غلام کو درخواست کرنے پر یا مانگنے پر عطا کرتا ہے اور بعض چیزیں بغیر مانگے اور بغیر درخواست دیکھے اس کی صلاحیت دیکھ کر اس کی عظمت دیکھ کر، اس کی استعداد دیکھ کر، اس کی خوبیاں اور محاسن دیکھ کر، اس کی محنت اور جدوجہد دیکھ کر اس کی اپنے کام میں لگن اور ولولہ دیکھ کر، خوش ہو کر دے دی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو عظیم الشان نعمتیں عطا کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

☆......شرح صدر

☆......وضع وزر

☆......رفع ذکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انہیں حکم ہوا کہ اے موسیٰ؟ آپ فرعون کے دربار میں پہنچ کر میری حقانیت و واحدنیت کا پیغام پہنچائیں تو حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے حضور ایک درخواست پیش کی کہ اے اللہ۔ میرا شرح صدر فرمادے! چنانچہ قرآن مجید اس واقعہ کو اپنی زبان میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى. قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ. وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ. وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ . يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ. وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ. هٰرُوْنَ اَخِيْ. اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ. وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ. (سورة طه)

حکم ہوا اے موسیٰ۔ تو فرعون کی طرف جا وہ بڑا سرکش ہوگیا ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار میرا سینہ کھول دے (کہ بڑے سے بڑا بوجھ اٹھانے کے لئے مستعد ہوجاؤں میرا کام میرے لیے آسان کردے (کہ راہ کی دشواری بھی غالب نہ آسکے) میری زبان کی گرہ کھول دے کہ (خطاب وکلام میں پوری طرح رواں ہوجائے اور) میری بات لوگوں کے دلوں میں (اتر جائے) نیز میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے اس وجہ سے میری قوت مضبوط ہوجائے وہ میرے کام میں شریک ہو!

ان آیات بینات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پانچ چیزوں کی درخواست کی تھی!

☆..................میرا شرح صدر فرمادے

☆............میرا کام آسان فرمادے

☆............میری زبان کی گرہ کھول کر اسے فصیح بنادے۔

☆............میرے اہل بیت سے میرا وزیر بنادے۔

☆............ہارون (عیہ السلام) کومیرا رفیق کا دست وبازو بنادے۔

اور میرے مولائے کریم نے حضرت موسیٰ کی درخواست پران پانچوں عرضداشتوں کو منظور فرما لیا.....مگر درخواست گزارنے کے بعد سوال کرنے کے بعد............

☆............شرح صدر فرمادیا

☆............عسر کو یسر بنادیا

☆............زبان پرفصاحت وبلاغت کے دریا بہادیئے۔

☆............اہل بیت سے ہارون کو وزیر بنادیا۔

☆............اور ہارونؑ کو آپ کو رفیق سفر اور رفیق کار بنادیا

مگر میں قربان جاؤں آمنہ کے یتیم لعل امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کے جب آپ کی باری آتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے مانگنے اور سوال کرنے کا انتظار نہیں فرمایا بلکہ دربارشاہی سے خود فیصلہ فرما کر اپنے محبوب کو اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

(اے محبوب) کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا......یعنی میں نے آپ کا شرح صدر فرما کر آپ کو دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمادیا۔

شرح صدر کیا ہے؟

حضرات گرامی! شرح صدر کی اگر مختصر اور جامع تعریف وتشریح بیان کی جائے، تو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے زیادہ جامع تشریح اور کوئی بیان نہیں ہوسکتی حضرت تھانوی (قدس سرہ) نے تو دریا کوزے میں بند کردیا ہے۔آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ شرح صدر سے مراد......علم اور حلم ہے یعنی......اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم کو دوخزانے عطا فرمادیئے۔

☆............علم کا خزانہ

☆............حلم کا خزانہ

علم مصطفوی یعنی سرکارِ دوعالم ﷺ کو منصب نبوت کے شایان شان جو علوم ومعارف ہو

سکتے تھے وہ اس کثرت سے عطا فرما دیئے گئے کہ ان کو شمار کرنا کسی امتی کے بس کی بات نہیں!

نبوت کے علوم

شریعت کے علوم

طریقت کے علوم

معرفت خداوندی کے علوم

عبادت کے علوم

ریاضت کے علوم

تبلیغ کے علوم

تعلیم کے علوم

جہاد کے علوم

صحابہؓ کی تربیت کے علوم

ازواج مطہرات کی حیات طیبہ کے علوم

گویا کہ کوئی ایسا علم آپ سے دور نہیں رکھا گیا جو آپ کے منصب نبوت کے لئے ضروری تھا!

اور کوئی ایسا علم آپ کے قریب نہیں آنے دیا گیا۔ جو منصب نبوت اور شان نبوت کے شایان نہیں تھا۔ مثلاً شعر کا علم، نجوم کا علم، جادو کا علم، غیب اور کہانت کا علم۔

اے صاحبانِ علم! تم علم مصطفوی کے بارے میں اگر ہمارا عقیدہ سننا چاہتے ہو تو ڈنکے کی چوٹ سن لو اور بیانگ دہل سن لو...... ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ جس طرح تمام انبیا علیہم السلام سے فضل و کمال میں زیادہ ہیں اسی طرح آپ علم میں بھی سب سے زیادہ اور سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں، لیکن اتنے نکتے کو ذہن میں رکھنا آپ کے لئے بھی ضروری ہے کہ علم نبوی اور بات ہے

علم خداوندی اور بات ہے

اور علم غیب تو بالکل ہی اور بات ہے، ذرا تقریر کرتے وقت، وعظ کرتے وقت الزام تراشی کرتے وقت، علم غیب اور علم نبوی کی تمیز کو ذہن میں ملحوظ رکھتے ہوئے بات کیا کرو تا کہ تمہارے علم

کلام کا بھانڈا چورا ہے میں نہ ٹوٹے اور مسلمان تمہارے مکر وفریب کے فن سے محفوظ رہ سکیں۔

کیونکہ

علم غیبے کس نمی داند بجز پرور دگار
ہر کسے گوید کہ می دانم ازو باور مدار
مصطفیٰ ہر گز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیل
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کر دگار

شرح صدر کیا ہے؟ دو انعام

علم نبوی

حلم نبوی

علم بنوی کے متعلق حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں علوم اولین اور ہیں اور علم آخرین اور ہیں، لیکن وہ سب علوم رسول ﷺ میں جمع ہیں (تحذیر الناس)

علم نبوی کے متعلق تو آپ نے میری گذارش کو سماعت فرمالیا۔ اب حلم نبوی کے متعلق صرف دو واقعے عرض کروں گا جن سے آپ حضرات کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر حوصلہ اور حلم عطا فرمایا تھا۔

حلم نبوی کے دو واقعے!

حضور ﷺ کے حوصلہ اور حلم کا اندازہ آپ حضرات سفر طائف کے اس واقعہ سے لگائیں کہ جب آپ نے طائف کے مکینوں کو توحید کی دعوت دی تو انہوں نے ظلم وستم کی انتہا کر دی، آپ پر پتھروں کی بارش ہوئی، آپ کے پیچھے طائف کے مشرک سرداروں نے لڑکوں، غلاموں اور بدمعاشوں کو لگا دیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ جہاں تبلیغ کے لئے کھڑے ہوتے ہوں یہ سب شور وغل کرتے، گالیاں دیتے اور پتھروں سے مارتے۔ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک لہولہان ہوگئے۔ حضور ﷺ اسی زخمی حالت میں قرآن پاک سناتے رہے بالآخر بدمعاش مشرکوں نے اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہوگئے۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے (جو آپ کی رفاقت میں تھے) آپ کے

زخموں کو دھویا اور ٹھنڈے پانی کے چھینٹے چہرہ انور پر ڈالے۔حضور ﷺ کو غشی سے افاقہ ہوا تو حضرت زید نے روتے ہوئے عرض کیا...... یارسول ﷺ ان ظالموں کے لیے بددعا فرمایئے...... اب سامعین کرام کلیجے پر ہاتھ رکھ کر پیغمبر کا حوصلہ اور حلم ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں

زحمت بن کر نہیں آیا......

سبحان اللہ

اور پھر بارگاہِ ایزدی میں اللہ کے حضور ﷺ دعا فرمائی۔ایک شاعر نے اس دعا کو بہت حسین انداز میں نظم کیا ہے۔شعر کیا ہیں موتی ہیں موتی۔

یہ فرما کر نبی ﷺ نے ہاتھ اٹھائے ایک دعا مانگی
خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی
دعا مانگی الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے
الٰہی رحم کر ان پر انہیں نورِ ہدایت دے
جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو
بے چارے بے خبر انجان ہیں کر دے معاف ان کو
فراخی ہمتوں کو روشنی دے ان کے سینوں کو
کنارے پر لگا دے ڈوبنے والے سفینوں کو
الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں کو
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

حلم اور حوصلے کا دوسرا واقعہ

فتح مکہ کے بعد قریش حضور ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کو یقین تھا کہ اب محمد ﷺ ہم سب سے ماضی کے بدلے چکائے گا۔ان کے دل خوف سے خون کے آنسو رو رہے تھے۔ان کے جسموں پر کپکپی طاری تھی کہ حضور ﷺ نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ نے خطبہ سے فارغ

ہوکر ظالم خونخوار سرداران قریش کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا؟

کہ اے قریشیو؟

تمہیں معلوم ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ وہ خوف زدہ ہوگئے اور افسردگی ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگی۔ رحمت دوعالم ﷺ نے اس قدر حوصلہ مندی سے ان پر رحمت کی بارش فرمائی جوایک نبوت کے علمبردار ہی سے ممکن ہوسکتی ہے سبحان اللہ آپ نے فرمایا۔

ان اقول کما قال یوسف لا خوته لا تثریب علیکم الیوم فانتم الطلقاء

آج میں تمہیں سے وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی دارو گیر نہیں جاؤ آج میں تم سب کو چھوڑتا ہوں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

خطیب کہتا ہے

حضور ﷺ کا علم بھی بے مثال

حضور ﷺ کا حلم بھی بے مثال

علم نے دماغ روشن کر دیئے

حلم نے دل روشن کر دیئے

میرا نبی ﷺ علم والا

میرا نبی ﷺ حلم وال

دونوں نعمتیں لازوال

دونوں نعمتیں بے مثال

محترم حضرات! قرآن مجید کے مطالعہ کا جن لوگوں کو شوق ہے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ بعض آیات کی تفسیر خود آیات قرآنی سے ہوجاتی ہے چنانچہ شرح صدر کی تشریح بھی اگر سمجھنی ہوتو قرآن مجید پر ایک نظر ڈالی جائے گی۔قرآں مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ . (سورہ انعام)

پس جس شخص کو اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ فرماتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

اسی طرح سورہ زمر میں ارشاد فرمایا

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ.

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے پھر وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔

ان آیات میں شرح صدر کا معنی نور اسلام کے علم سے سینہ کو منور کرنا ہے اور رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ جو حضرت موسیٰ کی دعا ہے۔اس سے مراد نور علم کے ساتھ ساتھ حوصلے کی بلندی اور ناقبل تسخیر عزم کی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو

علم اور حلم دو نعمتوں سے سرفراز فرمایا

ارشاد فرمایا کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

اس سے شق صدر بھی مراد لیا جا سکتا ہے، مگر اس مختصر خطبے میں اس کے بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے!

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ

اور ہم نے آپ کا بوجھ اتار دیا۔

وزر (یعنی بوجھ) کیا تھا؟

مخلوق خدا کی فکر

توحید کی فکر

دین کی فکر

عرب کی اخلاقی پستیوں کی فکر

غیر اللہ کی عبادت میں مصروف مشرکین کی فکر

بچوں کو زندہ در گور کرنے والوں کے حشر کی فکر

یہ تھا وہ (وزر) بوجھ اپنی قوم کی جہالت کو دیکھ دیکھ کر آپ کی حساس طبیعت پر پڑ رہا تھا۔ آپ کے سامنے بت پوجے جا رہے تھے۔ مشرک اور مشرکانہ رسوم کا بازار گرم تھا۔ اخلاق کی گندگی اور بے حیائی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ظلم وستم کا دور تھا، زورداروں کی زیادتیوں سے بے زور پس رہے تھے، لڑکیاں زندہ دفن کی جا رہی تھیں۔ قبیلوں پر قبیلے چھاپے مار رہے تھے اور بعض اوقات سو سو برس تک انتقامی لڑائیوں کا سلسلہ چلتا رہتا تھا، کسی کی جان، مال، آبرو محفوظ نہ تھی۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کڑھتے تھے۔ یہی فکر آپ پر بوجھ بنی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا منصب آپ کو عطا فرما کر یہ پوچھا آپ سے اتار دیا اور آپ کو بتا دیا گیا کہ توحید و رسالت اور آخرت پر ایمان ہی وہ شاہی کنجی ہے جس سے انسانی زندگی کے ہر بگاڑ کا قفل کھولا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس رہنمائی نے آپ کا سارا ذہنی بوجھ ہلکا کر دیا اور آپ پوری طرح مطمئن ہو گئے۔

اور......مولیٰ کریم کا یہ انعام

وضع وزر......آپ کی زندگی بھر کے لیے ایک انمول تحفہ ہو گیا۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

محترم حضرات

آپ سب حضرات مل کر کلمہ............ پڑھیں۔

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللہِ

اگر کوئی شخص صرف لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہے تو مسلمان ہو جائے گا......نہیں جب تک محمد رسول اللہ نہیں پڑھے گا۔ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

معلوم ہوا کہ کلمہ حضور کے ذکر کے بغیر نامکمل

ذرا کوئی اذان دے تو اس کو دیکھیں کہ وہ کہتا ہے

اللہ اکبر. اللہ اکبر

اللہ اکبر. اللہ اکبر

اشهدان لاا له ا لاالله

اشهدان لااله الاالله

حی علی الصلٰوۃ حی علی الصلوہ

میں پوچھتا ہوں اذان ہوگئی

جواب ہرگز نہیں

کیوں نہیں ہوئی

اس لئے نہیں ہوئی کہ حضور ﷺ کا نام چھوڑ دیا گیا ہے۔

جب موذن نے کہا

اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ

تواب بتایئے کہ اذان ہوگئی

ہوگئی، ہوگئی، ہوگئی

کیوں ہوگئی؟ اس لئے کہ میری آقا ومولیٰ محمد ﷺ کا نام آ گیا۔

معلوم ہوا کہ

حضور ﷺ کے نام کے بغیر اذان نامکمل وہ دیکھئے اذان کے بعد مکبر تکبیر کہہ رہا ہے مکبر۔

الله اکبر. الله اکبر

الله اکبر. الله اکبر

اشهدان لااله الاالله

اشهدان لااله الاالله

حی علی الصلٰوۃ حی علی الصلوہ

فرمایئے تکبیر ہوگئی۔

نہیں ہوئی، نہیں ہوئی، ہرگز نہیں ہوئی

ارے بھئی کیوں نہیں ہوئی؟

اس لیے نہیں ہوئی کہ اس نے حضور ﷺ کا نام چھوڑ دیا ہے۔

اچھا اب بتائے؟

مکبر کہتا ہے۔ اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ الله

تکبیر ہوئی۔

ہوگئی، ہوگئی، یقیناً ہوگئی۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نام کے بغیر تکبیر نامکمل

اور آگے بڑھیں

وہ دیکھیں

امام مصلے پر کھڑا نماز پڑھا رہا ہے

سُبْحَانَکَ اللّٰھُم پڑھ لی

سورۃ فاتحہ پڑھ لی

سورۃ اخلاص پڑھ لی

دو رکعتیں مکمل کر لی

وہ دیکھیں بیٹھے بغیر کھڑا ہو گیا

السلام علیک چھوڑ گیا

وہ تیسری رکعت چھوڑ گیا

سلام پھیر دیا

نہ سلام پڑھا نہ درود

نماز ہوگئی

نہیں ہوئی، نہیں ہوئی، نہیں ہوئی

معلوم ہوا کہ تین رکعتیں پڑھیں اور سلام اور درود پڑھے بغیر چوتھی رکعت پوری کئے بغیر سلام پھیر دیا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ذکر مبارک دردووسلام چھوڑ گیا۔اس لیے نماز نامکمل

وہ دیکھئے جنازہ پڑھایا جارہا ہے

پہلی تکبیر کے بعد ثنا

دوسری تکبیر کے بعد دعا

میں آپ سے پوچھتا ہوں جنازہ ہوگیا...........نہیں ہرگز نہیں۔

اس لیے کے درود چھوڑ دیا گیا۔

اوراگر

پہلے ثنا

اور پھر درود

اور پھر دعا

تو پھر جنازہ مکمل ہوجائے گا

معلو ہوا کہ جنازہ بغیر دورد کے نامکمل

قبر میں فرشتے آ گئے

مَنْ رَّبُّکَ — تیرا رب کون

مادینک — تیرا دین کون سا

فرشتے بس اتنا پوچھ کر چل دیئے

میں پوچھتا ہوں۔سوال جواب مکمل یا نامکمل

نامکمل، نامکمل

کیوں اس لئے کہ حضور ﷺ کے بارے میں سوال چھوڑ دیا گیا ہے!

اگر فرشتے پوچھتے ہیں۔

مَنْ رَّبُّکَ — تیرا رب کون

مادینک — تیرا دین کون سا

ماتقول فی حق هذا الر جل محمد ﷺ

تواس آدمی محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتا ہے۔

فیقول هذه هو عبد الله و رسوله

وہ کہے گا یہ اللہ کے بندے اوراس کے رسول ﷺ ہیں تو جواب **مکمل** ہو جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

کلمہ حضور ﷺ کے ذکر کے بغیر **نامکمل**

اذان حضور کے ذکر کے بغیر **نامکمل**

تکبیر حضور کے ذکر کے بغیر **نامکمل**

نماز حضور کے ذکر کے بغیر **نامکمل**

قبر کا سوال و جواب حضور ﷺ کے ذکر کے بغیر **نامکمل**

خلاصہ یہ کہ

انسان اعضا بغیر **نامکمل**

اور ایمان مصطفیٰ کے بغیر **نامکمل**

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اذا ذكرت ذكرت معی

اے محبوب جہاں میرا ذکر کیا جائے گا۔ وہیں آپ کا ذکر کیا جائے گا۔

کلمے میں پہلے میرا ذکر

پھر تیرا ذکر

اذان میں پہلے میرا ذکر

پھر تیرا ذکر

تکبیر میں پہلے میرا ذکر

پھر تیرا ذکر

نماز میں پہلے میرا ذکر
پھر تیرا ذکر
نماز جنازہ میں پہلے میرا ذکر
پھر تیرا ذکر
قبر میں پہلے میرا ذکر
پھر تیرا ذکر
حشر میں پہلے میرا ذکر
پھر تیرا ذکر

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

او! لات وعزیٰ کے پجاریو۔
او! غیر اللہ کے چڑھاوے کھانے والو؟
او! شرک وبدعت کے علمبردارو!
او! اعل ہبل کے نعرے لگانے والو؟
او! میرے مصطفیٰ ﷺ کو تنگ کرنے والو؟
او! میرے محبوب پر اوجھڑیاں پھینکنے والو؟
او! میرے محبوب کو لہولہان کرنے والو؟
او! میرے محبوب کو شعب ابی طالب میں قید کرنے والو؟
او! میرے محبوب کا بائیکاٹ کرنے والو
او! میرے محبوب کو صابی کہنے والو
او! میرے محبوب کو مجنوں کہنے والو
تم مٹ جاؤ گے
تمہارے بت مٹ جائیں گے

تمہارے لات وعزیٰ مٹ جائیں گے

تمہارے مجاور اور گدی نشین مٹ جائیں گے

میرے محمد ﷺ کا پھریرا چار دانگ

عالم میں ہرائے گا

عرب میں نبی یہ ہوگا

عجم کا نبی یہ ہوگا

شرق کا نبی یہ ہوگا

غرب کا نبی یہ ہوگا

شمال کا نبی یہ ہوگا

جنوب کا نبی یہ ہوگا

فرش کا نبی یہ ہوگا

عرش کا نبی یہ ہوگا

اولیا کا نبی یہ ہوگا

جبرائیل کا نبی یہ ہوگا

اتقیا کا نبی یہ ہوگا

عزرائیل کا نبی یہ ہوگا

اسرافیل کا نبی یہ ہوگا

میکائیل کا نبی یہ ہوگا

انبیاء کا نبی یہ ہوگا

بلکہ مجھے کہنے دو

خدا رب العلمین ہے

مصطفے ﷺ رحمت العلمین ہے

جہاں جہاں　　میری خدائی کا ڈنکا بجے گا
وہاں وہاں　　میرے مصطفٰے کی مصطفائی کا ڈنکا بجے گا

سبحان اللہ

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

چوتھا خطبہ
ربیع الثانی

وفات رسول ﷺ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ.

ترجمہ: آپ کو بھی مرنا ہے اوران کو بھی مرنا ہے۔

حضرات گرامی!

جس طرح ربیع الاول حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کا مہینہ ہے اسی طرح ربیع الاول ہی سرکارِ دوعالم ﷺ کی وفات شریفہ کا مہینہ ہے۔

ربیع الاول مسلمانوں کے لیے مسرت وغم کے ملے جلے جذبات کا آئینہ دار بن کر آتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ربیع الثانی کے خطبات میں جہاں سیرت طیبہ کی بے مثال اور درخشندہ پہلو آپ کے سامنے آتے ہیں وہیں پر سیرت النبی ﷺ کے ان مسلسل خطبات میں وفات رسول ﷺ کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے تاکہ آپ حضرات کے سامنے میرے آقا حضرت محمد ﷺ کی وفات شریفہ کے حالات بھی سامنے آجائیں اور آپ یہ معلوم کرسکیں کہ قدرت خداوندی کسی کی بھی پابند نہیں ہے بلکہ اس کا ہر فیصلہ اس کی شان صمدیت اور وحدانیت کا مظہر ہوتا ہے۔ اس کے فیصلوں کے سامنے کسی کو اف تک کہنے کی مجال نہیں ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے سرکارِ دوعالم ﷺ نے جب مشن نبوت کی تکمیل فرمائی اور اپنی نبوت کا تئیس سالہ سنہری دور پورا کرلیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مختصر سا دستور العمل آپ کو دیا گیا۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا. (پ ۳۰)

ترجمہ: جب خدا کی مدد اور فتح آپہنچے آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق درجوق داخل ہوتا

دیکھ لیں تو اپنے ربّ کی تسبیح وتحمید کیجئے اوراس سے استغفار کی درخواست کیجئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

سورہ نصر کی ان آیات سے آپ نے محسوس فرمالیا کہ اب آخرت کی تیاری کا حکم دیا جارہا ہےاو رپھر حجۃ الوداع سے واپسی پراس آیت کریمہ کے نزول سے تواور بھی بات یقینی سی ہوگئی کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

ترجمہ: آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کومکمل کردیااور میں نے تم پراپناانعام پورا کردیا اورمیں نے اسلام کو دین بننے کے لیے پسند کرلیا۔

اسی لئے اب کے جورمضان المبارک آیا تو آپ نے دس روز کی بجائے بیس روز اعتکاف فرمایااور جبریل امین نے قرآن مجید کاایک دور کرنے کی بجائے آپ کے ساتھ دودور مکمل کئے اس غیرمعمولی تبدیلی سے بھی آخرت کی تیاری کا تصوراور گہرا ہوگیا ہے۔

شہدائے احد کی مغفرت کی دعا

شہدائے احد جواسلام کی سربلندی کے لیے جنت کے وارث بن گئے تھے۔ان میں سیدنا امیر حمزہؓ آپ کے گرامی منزلت چچا بھی شامل تھے۔ایک دن آٹھ برس کے بعدان کوبھی زبان نبوت سے دعا دینا ضروری معلوم ہوا تو آپ شہدائے احد کی قبروں پرتشریف لے گئے۔آپ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی اورشہدائے احد کو کچھ اس انداز سے رخصت فرمایا جیسے کوئی دنیا سے رخصت ہونے والا اپنے زندہ عزیز واقارب کورخصت کیا کرتا ہے۔

صلی رسول الله ﷺ قتلیٰ احد بعد ثمان سنین کا لمو دع للا حیاء

حضور ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ آٹھ سال کے بعد پڑھی اوران کوالوداع کہا جیسے دنیا سے رخصت ہونے والا اپنے زندہ عزیزوں کوکیا کرتا ہے۔

جب حضور ﷺ کی تکلیف بڑھ جاتی ہےتو تمام ازواج مطہرات نے آپ کوحضرت عائشہ کے

حجرہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔

منقول ہے کہ سیدہ فاطمہؓ نے تمام ازواج مطہرات سے یہ کہا تھا:

ایک دن آپ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس آئے تو سر مبارک میں درد شروع ہوگیا۔ آپ کی علالت کا آغاز درد ہوتا ہے اور پھر بخار آنا شروع ہوگیا اور اس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا لیکن اس مرض کی شدت میں بھی اپنے آپ معمول کے مطابق باری باری ازواج مطہرات کے ہاں قیام فرماتے رہے اور عدل نبوت میں ذرہ برابر بھی کوئی فرق نہیں واقع ہوا۔ ایک روز جب بیماری میں شدت پیدا ہوگئی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ میں کل کہاں ٹھہروں ۔ ازواج مطہرات نے نہایت ہی نیاز مندی سے عرض کیا کہ حضور جہاں پسند فرمائیں! چونکہ دوسرے دن حضرت عائشہؓ کے ہاں ٹھہرنے کی باری تھی اس لیے تمام ازواج مطہرات نے منشائے پیغمبر کے پیشِ نظر آپ کو سیدہ عائشہؓ کے حجرہ مبارک میں قیام فرما ہونے کی اجازت دے دی۔ سیدہ فاطمہؓ نے امہات المومنین سے مرضی رسالت کا تذکرہ فرما کر حضور ﷺ کے لیے عائشہؓ کے ہاں مستقل قیام کا فیصلہ کرالیا۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں سرکارِ دو عالم کا بازو تھام کر خود حجرہ عائشہؓ میں چھوڑنے کے لیے آئے۔

لما اشتد برسول اللہ ﷺ وجعه استاذن نساء ان يكون فی بيت عائشه ويقال انما قالت ذالک لهن فا طمة. (طبقات ابن سعد ج ۲)

خطیب کہتا ہے

آخری وقت حجرہ عائشہؓ میں قیام نبوت نے پسند فرمایا

حجرہ میں مستقل قیام کی اجازت ازواج مطہرات سے...... سید فاطمۃ الزہرہؓ نے حاصل کی۔

حجرہ عائشہؓ میں نبوت کو آخری وقت

حضرت علیؓ و عباس نے پہنچایا

حجرہ صدیقہؓ پر ثلاثہ کا اعتماد

نبی ۔ علیؓ ۔ فاطمہؓ

پنجتن کے تین ووٹ عائشہؓ کے ساتھ
حسنینؓ فاطمہ کے لاڈلے بیٹے تھے
ان کا ووٹ بھی عائشہؓ کے ساتھ
اب بتایئے لڑائی کس بات پر؟
جھگڑا کس بات پر؟
مناظرہ کس بات پر؟
حجرہ عائشہؓ کا!
پسند نبی ﷺ نے کیا!
اجازت فاطمہؓ نے لی!
چھوڑ کر علیؓ آئے!
اگر مناظرہ کا شوق ہے تو جاؤ علیؓ سے مناظرہ کرو؟
علیؓ کی مرضی سے نبی ﷺ ابوبکر کے گھر گیا
علیؓ کی مرضی سے نبی عائشہؓ کے گھر گیا
معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہؓ پر علیؓ کو بھی اعتماد تھا
سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو بھی اعتماد تھا۔ جو عائشہ کا باغی ہوگا
وہ سیدنا علیؓ
اور سیدنا فاطمہؓ
کا باغی ہوگا!

حضرات گرامی! جب تک سرکارِ دو عالم ﷺ کو نقاہت اور کمزوری زیادہ نہیں ہوئی اور آمدورفت کی قوت رہی تو آپ ﷺ مسجد میں نماز پڑھانے کی غرض سے تشریف لاتے رہے۔ سب سے آخری نماز جو آپ ﷺ نے پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی۔ سر میں شدید درد تھا اس لیے سر پر رومال باندھ کر تشریف لائے اور نماز ادا کی جس میں سورہ والمرسلات عرفاً کی قرات فرمائی۔

جب عشاء کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی؟

لوگوں نے عرض کی کہ سب کو حضور کا انتظار ہے!

آپ نے برتن میں پانی بھروا کر غسل فرمایا! پھر اٹھنا چاہا کہ غش آ گیا!

افاقہ کے بعد پھر دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی؟

صحابہؓ نے پھر عرض کیا کہ حضور ﷺ کا انتظار ہے!

آپ نے پھر غسل فرمایا اور اٹھنا چاہا، مگر غش آ گیا!

پھر افاقہ ہوا تو آپ نے دریافت کیا کہ نماز ہو چکی؟

صحابہؓ نے پھر عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ کا انتظار ہے!

آپ نے تیسری مرتبہ غسل فرمایا اور اٹھنا چاہا تو پھر غشی طاری ہوگئی!

پھر جب افاقہ ہوا تو آپ نے ارشار فرمایا کہ

مروا بابکر فلیصل بالناس

ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کہ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہؓ نے معذرت کے انداز میں عرض کیا کہ حضور ﷺ ؟

انه رقیق القلب یا رسول الله

ابوبکرؓ بہت ہی نرم دل ہیں۔ حضور ﷺ کا مصلیٰ خالی دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گے!

مگر حضور ﷺ نے پھر وہی حکم فرمایا!

تیسری مرتبہ جب عائشہؓ نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کیا تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے ذرا سی سختی سے فرمایا کہ

مروا بابکر فلیصل بالناس

حضرت ابوبکرؓ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کا حکم سنایا گیا تو آپ نے حکم نبوی کے مطابق نماز پڑھائی!

صحابہ کرامؓ اور ابوبکرؓ کی روتے ہوئے ہچکی بندھ گئی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ آپ کے ارشاد کے مطابق امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

وفات شریفہ سے چار دن قبل آپ کی طبیعت قدرے سکون پذیر ہوئی تو آپ نے حکم دیا کہ پانی کی سات مشکیں آپ پر ڈالی جائیں۔ جب آپ غسل فرما چکے تو آپ نے فرمایا کہ گھر میں کوئی ہے!

عرض کیا گیا کہ علیؓ و عباسؓ موجود ہیں۔!

آپ نے دونوں کو بلایا اور دونوں کا سہارا لیتے ہوئے مسجد میں تشریف لے گئے جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔

ابو بکرؓ نے صحابہؓ کے اشارات سے سمجھ لیا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت ابو بکر مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹے، تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے اشارہ سے روکا فرمایا کہ اپنے مقام پر کھڑے رہو!

سرکارِ دو عالم ﷺ آگے تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ یعنی آپ کو دیکھ کر ابو بکرؓ کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ ارکان نماز ادا کرتے جاتے تھے؟

فضائل صدیق پر خطیب الانبیاء کا آخری خطبہ

حضرات گرامی!

نماز کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی زندگی کا آخری خطبہ ارشاد فرمایا جو فضائل صدیق پر ایسا لا جواب اور بے مثال خطبہ ہے جو قیامت تک عظمت صدیقؓ اکبرؓ کا شہرہ بلند کرتا رہے گا۔ اور صدیق اکبرؓ کی زبان نبوت سے تصدیق و توثیق کا ایک عظیم دستاویزی نبوت ہے۔ سبحان اللہ۔

حضرت ابو سعید خدریؓ نے آپ کے خطبہ شریف کے کچھ حصے بیان فرمائے ہیں۔

قال خطب رسول الله ﷺ الناس وقال ان الله خير عبداً بين الدنيا وبين ماعنده . فاختار ذالک العبد ماعندالله.قال فبكیٰ ابو بكر فتعجبا لبكائه ان يخبر رسول الله ﷺ عن عبد خير فكان رسول الله ﷺ هو المخير و كان ابو بكر هو اعلمنا.

فقال رسول ﷺ ان من امن الناس فی صحبته وما له ابو بكر ولو كنت

متخذاً خلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوۃ الا سلام و مودته.

لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر. (بخاری)

(مفہوم) اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا اللہ کے پاس والی نعمتوں کو قبول کرے، لیکن اس بندے نے اللہ ہی کے پاس کی چیز کو قبول کیا ہے!

سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا تھا کہ صدیقؓ رونے لگے! ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا۔ یہ رونے کو کون سا مقام ہے رسول ﷺ تو ایک بندے کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں! لیکن بعد میں معلوم ہو گیا کہ ابو بکرؓ کو ہم سب سے زیادہ علم تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ رسول ﷺ ہی وہ بندے ہیں جنہوں نے دنیا کی نعمتیں چھوڑ کر وہ اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے گویا آپ ہمیں چھوڑ جانے والے ہیں۔

حضور ﷺ نے صدیقؓ کو دلاسہ دیا

حضور ﷺ نے یار غار کو روتے دیکھا تو آپ کو شفقت بھرے انداز میں رونے سے چپ کرایا۔ یعنی منبر سے ہی صدیق ﷺ کو تسلی دے کر دلاسہ دیا۔ اور پھر فرمایا میں تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر ابو بکرؓ کے مال اور رفاقت کا ممنوں ہوں۔ اگر امت میں سے اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا، لیکن اسلامی اخوت اور محبت کا رشتہ کافی ہے!

پھر فرمایا دیکھو؟

مسجد کے رخ کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے۔ سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے!

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول ﷺ کیا بات ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کے دروازے بند کرا دیئے اور کچھ لوگوں کے کھلے رہنے دیئے۔

فرمایا　　نہ میں نے اپنے حکم سے کھولے اور نہ اپنے حکم سے بند کئے

گویا جو کچھ ہوا خدا کے حکم سے ہوا

☆ انصار کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی، کیونکہ انصار مدینہ آپ کی رفاقت اور مجلسوں کو

یاد کر کے روتے تھے!

☆ پھر اسامہ بن زیدؓ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر زید بن حارثہؓ کے قاتلوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔

☆ اور پھر فرمایا

لعنة الله علی الیھود

والنصارٰی اتخذو اقبور

انبیاء ھم مساجد

خطیب کہتا ہے

بیمار کے لئے سخت بیماری کے عالم میں مسجد کی حاضری معاف ہے وہ گھر پر نماز پڑھ سکتا ہے!

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر شدید بیماری کے عالم میں جب کہ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ اس قدر شدید بخار تھا کہ کسی کا ہاتھ جسم اطہر پر ٹھہر نہیں سکتا تھا!

آپ ﷺ نے موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس کے اوپر سے بھی حرارت محسوس ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ آپ کو شدید بخار ہے۔ فرمایا ہاں!

مجھے اتنا بخار ہے جتنا تمہارے دو آدمیوں کو عرض کیا یارسول اللہ! آپ کا اجر بھی دوگونہ ہوگا؟

فرمایا .... اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں جسے مرض یا کسی اور وجہ سے تکلیف پہنچے اور اس کے گناہ اس طرح کم نہ کرتا ہو جس طرح (خزاں میں) درختوں کے پتے گرتے اور کم ہوتے ہیں۔

(گویا یہ امت کے بیماروں کے لئے خوشخبری ہے)

لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ اس کمزوری، نقاہت اور اس تکلیف میں بھی حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کا سہارا لے کر مسجد میں خود تشریف لے گئے۔ آخر کیوں اس قدر تکلیف فرمائی؟

خطیب کو کہنے دو!

یہ صدیق اکبرؓ کو خلافت کا تاج پہنانے گئے تھے۔

یہ امامت کا مصلی نہیں تھا۔

بلکہ

خلافت نبوت کا مصلے تھا۔

دنیا نے یہ نظارہ بھی دیکھا! کہ

مصطفٰیؐ..........صدیقؓ کے امام تھے

اور صدیقؓ..........پوری قوم کے امام تھے

دنیا سے جاتے ہوئے..............صدیقؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے

اور روضہ میں..............صدیق کو اپنے پہلو میں سلا لیا

پہلوئے مصطفٰی ﷺ میں بنا آپ کا مزار

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

ٹھہریئے ذرا اور جلوہ بھی دیکھئے!

مسجد میں حضور ﷺ اکیلے نہیں گئے

بلکہ

علیؓ اور عباسؓ کو ساتھ لے گئے

نہیں نہیں صرف ساتھ ہی نہیں لے گئے بلکہ

صدیقؓ کی امامت میں پیچھے صفوں میں کھڑا کر دیا۔

ابوبکرؓ امام

علیؓ مقتدی

ابوبکرؓ امام

عباسؓ مقتدی

کیوں یہ سب کیوں ہو رہا ہے

خطیب کہتا ہے

یہ اس لئے ہو رہا ہے کہ کسی دشمن کو تردد نہ رہ جائے۔ کسی کا صدیقؓ کی خلافت و امامت میں شبہ نہ رہ جائے۔

اس لئے نبی ﷺ علیؓ کو ساتھ لے گئے

اس لئے نبی ﷺ عباسؓ کو ساتھ لے گئے

کہ

تم بھی میرے صدیقؓ کی اقتدا کرلو

جو تمہارا ہوگا وہ صدیق کا ہوگا

اور جو صدیق کا نہیں ہوگا۔ وہ تمہارا بھی نہیں ہوگا

دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیا جائے

جو علوی ہوگا اسے صدیقی ہونا ضروری ہوگا

جو صدیقی نہیں ہوگا وہ علوی بھی نہیں ہوگا

سبحان اللہ

نماز کے بعد فرمایا!

دروازے بند

صرف ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہے۔

جو خدا کے گھر میں آئے

ابوبکرؓ کے دروازے سے آئے

جو رسول ﷺ کی مسجد میں آئے

اب میری مسجد کا دروازہ صرف اور صرف

بابِ صدیقؓ ہوگا۔ یعنی

سوچ کر آنا مسجد نبوی

سمجھ باب صدیقؓ

زائرین حرم

زائرین مسجد نبوی

اب صدیقؓ کے دروازے سے گزرو گے

تو خدا ملے گا

صدیقؓ کے دروازے سے گزرو گے

تو

مصطفٰی ﷺ ملے گا

جوان کا ہوگا وہ میرا ہوگا

جوان کا نہیں وہ میرا نہیں!

سبحان اللہ

اور پھر دنیا نے دیکھا

اسامہ بن زیدؓ کو ایک لشکر کا امیر بنا دیا!

تا کہ نوجوانوں کو آگے بڑھنے کا موقعہ دیا جائے۔

بڑوں کو نوجوانوں کی صلاحیتوں کے اعتراف کا جذبہ دیا جائے۔

اور پھر پیغمبر توحید نے

نہایت رقت بھرے انداز میں فرمایا

یہودیوں اور نصرانیوں پر خدا کی لعنت ہو

جنہوں نے انبیاؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا

خطیب کو کہنے دو!

اللہ کے سوا کسی کو بھی سجدہ جائز نہیں ہے

اگر انبیاءؑ کی قبروں پر سجدہ حرام ہے

تو علی ہجویریؒ کی قبر پر بھی سجدہ کرنا حرام ہے

معین الدین اجمیریؒ کی قبر پر بھی سجدہ کرنا حرام ہے

فریدؒ کی قبر پر بھی سجدہ کرنا حرام ہے

بہاؤالدین زکریاؒ کی قبر پر بھی سجدہ کرنا حرام ہے

سجدہ صرف ایک ذات کا حق ہے جس نے

انبیا کو پیدا فرمایا اور

اولیاء کو پیدا فرمایا

نبی اور ولی سب اسی ذات کبریا کو سجدہ کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی ہے!

اس لئے قبروں پر سجدہ ریز ہونے والے غور کریں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات صرف یہود و نصاریٰ کے لیے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کا مصداق وہ سب لوگ قرار پائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو چھوڑ کر غیر اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔

سجدہ اسی کا حق ....جس نے پیشانی بنائی ہے

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

پھر فرمایا۔

یـا فـاطـمة بنت رسول الله. یا صفیة عمة رسول الله اعملا لما عند الله انی لا اغنی عنکما من الله شیئا .

(طبقات، ابن سعد)

اے رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ۔ اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ خدا کے ہاں...... کچھ کر لو میں تم دونوں کو کسی معاملے میں خدا سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا۔

قال رسول الله یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من الله شیئا. یا عباس بن عبدالمطلب لا اغنی عنک من الله شیاء (طبقات ابن سعد)

اے اولاد عبد مناف؟ میں تمہیں کسی امر میں خدا سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تمھیں کسی امر میں خدا سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔

یوم وفات

حضرات محترم: آخر وہ دن آہی گیا موت سے کسی کو رستگاری نہیں ہے۔ موت ہر کسی کو آنی ہے کل نفس ذائقہ الموت۔ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلاَ لِ وَالْاِكْرَامِ.

آپ آخری خطبہ دے کر حجرہ عائشہؓ تشریف لے گئے۔ مرض میں شدت اور ہوتی جارہی تھی اور ایام علالت میں آپ امت کو ضروری باتوں کی ہدایت فرماتے رہے جس دن وفات ہوئی بظاہر طبعیت کو سکون تھا۔ حجرہ مبارکہ مسجد سے ملا ہوا تھا۔ آپ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ فجر کی نماز میں مشغول تھے دیکھ کر مسرت سے ہنس پڑے۔ لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ آپ باہر آنا چاہتے ہیں۔ (یعنی مسجد میں) فرط مسرت سے تمام لوگ بے قابو ہو گئے اور قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں۔

(حضرت ابوبکرؓ جو امام تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں) آپ نے اشارے سے روکا اور حجرہ شریفہ میں داخل ہو کر پردے ڈال دیئے۔ ضعف اس قدر تھا کہ آپ پردہ بھی اچھی طرح نہ ڈال سکے۔

یہ سب سے آخری موقع تھا کہ صحابہؓ نے جمال اقدس کی زیارت کی۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ چہرہ مبارک ایسے معلوم ہوتا تھا کہ مصحف کا کوئی ورق ہے یعنی سپیدا ہو گیا تھا۔

برمصحف روئے اونظر کن
خسرو غزل و کتاب تابکے

سیدنا ابوبکرؓ نماز کے بعد حاضر ہوئے تو طبعیت بے حد پرسکون تھی اس لیے صدیق اکبرؓ اجازت لے کر چند ساعتوں کے لیے اپنے گھر مقام سنخ چلے گئے جو عوالئی مدینہ میں تھا۔

حضرت علیؓ نے مزاج پرسی کے بعد لوگوں کو بتایا کہ

اصبح بحمد الله باريا

الحمداللہ طبعیت بہت اچھی ہے!

لیکن تھوڑی دیر بعد طبیعت پھر خراب ہوگئی اور تکلیف میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بلکہ پے در پے غشی کے دورے پڑنے لگے!

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اتنے میں حضرت فاطمہؓ آ گئیں۔ ان کی رفتار رسول اللہ کی رفتار سے مشابہ تھی۔

آپ نے فرمایا بیٹی مرحبا

اور دہنی یا بائیں طرف بٹھا لیا پھر کان میں چپکے سے کوئی بات کہی اور حضرت فاطمہؓ رونے لگیں۔ پھر کوئی بات چپکے چپکے کان میں کہی اور وہ ہنس پڑیں۔

رسول ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ نے بتایا پہلے مجھے خبر دی تھی کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس مرض میں میری وفات ہوگی۔ یہ سنتے ہی مجھے بے اختیار رونا آ گیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملے گی میں ہنس پڑی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی تکلیف کو دیکھ کر حضرت فاطمہؓ سینہ مبارک سے لپٹ کر رونے لگی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا رو نہیں میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو۔

انا لله و انا اليه راجعون کہنا۔

ہم اللہ کے لیے اور اسی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔

یہی ہر فرد کے لیے تسکین کا باعث ہوگا۔

سکرات موت

طبیعت زیادہ بگڑی تو حضور ﷺ نے پانی سے بھرا ہوا پیالہ منگوا کر پاس رکھ دیا۔ اس میں ہاتھ

ڈالتے اور تر ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیر لیتے زبان پر آہستہ آہستہ یہ الفاظ جاری تھے

لا اله الا الله ان للموت سكرات

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور موت تکلیف دہ ہوتی ہے۔

پھر دعا فرمائی

اللهم اعنى على كرب الموت

اے اللہ...........موت کی تکلیف میں میری مدد فرما

پھر فرمایا۔ **انعم الله عليهم من النبيين والصد يقين**

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ بیماری کے عالم میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے!

اذهب الباس رب الناس بيدك الشفاء لا شافى الا انت اشف شفاء لا يغا درسقما

اے انسانوں کے پروردگار تکلیف دور فرما دے شفا صرف تیرے ہاتھ میں ہے تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔ آپ دعا پڑھ کر ہاتھ جسم پر پھیر لیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دعا پڑھ کر حضور ﷺ کے ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرنے شروع کیے آپ نے ہاتھ چھڑا کر یہ دعا فرمائی

اللهم باالرفيق الا علىٰ

میں اپنے اللہ سے اعلیٰ رفیق کا طلب گار ہوں۔

آپ پیالے سے ہاتھ تر کر کے چہرہ انور پر پھیرتے کبھی ایک پاؤں پھیلا دیتے اور پھر اسے اکٹھا کر لیتے۔ اسی طرح کبھی چادر مبارک چہرہ مبارک پر ڈال لیتے اور کبھی اتار لیتے۔

حضرت فاطمہؓ نے جب اس شدید تکلیف کو دیکھا تو حزن وملال سے بے ساختہ پکار اٹھیں۔

واكرب ابى

ہائے میرے ابا کی بے چینی

حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی...........آج کے بعد ابا کو بے چینی نہیں ہوگی!

آخری وقت عائشہؓ کی زبان پر اعتماد

وفات شریفہ سے کچھ دیر پہلے عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ مزاج پرسی کے لیے آئے ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے آپ فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ رسول ﷺ کی نگاہیں دانتوں سے مسواک کو چبا کر نرم کر کے حضور ﷺ کو پیش کر دی۔

پھر میں نے جس طرح حضور ﷺ کو ہمیشہ مسواک کرتے دیکھا تھا۔ آپ نے اس وقت اس سے بھی اچھے انداز میں مسواک فرمائی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کے پہلے دن بھی اللہ نے میرا اور آپ کا لعاب دہن جمع کر دیا۔

چاشت کا وقت آ گیا تھا سینے میں گڑ گڑاہٹ شروع ہوگئی۔ لب مبارک ہلنے لگے اور زبان پر یہ الفاظ تھے۔

الصلوٰۃ ، الصلوٰۃ ، وما ملکت ایما نکم

نماز، نماز، اور لونڈی غلام

مطلب یہ تھا کہ نماز کی سختی سے پابندی کی جائے اور غلاموں کو آزادی کی نعمت سے مالا مال کر دیا جائے۔

پھر انگلی مبارک اٹھا کر تین بار فرمایا۔

بل الرفیق الا علیٰ

بل الرفیق الا علیٰ

بل الرفیق الا علیٰ

رفیق اعلیٰ مجھے مطلوب ہے!

یہ فرمایا کر اللہ کے آخری رسول ﷺ اپنی حیات طیبہ کے تریسٹھ سالہ درخشندہ ایام پورے کر کے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ رجعون

خطیب کہتا ہے

☆ نبی ﷺ نے آخری بار صدیقؓ کو امامت کراتے ہوئے دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا۔

☆ یہ صدیقؓ پر رسول ﷺ کا آخری پیغام تھا۔

☆ گلشن نبوت کے پھول دار پودوں کو مہکتے ہوئے دیکھا۔

ہمیشہ صحابہؓ حضور ﷺ کو دیکھتے تھے آج حجرے سے رسول ﷺ نے صحابہؓ کو دیکھا۔

☆ **تراھم رکعا سجدا** کا روح پرور منظر دیکھ کر حضور ہنس پڑے اور اپنے ہرے بھرے گلشن کو دیکھ کر۔

☆ حجرہ صدیقہؓ سے پردہ اٹھا کر دیکھنا یہ گلشن رسالت کے صداقت کے پھولوں کی خوشبو کو سونگھنا تھا۔

☆ سیدہ فاطمہؓ جو آپ کی چہیتی بیٹی تھی اس پر محبت وشفقت کی نظر بھری۔

☆ شفا صرف اور صرف اللہ تعالی کی اختیار میں ہے۔

☆ ذات خداوندی پر مکمل اعتماد

☆ عائشہؓ کو تمغہ خدمت

☆ آپ کے منہ سے چبائی ہوئی اور زبان سے لگائی ہوئی مسواک کو کرنا

زبان عائشہؓ پر زبان نبوت کو اعتماد تھا۔ تاکہ عائشہؓ کو زبان دراز کہنے والوں کی گوشمالی ہو جائے۔

اور پھر عائشہؓ کی گود میں وفات

ہجرت میں صدیقؓ کی گود

وفات کے وقت صدیقہؓ کی گود

اور آخری آرام گاہ کے لیے حجرہ صدیقہؓ

سبحان اللہ

حاضرین کرام

آپ کا بہت زیادہ وقت لیا ہے مگر اس خطبہ میں جو موتی اور انوارات آئے ہیں وہ ہم سب کے

ایمان و ایقان کی جان ہیں مولیٰ کریم ہم سب کو قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

پہلا خطبہ جمعہ

جمادی الاول

انبیا کی مشترکہ دعوت

مسئلہ توحید

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَآ اَرْسَلْنَامِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ.

(پ۱۷ سورہ انبیاء)

ترجمہ: ہم آپ سے پہلے بھی ہر پیغمبر کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

حضرات گرامی:

اس وقت میں نے آپ حضرات کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالی نے اسلام کے اس بنیادی مسئلہ کا ذکر فرمایا ہے جو تمام انبیؑا کی دعوت کا بنیادی اور اساسی نکتہ رہا ہے تمام انبیؑا اپنے اپنے وقت تشریف لاتے رہے اور جاتے رہے مگر اس مسئلہ کی حیثیت اور بنیاد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی وہ سدابہار نعرہ جوں کا توں رہا کہ لا الہ الا اللہ وہ بنیادی اور اساسی مسئلہ کیا ہے جس کے لئے انبیاء تشریف لائے..........وہ ہے۔

مسئلہ توحید! توحید توحید توحید

مسئلہ توحید! الفاظ کے اعتبار سے تو ہر کوئی دعویدار ہے کہ ہم بھی عقیدہ توحید کے قائل ہیں۔

حجرہ پرست سے پوچھو؟ تو وہ بھی توحید کا نام لیوا

شجر پرست پوچھو؟ تو وہ بھی توحید کا نام لیوا

قبر پرست سے پوچھو؟ تو وہ بھی توحید کا نام لیوا

تعزیہ پرست سے پوچھو؟ تو وہ بھی توحید کا نام لیوا

پیر پرست سے پوچھو؟ تو وہ بھی توحید کا نام لیوا

مگر جب توحید کا مفہوم بیان کیا جائے تو یہی نام لیوا..................جان لیوا بن جاتے ہیں لیکن روز اول سے یہ سنۃ اللہ جاری رہی ہے کہ کچھ اللہ کے بندے اس کی توحید کے لیے ہتھیلیوں پر جان لیے پھرتے ہیں۔ وہ اسی طرح تاریخ مرتب کرتے رہے اور کچھ توحید کے دشمن بندہ مومن کا عرصہ حیات تنگ کرنے کے لیے شب و روز محنت کرتے رہتے ہیں۔

ایک جان دینے والوں کی تاریخ مرتب کرتے ہیں۔

دوسرے جان لینے والوں کی تاریخ مرتب کرتے ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

توحید شرک کی ضد ہے

توحید مدار نجات ہے

توحید جنتی اور جہنمی کی کسوٹی ہے

توحید ایمان اور کفر کا معیار ہے

عقیدہ توحید ہی سے اسلام کی بلڈنگ کی پختگی کا اندازہ ہو سکے گا!

اس لیے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بار بار جس عقیدے کو قائم رکھنے پر زور دیا ہے اور جسے تمام انبیاءؑ کی دعوت کا مرکز نکتہ قرار دیا ہے وہ صرف اور صرف مسئلہ توحید ہے

حضرت نوحؑ سے لے کر الانبیا خاتم النبی ﷺ

تک جس قدر انبیاءؑ اس دنیا میں مبعوث ہوئے

سب نے پہلے جس مسئلہ پر زور فرمایا اور پوری محنت کا رخ جس سمت موڑ کے رکھا وہ مسئلہ توحید ہی تھا۔ چنانچہ اس وقت میں آپ حضرات کے سامنے نو انبیاءؑ کی ان تقریروں کا تذکرہ

کروں گا جو انبیاؑ نے اپنے وقت کے نمرودوں، فرعونوں، سرکشوں، وڈیروں، ملنگوں، گدی نشینوں، پنڈتوں پروہتوں اور مجاوروں کے سامنے ارشاد فرمائی تھیں اور اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے انبیاؑ کی پیاری تقریروں کو قرآن مجید میں ریکارڈ کر کے امت محمدیہ ﷺ کے حوالے کر دیا تا کہ میرے محبوب کے موحد امتیوں کا پیغمبر کی تقریریں سننے کو جب دل چاہے تو قرآن کا بٹن دبانا ان کا کام ہوگا۔

نبیوں کی تقریریں سنانا میرا کام ہوگا۔

سبحان اللہ

انبیاءؑ کی نو تقریریں

پہلی تقریر حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے سامنے فرمائی جو قوم چند صالحین کو مشکل کشا حاجت روا نفع نقصان کے مالک اور دور ونزدیک سے سننے والا اور متصرف فی الامور سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور جنہوں نے خدائے وحدہ لاشریک لہ کی عبادت سے منہ موڑ لیا تھا۔

شرافت گئی

صداقت گئی

حیا گئی

وفا گئی

اور جب سب کچھ چلا گیا تو اپنے خالق حقیقی کی عبادت بھی گئی

چہرہ اس نے دیا جھکایا غیر کے سامنے

ہاتھ اس نے دیا پھیلایا غیر کے سامنے

آنکھ اس نے دی رلایا غیر کے سامنے

پیر اس نے دیا چلایا غیر کے سامنے

غیرت خداوندی جوش میں آئی حضرت نوحؑ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا!

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ.

(پ۸، الاعراف)

ترجمہ: ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔تو آپ نے کہا کہ اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں!

اس تقریر میں نوحؑ نے دو باتوں پر زور دیا۔

☆ عبادت صرف اللہ کی کرو

☆ اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی الہٰ نہیں!

'' لفظ عبادت'' ''لفظ الہٰ'' چونکہ ایک وسیع مفہوم اور معنی رکھتے ہیں۔اس لیے حضرت نوحؑ کی قوم جو آپ کے ہم زبان اولین مخاطب تھے۔وہ فوراً عبادت اور الہٰ کے مفہوم کو سمجھ گئے۔وہ بھانپ گئے کہ نوحؑ ان سے سے کس کی عبادت چھڑانا چاہتے ہیں ورکس کی عبادت کرانا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی کس کی الوہیت منوانا چاہتے ہیں اور کس کس کی الوہیت چھڑانا چاہتے ہیں اس لیے وہ فوراً بولے۔بلا تاخیر بولے اور بلا جھجک بولے۔اور پیغمبر کے سامنے اور مشرکوں کو پیغمبر کے سامنے بولنے سے حیا نہیں آتی تو بھلا اور کسی کے سامنے ان کو کیا حیا آئے گی!

فوراً میٹنگ کر کے جواب دیا!

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا.

اور قوم نے کہا کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑو اور ود، سواع یغوث یعوق اور نسر کو ہر گز نہ چھوڑو!

خطیب کہتا ہے

کیا حضرت نوحؑ نے نام لے کر کہا تھا کہ

ود سواع یغوث، یعوق نسر کو معبود نہ مانو؟

اگر نوحؑ نے نام نہیں لیا تو مشرکین نے کیسے ان کا نام لے کر انہیں معبودوں میں شمار کر لیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مشرک کے دل کا چور

موحد کی تقریر کے زور سے پکڑا جاتا ہے۔

موحد نے کہا.....................اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں

مشرک.....................یہ پنج تن ہمارے الہٰ ہیں

موحد نے کہا.....................ان کی پوجا حرام ہے

مشرک.....................ان کی پوجا ہمارا پروگرام ہے

ود سواع، یغوث، یعوق، نسر

معلوم ہوا کہ پنج تنی گروہ.................بہت پرانا ہے

معلوم ہوا کہ پنج تنی کی عبادت کا معمول...........بہت پرانا ہے

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو الہٰ کہنے کا معمول.................بہت پرانا ہے

وَقَا لُوُ الاَ تَذَ رُنَّ اٰلِهَتَكُمْ

اورانہوں نے کہا کہ اپنے الہوں کو ہرگز نہ چھوڑو!

نوحؑ نے فرمایا **مالكم من اله غيره**

قوم نوح نے کہا **لا تذرن الهتكم**

معلوم ہوا

جب موحد معبود کا نام لیتا ہے

تو اس معبود کا مفہوم اور ہوتا ہے

اور

جب مشرک معبود کا نام لیتا ہے۔

تو اس کے معبود کا مفہوم اور ہوتا ہے۔

اس لیے جو **لا الہ الا اللہ** کا معنی کردے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ...........تو اس کے معنی پرہی اسکو ایمان و اسلام کی سند دے دینی چاہیے بلکہ اس سے پوچھا جائے گا۔

نہیں کوئی معبود مگر اللہ

اس کا مفہوم کیا ہے۔ کیا پیر مشکل کشا ہے۔

مولوی حاجت روا ہے

اور پیر و فقیر نفع ونقصان اور بیٹے بیٹیاں دینے پر قادر ہے یا نہیں ....اگر وہ اس معنی اور مفہوم پر ناک بھوں چڑھائے تو سمجھ لیا جائے۔

کہ حضرت بھی مریض شرک ہیں۔

ان کا توحید کے ہسپتال میں علاج ہونا چاہیے

کسی موحد معالج کو اس کی نبض دکھانی چاہیے

اور اس کا علاج اور غذا فوراً تجویز ہونا چاہیے۔

کہیں اس کا متعدی مرض کسی اور مریض کو نہ لگ جائے اور یہ پورے معاشرے کا روگ بن جائے

یہ پنج تن کون تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ودسواع یغوث، یعوق، نسر

کلها هولاء رجال صالحین من قوم نوح (علیه السام) فلما هلکو اوحی الشیطان الی قومهم ان انصبو الی مجالسهم التی کانو ایجلسون فیها انصاباً وسمو ها باسما ئهم (بخاری)

یہ سب نوح ﷺ کی قوم کے بزرگوں کے نام تھے جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو یہ بات سمجھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہاں کچھ نشان کھڑے کرلو اور ان کے نام ان بزرگوں کے نام پر رکھ لو۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ پانچوں نام حضرت ادریسؑ کے صاحبزادوں کے ہیں بہت نیک لوگ تھے۔

تفسیر عزیزی پارہ تبارک نمبر ۲۹

گویا کہ یہ حضرات ودسواع، یغوث، یعوق، نسر اپنے علاقہ کے پنج پیر تھے۔ جو علاقائی الٰہ اور مشکل بنائے ہوئے تھے۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر قدس سرہ فرماتے ہیں۔

انهم اتبا ع يقتدون بهم فلما ماتوا قال اصحا بهم الذين يقتدون بهم . لو صورنا هم كان اشوق لنا الى العباده اذاذ كر نا هم فصو رو هم.

(البدایہ والنھایہ ج ۱)

ترجمہ: اوران کے کافی پیروکار تھے جوان کی اقتداء کرتے تھے، جب ان پانچوں کی وفات ہوگئی توان کی پیروی کرنے والوں نے کہا ہم اگران کا تصور پیش نظر رکھیں تو عبادت میں بڑا ذوق اورشوق حاصل ہوگا توانہوں نے ان کی تصویریں اورفوٹو بنا لیے

حضرت علامہ ابن قیمؒ ارشادفرماتے ہیں۔

قال غير و احد من السلف كان هو لاء قوما صالحين فى قوم نوح فلما ماتو عكفو اعلىٰ قبور هم ثم صورو اتما ثيلهم ثم طال عليهم الا مد لعبد و هم . (اغااللفهان)

اکثر سلف کا بیان ہے کہ یہ پانچ حضرات نوحؑ کی قوم کے نیک لوگ تھے جب وہ وفات پا گئے تولوگوں نے ان کی قبروں پرمجاوری اختیار کرلی پھران کی تصویریں اورمجسمے بنالئے۔ پھر جب کافی زمانہ گزرگیا توان کی عبادت شروع کردی۔

معلوم ہوا کہ مشرکین سابقین بتوں کے پجاری نہیں تھے بلکہ انہوں نے اولیااللہ کے مجسمے بنا کر ان کی پوجا شروع کردی تھی اوران کا عقیدہ تھا کہ ان مورتیوں اورمجسموں میں نیک بزرگوں کی ارواح کا کارفرما ہیں اور وہی ان کی بگڑی بناتے ہیں اور وہی ان کے تمام امور میں کارساز اور حاجت روا ہیں۔

یہی عقیدہ زمانہ حال کے مشرکین کا ہے وہ بھی اولیاءاللہ کو حاجت روامشکل کشانہیں سمجھتے، بلکہ ان کا عقیدہ بھی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کوتمام اختیار دے دیئے ہیں

؂بندہ قادر کا بھی ہے قادر بھی ہے عبدالقادر

حدائق بخشش

یہ ذاتی اور عطائی کا فرق بھی احبار ور ہبان کرتے ہیں۔ جاہل تو پیروں فقیروں کو اختیار میں خدائی میں برابر کے حصے دار سمجھتے ہیں۔ ایک جاہل نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کیونکہ ہو مالک کے حبیب .
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا
(حدائق بخشش)

جب جاہل ملاں اور راہب اس بات کا پرچار کرے گا کہ میں نے تو حضور ﷺ کو مالک ہی کہنا ہے تو اس کے اجہل مقتدی نے تو اس سے بھی آگے چھلانگ لگانی ہے تبھی حضرت والا کی اقتدا کا حق ادا ہوگا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ بیان توحید کے بعد اگر مشرکین یہ پروپیگنڈہ کریں کہ یہ اولیا اللہ کا منکر و گستاخ ہے تو سمجھ لیا جائے کہ اس کو بھی وہی مرض ہے جو حضرت نوحؑ کے زمانے کے مشرکین کو تھا۔

☆ بیان توحید کے بعد اگر مشرک کے اندر کا روگ نہ جاگے۔ پھر یا تو وہ مشرک نہیں ہوگا۔ یا مقرر نے حق توحید ادا نہیں کیا ہوگا؟

مولانا جوہرؒ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ۔

تو کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

نوحؑ کو گالیاں

حضرت نوحؑ نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ **ما لکم من الہ غیرہ**................صرف اتنی بات سے قوم سیخ پا ہوگئی اور ہوش وحواس خطا ہو گئے۔ غصے میں لال پیلے ہو کر واہی تباہی بکنے لگے۔ قرآن نے ان کی ہرزہ سرائی کو بھی ریکارڈ کر کے امت مسلمہ کے حوالے کر دیا تا کہ انہیں بھی پہلی

مشرک قوموں کے گدی نشینوں اور توحید کے دشمنوں کے حالات کا علم ہو جائے ۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. (پ ۸ الاعراف)

نوحؑ کی قوم سرداروں نے کہا کہ ہم تجھے کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں

یہ تھی وہ پہلی گالی جو نوحؑ کو صرف اور صرف مسئلہ توحید بیان کرنے پر دی گئی۔

خطیب کہتا ہے

کیا نوحؑ کی تقریر سخت تھی؟

کیا نوحؑ نے کسی کو گالی دی تھی؟

کیا نوحؑ نے کسی کے بزرگ کا نام لے کر سخت سست کہا تھا؟

کیا نوحؑ نے کسی وڈیرے کو گدی نشین کا نام لے کر برا بھلا کہا تھا؟

اگر نہیں اور ہر گز نہیں

تو مجھے بتایا جائے کہ قوم نوحؑ کے مشرکین نے گالی کیوں دی؟

کہا جاتا ہے کہ توحید بیان کرنے والوں کی وجہ سے لوگ ہزاروں کو گالیاں دیتے ہیں وہ مصلحت کوش، عافیت پسند حجرہ نشین سستی جنت کے متلاشی مجھے بتائیں کہ

وہ کون سا سخت جملہ تھا؟

وہ کون سا سخت لفظ تھا؟

وہ کون سا درشت لہجہ تھا؟

جس نے قوم نوحؑ کو حضرت نوحؑ کی توہین و تنقیص پر ابھارا تھا۔ وہ گالی نہیں تھی ۔ وہ سخت زبان نہیں تھی ۔ وہ برا بھلا نہیں کہا گیا تھا۔ وہ کسی کی توہین و تنقیص نہیں کی گئی تھی ۔

وہ تھا................مسئلہ توحید کا بیان۔

سیدھی سی بات ہے جب توحید کا بیان ہوگا۔

تو مشرک ضرور ویران ہوگا

اس کوضرور غصہ آئے گا۔ وہ تو ضرور واہی تباہی بکے گا

موحد کی آتش ذوق وشوق فزوں تر ہوگی............تو مشرک کی آتش غضب فزوں تر ہوگی

مشرک اپنی جگہ معذور

موحد اپنی جگہ معذور

سبحان اللہ

دوسری تقریر حضرت ہودؑ

قوم عاد بھی شرک و بدعت کی رسیا تھی۔ ان کو بھی جب تک پوجنے کے لیے پانچ دس دیوتا نہیں ملتے تھے ان کی روٹی ہضم نہیں ہوتی تھی۔ اللہ تعالی نے ان کی طرف حضرت ہودؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ حضرت ہودؑ نے قوم کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ. (پارہ ۹ اعراف)

ترجمہ: اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا گا آپ نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں؟

حضرت ہودؑ کا یہ فرمانا کہ **مالکم من الہ غیرہ** دنیائے کفر وشرک و بدعت پر بجلی گرانے کے مترادف ثابت ہوا۔ غصے سے نتھنے پھول گئے۔ پیشانی پر بل پڑ گئے۔ جل بھن کر کوئلہ ہو گئے۔ فوراً انجمن مشرکین کی میٹنگ بلائی گئی۔ اور فوری طور پر ایک متفقہ قرارداد پاس کر کے حضرت ہودؑ کو جواب دیا گیا۔ جسے قرآن پاک میں ریکارڈ کر کے امت محمدیہ کے حوالے کیا گیا۔ قرآن پاک نے ان مشرکین کے جواب میں کہا کہ

قَالُوْا یٰھُوْدُ مَاجِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ.

(پارہ ۱۲ سورہ ھود)

انہوں نے کہا اے ہود! تو کوئی صاف بات لے کر ہمارے پاس نہیں آیا اور ہم تیرے کہنے

سے اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کونہیں چھوڑیں گے اور ہم تجھے ماننے کے نہیں! ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے معبود نے تجھے آسیب پہنچایا ہے۔

انجمن مشرکین کے گدی نشینوں اور مجاہدوں نے پھر عوام کو ساتھ ملا کر حضرت ہودؑ کو کہا

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا. فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ.

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں معبودوں سے پھیر دے!

اگر تو سچا ہے تو ہم پر وہ عذاب جس کا تو وعدہ کرتا ہے لے آ

پھر غصے میں آ کر کہنے لگے کہ

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَاللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَافَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ.

ترجمہ: انہوں نے کہا تو اس لیے ہمارے ہاں آیا ہے کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کریں اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے چھوڑ دیں پس اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس عذاب لے آ جس کا تو وعدہ کرتا ہے

خطیب کہتا ہے

قوم عاد نے حضرت ہودؑ کو جواب میں پانچ باتیں زور دے کر کہیں

☆ تمہاری تقریر غیر مدلل ہے

☆ تیرے کہنے سے ہم اپنے باطل معبودوں کو ترک نہیں کر سکتے

☆ تجھے ہمارے پیروں فقیروں کی مار پڑ گئی ہے

☆ ہم پر اگر تیرا بس چلتا ہے تو عذاب لے آ

☆ تو ہمیں صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے

نتیجہ

وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ .

ہم تجھ پر ایمان نہیں لا سکتے۔

دورِحاضر کا مشرک بھی علمائے حق کی توحید وسنت سے لبریز تقریر سن کر وہی کچھ کہتا ہے جو زمانہ (ہودؑ) کے مشرکین اور مجاوروں نے کیا تھا کہ۔

☆ تمہاری تقریریں غیر مدلل اور فساد پیدا کرتی ہیں۔

☆ تمہارے کہنے پیروں فقیروں کی عبادت نذر نیاز نہیں چھوڑ سکتے۔

☆ ہم کھاتے پیتے اور کروڑوں میں کھیلتے ہیں۔اگر تمہارا بس چلتا ہے تو ہمیں مفلس و نادار کردو۔

☆تم ہمیں صرف ایک اللہ کی دعوت دیتے ہو حالانکہ جب تحصیل دار بغیر چپراسی کے نہیں مل سکتا اور چھت پر بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھا جاسکتا............تو اللہ کو ان درمیانی مشکل کشاؤں کے بغیر نہیں ملا جاسکتا۔ہماری فریاد ان کے آگے ہوتی ہے اور ان کی فریاد اس کے آگے۔وہ ہماری سنتا نہیں۔

ان کی موڑتا نہیں!

اسی علم پر دور حاضر کا شرک و بدعت کا پجاری پلتا اور پھلتا ہے۔

الحمدللہ جب فہرست بنے گی!

تو ہمارا نام آئے گا نوحؑ کے عقیدہ کو ماننے والوں میں

تو ہمارا نام آئے گا ہودؑ کے عقیدہ کو ماننے والوں میں

اور

مشرک کا نام آئے گا..................ان مشرکین کی فہرست میں

جو........................نوحؑ کے دشمن اور ہودؑ کے دشمن

تیسری تقریر

حضرت صالح علیہ السلام

وَاِلٰی ثَمُوْدُ اَخَاھُمْ صٰلِحًا م قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوااللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہ.

(پارہ ۱۲ ھود)

ترجمہ: اور قوم ثمود کی طرف اللہ نے ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ آپ نے کہا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔

حضرت صالحؑ کی پیاری اور توحید کے نغموں سے لبریز تقریر کا جواب مشرکین نے ان الفاظ میں دیا کہ

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ.

ترجمہ: انہوں نے کہا اے صالحؑ اس سے پہلے ہمیں تجھ سے امید تھی کیا تو ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے منع کرتا ہے۔ بے شک ہم اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے بڑے شک میں ہیں۔

خطیب کہتا ہے۔

☆ حضرت صالحؑ کو قوم نے کہا کہ ہماری تجھ سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔

☆ ہم تجھے اس سے قبل بہت نیک سمجھے تھے۔

☆ اب ہماری امیدیں ٹوٹ گئیں اور تو مشکوک ہو گیا۔ یہی گفتگو عہد حاضر کا مشرک آج موحدین کے بارے میں کرتا ہے۔

☆ پہلے تو بہت نیک تھا۔ اب پتہ نہیں اس کو کیا ہو گیا ہے،

☆ ہماری تمام امیدوں پر اس نے پانی پھیر دیا ہے۔

☆ اس کا کردار مشکوک، عمل مشکوک اور عقیدہ مشکوک۔

☆ یہ الزامات کب لگائے جائیں گے۔ جب کوئی عالم ربانی مسئلہ کھل کر بیان کرے گا۔

اے علمائے حقانی پرواہ نہ کیجئے یہ دنیا چند روزہ ہے، محض اپنے مولائے کریم کی رضا کے لیے اس کی توحید کا مسئلہ کھول کر بیان کیجئے قبر اور حشر میں یہی کام آئے گا، الزام تراشنے والے پہلے بھی نہیں رہے اور انشا اللہ اب بھی اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

قبر میں معلوم ہو گا کہ

کس کی قبر تاریک ہے
اور کس کی قبر میں جنت کہ ٹیوبیں جگمگا رہی ہیں۔

چوتھی تقریر

حضرت ابراہیمؑ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا. (پارہ ١٦ مریم)

ترجمہ: اور ذکر کیجئے کتاب میں ابراہیمؑ کا بے شک وہ بہت ہی سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ سنتے اور نہ دیکھتے اور نہ تیرے کچھ کام ہی آتے ہیں۔

یعنی حضرت ابراہیمؑ نے پہلے کلمہ توحید اپنے والد کے سامنے بلند کیا اور فرمایا کہ ابا جی! جب تیرے باطل معبود نہ عالم الغیب ہیں اور حاضر و ناظر اور نہ ہی نفع ونقصان کے مالک ہیں تو آپ ان کی پوجا کیوں کرتے ہیں۔

بجائے اس کے کہ حضرت ابراہیمؑ کا والد سنجیدگی سے آپ کی تقریر اور دعوت پر غور کرتا نہایت غصے میں آکر کپکپائے ہوئے دھمکی آمیز لہجہ میں کہنے لگا کہ۔

اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا.

اس نے کہا کہ کیا تو میرے معبودوں سے روگردانی کرتا ہے۔ اگر تو نہ رکا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا............اور مجھ سے دور ہو جا مدت تک یعنی باپ حضرت ابراہیمؑ کے روئے سخن کو سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو مجھے اپنے معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتا ہے۔ خبردار اگر تو باز نہ آیا تو دو سزائیں دوں گا۔

☆ سنگسار کرادوں گا

☆ گھر سے نکال دوں گا

حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنی دعوت کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اپنی قوم کو کلمہ توحید سنایا کہ

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ. (سورة انبياء)

ابراہیمؑ نے کہا (یہ تمہارے رب نہیں ہیں) بلکہ تمہارا پروردگار زمینوں اور آسمانوں کا پروردگار ہے۔جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے ان کے بعض کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے تاکہ ان کو معلوم ہوجائے کہ ان کے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

مشرکین نے جب اپنے معبودوں کا یہ حشر حضرت ابرہیم کے ہاتھوں دیکھا تو کہنے لگے۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ

انہوں نے کہا ہمارے معبودوں سے یہ سلوک کس نے کیا وہ بہت بڑا ظلم ہے۔

چند مشرکین نے انہی میں سے کہا۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِیْمُ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ.

انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے ایک نوجوان جسے ابراہیمؑ کہتے ہیں ان کے متعلق کچھ کہتا رہتا ہے انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ تاکہ وہ اسے دیکھ لیں۔

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو گرفتار کر کے نمرود کے سامنے پیش کیا جاتا ہے پھر نمرود اور تمام قوم نے متفقہ فیصلہ دیا کہ

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ

ترجمہ: انہوں نے کہا ابرہیمؑ کو جلا دو۔اس میں رے معبودوں کی بات رہ جائے گی!

خطیب کہتا ہے

ابراہیمؑ کا عقیدہ تھا کہ ان کی قوم کے بنائے ہوئے معبود

☆ نہ حاضر و ناظر ہیں۔

☆ نہ نفع نقصان کے مالک ہیں۔

☆ یہ عقیدہ بیان کرنے کے جرم میں مشرک باپ نے دوسزائیں تجویز کیں۔

☆ سنگسار کردیا جائے۔

☆ یا گھر سے نکال دیا جائے۔

قوم نے

سزائے موت کا فیصلہ کیا!

عہد حاضر کا مشرک بھی توحید پرستوں کے متعلق یہ تین فیصلے ہی کرتا ہے۔

☆ موحد کو مار مار کرادھ موا کردو! پتھروں سے لاٹھیوں سے تلواروں سے گولیوں سے۔

☆ موحدین کے جلسوں میں پتھراؤ غالباً اسی دستور کو زندہ رکھنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

سنگدلوں کا سنگباری کرنا شعار بن چکا ہے۔

☆ اکثر مقامات پر اہل حق کا بائیکاٹ اسی آزری طریقہ کو زندہ رکھنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

☆ آخر علمائے ربانی کو قتل کرنا اور ان کے خون سے مساجد کو لالہ زار بنا دینا کون سی دینی خدمت ہے؟ یہ صرف اور صرف عقیدہ توحید کے بیان کرنے کی سزا ہے!

خونے نہ کردہ ایم کسے رانہ کشتہ ایم
جرم ہمیں کی عاشق روئے تو گشتہ ایم

پانچویں تقریر!

حضرت شعیبؑ

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ. (پ۸ اعراف)

قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

حضرت شعیبؑ نے جونہی مسئلہ توحید اپنی قوم کے سامنے پیش فرمایا بس پھر کیا تھا۔ ہر طرف مظاہرے تھے۔ میٹنگیں تھیں۔ طوفان تھا اور حضرت شعیبؑ کے خلاف مخالفت اور مخاصمت کا ایک

بحران پیدا ہوگیا تھا۔ چنانچہ وڈیروں مجاوروں اور پروہتوں کے ہاں ایک میٹنگ ہوئی اور انجمن مشرکین کے تمام ممبران جمع ہوئے غضبناک ہوکر یہ قرارداد پاس کر کے حضرت شعیبؑ کو جواب دیا کہ۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا. (پارہ ۹ اعراف)

شعیبؑ کی قوم کے متکبر لوگوں نے کہا کہ اے شعیب ہم تجھے اور تجھ پر ایمان لانے والوں کو شہر سے نکال دیں گے۔ یا تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ گے۔

قوم شعیب نے پھر کہا!

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَانَشٰٓؤُا. (پارہ ۱۲ ھود)

انہوں نے کہا کہ اے شعیب کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے۔ یا جو کچھ ہم مالوں میں کرتے ہیں وہ چھوڑ دیں

خطیب کہتا ہے

مشرکین نے حضرت شعیبؑ کو دھمکیاں دیں۔

☆ آپ کو ملک بدر کردیا جائے گا

☆ آپ کے ساتھیوں کو ملک بدر کردیا جائے گا۔

ملک بدر کیوں کردیا جائے گا۔ اس لیے کہ شعیبؑ نے ان کے معبودان باطلہ کی تردید کیوں کرتے ہیں۔

عہد حاضر کا مشرک بھی یہی ہتھیار استعمال کرتا ہے۔

☆ شہر کی حدود سے نکال دیا جائے گا۔

☆ شہر کی بڑی مسجد سے نکال دیا جائے گا۔

☆ محلے کی مسجد سے نکال دیا جائے گا۔

مگر علمائے حق

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

چھٹی تقریر

حضرت یعقوبؑ

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْقَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ. قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا. (پارہ ۱ بقرہ)

کیا تم حاضر تھے جس وقت یعقوبؑ کی موت آئی جب انہوں نے اپنے بیٹیوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔؟ انہوں نے کہا کہ ہم تیرے اور تیرے باپ دادا ابرہیمؑ و اسماعیل اور اسحاق کے ایک ہی معبود کی عبادت کیا کریں گے۔

معلوم ہوا کہ یعقوبؑ کی اولاد کا وہی عقیدہ تھا جس پر حضرت ابراہیمؑ اور خدا کے برگزیدہ پیغمبر قائم تھے اور دن رات ایک کر کے جس کے لیے محنت فرماتے رہے۔

ساتویں تقریر

حضرت یوسفؑ

يٰصَاحِبَىِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ. (پارہ ۱۲)

ترجمہ: اے جیل کے ساتھیو: (تم نے اس پر بھی غور کیا کہ) جدا جدا معبودوں کا ہونا بہتر ہے۔ یا اللہ کا جو اکیلا اور سب پر غالب ہے تم اس کے سوا جن ہستیوں کی بندگی کرتے ہو۔ ان کی

حقیقت اس سے زیادہ کیا ہے کہ محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں۔

اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نہیں اتاری۔حکومت تو اللہ ہی کے لیے ہے۔اس کا فرمان یہ ہے کہ صرف اس کی بندگی کرو۔اور کسی کی نہ کرو۔یہی سیدھا دین ہے۔مگر اکثر آدمی ایسے ہیں جو نہیں جانتے!

خطیب کہتا ہے

حضرت یوسفؑ نے اپنے ساتھیوں کو اپنی داستان رنج والم نہیں سنائی۔

بھائیوں کے ستم نہیں سنائے،

کنویں میں گرانے کے واقعات نہیں دہرائے۔

اپنے ماضی کی داستان کو نہیں دہرایا۔

والد کے فراق کے صدموں کو نہیں دہرایا۔

بلکہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں اگر کسی مسئلہ کو اہمیت دی تو صرف اور صرف مسئلہ توحید تھا اور بس۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

آٹھویں تقریر

حضرت عیسیٰؑ

حضرت عیسیٰؑ جب اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید سنانے کے لیے تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَاصِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ. (پارہ ۱۶ مریم)

بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔پس اسی کی عبادت کرو۔یہی سیدھا راستہ ہے۔

خطیب کہتا ہے

انبیاء کی پوری تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ لوگ عداوت انبیاء میں مارے گئے۔

اور کچھ لوگ

محبت انبیاء میں مارے گئے

حضرت عیسیٰؑ بھی ان حضرات انبیاء میں شامل ہیں جن کے ماننے والوں نے ان کی مرضی اور منشاء کے بغیر ان کے ساتھ ایسی محبت کا دعویٰ کیا جو حدود شریعت میں کسی طرح بھی جائز نہیں تھی۔

انہوں نے عیسیٰؑ کو

ابن اللہ بنا دیا.................. یہ دشمنی سے نہیں بنایا بلکہ محبت میں، اسی طرح عہد حاضر کے غالی نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی بشریت کا انکار کر کے انہیں

نور من نور اللہ بنا دیا

یعنی حضور اللہ کے نور ذاتی کا ٹکڑا ہیں۔

پہلا غالی بھی..................غلو میں مارا گیا

دوسرا غالی بھی..................غلو میں مارا گیا۔

اسی لیے سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم انا عبدٌ فقولوا عبداللّٰہ ورسوله. (بخاری)

دیکھو مجھے حد سے نہ بڑھانا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو حد سے بڑھا دیا، میں صرف اللہ کا بندہ ہوں۔ لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہو۔

آپ نے فرمایا۔

ایا کم والغلو فانما اهلک من کان قبلکم الغلو !

(الحدیث)

خبردار! غلو سے ہمیشہ بچنا اس لیے کہ تم سے قبل جو لوگ تھے۔ وہ اس غلو سے تباہ کئے گئے۔

عہد حاضر کا غالی کہتا ہے کہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کیونکہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

حدائق بخشش

نویں تقریر

امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ

سرکارِ دو عالم ﷺ جب سرزمین مکہ میں تشریف لائے تو آپ نے سب سے پہلا وعظ جو فاران کی چوٹیوں سے ارشاد فرمایا یہی تھا کہ

یاایھا الناس قولو الا الہ الا اللہ تفلحو ا.

اے لوگوں کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔فلاح پاؤ گے۔

پھر

☆ آپ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ. (پارہ ۷ انعام)

آپ کہہ دیجئے کہ بس وہ ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

☆ آپ نے فرمایا

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . (محمد)

پس جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

☆ آپ نے فرمایا

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. (سورہ ص)

فرمادیجئے کہ میں ڈرانے والا ہوں اور اللہ واحد قہار کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

مشرکین مکہ کے سامنے سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب مسئلہ توحید بیان فرمایا تو انہوں نے نہایت ہی سختی سے آپ کا مقابلہ کیا۔آپ کو دردناک مصائب پہنچائے۔آپ پر پتھر برسائے گئے اور آپ کو بار ہا زخمی کیا گیا۔آپ پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے ۔ نہ صرف عملی اعتبار سے آپ

کا مقابلہ کیا گیا۔زبان کے پتھروں سے بھی زخمی کرتے تھے۔

وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ. (ص)

کہا منکروں نے یہ جادوگر ہے جھوٹا

اَئِنَّا لَتَارِکُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ . (صٰفٰت)

کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے ٹھاکروں کو کہنے سے شاعر دیوانے کے

اِنَّهٗ صَابِیٌّ

یہ ساحر ہے یہ کذاب ہے (معاذ اللہ)

یہ شاعر ہے۔ یہ مجنون ہے۔

جو مشرکین کی زبان پر آتا تھا وہ کہہ چھوڑتے تھے۔

مگر مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

حضرات گرامی: آپ نے اس آیت کریمہ کی تشریح وتوضیح سماعت فرمائی جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہوگیا ہے کہ اللہ نے قرآن پاک میں انبیاءؑ کی مشترکہ دعوت کا ذکر فرمایا ہے

وہ مشترکہ دعوت کیا تھی

صرف اور صرف مسئلہ توحید کا بیان اور عقیدہ توحید کا سبق

نقطہ	ادوار	عالم	لا	الہ
انتہائے	کار	عالم	لا	الہ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

دوسرا خطبہ جمعہ

جمادی الاول

عظمت انسان

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ. (احزاب)

ہم نے بار امانت کو آسمان اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے امانت الٰہی کے بار کو اٹھانے سے معذرت کر دی اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس بار گراں کو اٹھا لیا۔

حضرات گرامی: اس وقت جو آیت کریمہ میں آپ نے حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں عظمت انسان اور عظمت بشر کا مسئلہ نہایت ہی لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا گیا ہے اس سے پہلے کہ میں آپ حضرات کو آیت کریمہ کے الفاظ کا مطلب اور مفہوم سمجھاؤں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمہیدی طور پر ایک مقدمہ آپ کے سامنے پیش کر دوں جس کے سمجھنے کے بعد انشا اللہ آیت کریمہ کا مفہوم جلدی سمجھ آ جائے گا۔

محترم بزرگو: انسان کی پیدائش سے پہلے اس کائنات میں دو مخلوق ایسی تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے روح بھی عطا فرمائی تھی اور شعور بھی ان دونوں کے نام

☆ جنات اور

☆ ملائکہ ہیں

☆ جنات کی سرشت میں سرکشی اور تمرد ہے۔

☆ اور ملائکہ کی سرشت میں اطاعت وعبادت ہے۔

☆ اگر موجودہ دور کی اصطلاحوں میں ان دونوں کا نام آسانی سے معلوم کرنا ہو تو بہت آسان زبان میں اور عوام وخواص کی زبان میں ان کو جن............اور نوری فرشتے کہا جاتا ہے۔ گویا

کہ انسان کی تخلیق سے پہلے جنات بھی موجود تھے اور فرشتے بھی۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان کو باشعور بھی پیدا فرمایا تھا اور ذی روح بھی بنایا تھا۔ اللہ تعالی مختار مطلق ہیں وہ نہ تو کسی کے مشورے کے پابند ہیں اور نہ ہی کسی کے تعاون اور اعانت کے محتاج ہیں۔ اپنی مرضی کے مالک ہیں جو چاہیں اور جب چاہیں کرتے ہیں ان کے سامنے کسی کو دم مارنے کا چارہ نہیں ہے

فعال لما یرید

جو ارادہ فرماتے ہیں وہ کر گزرتے ہیں ان سے کوئی کیا اور کیوں نہیں پوچھ سکتا؟ ایک دفعہ موج میں آکر فیصلہ فرمادیا کہ کیوں نہ اپنی امانت کا تاج کسی مخلوق کو عطا کر کے اسے امانتوں کا بادشاہ بنا دیا جائے۔

تاج امانت کیا تھا؟

اس میں توحید کے جواہر پارے بھی تھے۔

اس میں احکام الٰہی کے موتی بھی تھے۔

اس میں امور خلافت کی ذمہ داریاں بھی تھیں۔

اس میں عقل وبصیرت کے لازوال ذخیرے بھی تھے۔

اس میں خلافت ارضی کی تابندگی بھی تھی۔

اس میں اطاعت وعبادت کے ہیرے بھی تھے۔

اس میں حکم ربانی کی درخشندگی بھی تھی۔

اس میں اطاعت وعبادت کے ہیرے بھی تھے۔

اس میں عشق ومحبت کے یاقوت بھی تھے۔

اس میں عظمت انسان کے درخشندہ ستارے بھی تھے۔

اس میں ماننے اور نہ ماننے کے نتائج وثمرات بھی تھے۔

اس میں تسلیم ورضا کے عظیم شاہ کار بھی تھے۔

اس میں............محبت وعداوت کے پیمانے بھی تھے۔

حضرات گرامی: آپ کو معلوم ہی ہے جتنا بڑا امانت رکھنے والا ہوگا۔اتنی بڑی اس کی امانت ہوگی۔

کسی کی امانت سونا

کسی کی امانت چاندی

کسی کی امانت دولت

کسی کی امانت ثروت

کسی کی امانت جائیداد

کسی کی امانت باغات

کسی کی امانت زراعت

مگراس مالک الملک کی امانت

خلافت

نبوت

ولایت

صداقت

شریعت

طریقت

امانت، امانت، امانت

خلافت اسے دی جائے گی جوامین ہو

نبوت اسے دی جائے گی جوامین ہو

صداقت اسے دی جائے گی جوامین ہو

ولایت اسے دی جائے گی جوامین ہو

شریعت اسے دی جائے گی جو امین ہو

طریقت اسے دی جائے گی جو امین ہو

اس مالک الملک نے تاج امانت دینے کے لیے آسمانوں کو شرف خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اے آسمانو؟

انَّا عَرَ ضْنَا الاَ مَا نَۃَ عَلیٰ السّمٰوٰتِ !

میں اپنی اس امانت کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں کیا تم میری اس امانت کو قبول کرتے ہو۔

کیا اسے نبھا سکو گے؟

کیا اس امانت کی ذمہ داریاں پوری کر سکو گے؟

فَا بَینَ ان یَحْمِلْنَھَا و اشْفَقْنَ مِنْھَا ....

انہوں نے ڈر کے مارے بار امانت لینے سے معذرت کر دی۔

خطیب کہتا ہے

اے بلند آسمانو؟

تمھیں کیا ہوا؟

یہ موقع کوئی روز روز تھوڑا ہی آتا ہے؟

تم مخلوق میں سب اونچے

تم مخلوق میں سب سے بلند و بالا

تم مخلوق میں سب سے قد آور

یہ تاج امانت مل رہا ہے! کیوں معذرت کرتے ہو۔ کیوں قبول نہیں کرتے؟

آواز آتی ہے.................اے خطیب؟

ہم سورج کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔

ہم چاند کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔

ہم ستاروں کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔

ہم جنت کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔
ہم بیت المعمور کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔
ہم سدرۃ المنتہٰی کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔
مگر امانت ربانی
کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے
کیوں؟ آخر کیوں
اس لیے کہ الٰہی بوجھ اٹھانے کی ہمت ہے
اور نہ صلاحیت
اس لیے ہماری............طرف سے
معذرت، معذرت، معذرت
ڈر لگتا ہے، ڈر لگتا ہے، ڈر لگتا ہے
وَاَشْفَقْنَ مَنْهَا

حضرات محترم: جب آسمان امانت ربانی کا بار اٹھانے سے معذرت کر گئے اور اس منصب کے اپنے آپ کو اہل نہ سمجھ پائے تو ....مولیٰ کریم نے یہی امانت کا تاج۔ یہی امانت کا طغرائے امتیاز زمین کے سامنے پیش فرمایا۔ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ...... وَالْاَرْضِ

اے زمین یہ میری امانت کا خزانہ تیرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔تو اس قبول کر لے مگر زمین نے بھی نہایت عاجزی سے اس پیشکش کو قبول کرنے سے معذرت کر دی۔

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا...... وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا

معذرت......معذرت......معذرت
کیوں ڈر لگتا ہے، ڈر لگتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

اے زمین تیری خوش قسمتی ہے!
تجھے امانت الہیہ کی پیش کش ہوئی ہے!
معذرت کیون کردی؟
قبول کرلو

یہ اعزاز ہے
یہ عظمت ہے
یہ رفعت ہے
یہ اعزاز ہر کسی کو نہیں دیا جاتا
تیرے مقدر کا ستارہ بلند ہے
کہ تجھے اس اعزاز سے سرفراز فرمایا جارہا ہے
جلدی کر اپنا دامن پھیلا دے
اور امانت الٰہی کو دامن میں چھپالے
مگر زمین کہتی ہے۔

اے خطیب؟

مجھے پہاڑوں کا بوجھ دو گے تو برداشت کرلوں گی
مجھے فلک کا بوجھ دو گے تو برداشت کرلوں گی
مجھے کوہ ہمالیہ کا بوجھ دو گے تو برداشت کرلوں گی
مجھے جمادات کا بوجھ دو گے تو برداشت کرلوں گی
مجھے نباتات کا بوجھ دو گے تو برداشت کرلوں گی
مجھے سمندروں کا بوجھ دو گے تو برداشت کرلوں گی
میرا سینہ چیر پھاڑ کے زراعت کے لیے ہموار کروگے تو برداشت کرلوں گی
مجھے نہروں کا بوجھ دو گے تو برداشت کرلوں گی

اور سچ پوچھو تو عظمت آدم کے لیے ہر مصیبت برداشت کرلوں گی

مگر تاج امانت کا بوجھ میرے بس کی بات نہیں ہے۔

خطیب پوچھتا ہے کیوں؟ آخر کیوں؟

تو زمین جواب دیتی ہے کہ میں اس کی نہ سکت رکھتی ہوں اور نہ صلاحیت!

اللہ اللہ خیر صلا

اس لیے میں نے معذرت کردی ہے اور اسی عاجزانہ معذرت اور انکساری کو اپنا زیور سمجھ کر اس کی تسبیحات میں مصروف و مشغول ہوں۔ زہے نصیب

حضرات گرامی: جب آسمان نے معذرت کردی اور زمین نے بھی امانت ربانی کا بوجھ اٹھانے سے معذرت کردی تو پھر اللہ تعالی نے اسی امانت کو پہاڑوں کے سامنے پیش فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ.

اے پہاڑ .... یہ میری امانت تیرے سپرد ہے اس کو قبول کرلے۔ اور میری عظمتوں کا امین بن جا............ مگر پہاڑ بھی آسمانوں اور زمینوں کی طرح تھر تھر کانپنے لگا اور اس نے بھی نہایت نیاز مندی سے اور انکساری سے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مولیٰ

میں اس قابل کہاں؟

میں اس لائق کہاں؟

مجھ میں سکت کہاں؟

مجھ میں یہ صلاحیت کہاں؟

معذرت قبول فرما............ معذرت قبول فرما

معذرت قبول فرما

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا

خطیب کہتا ہے

اے پہاڑ و کیوں معذرت کرتے ہو!

تمہاری طاقت وتوانائی کا تو پوری دنیا میں شہرہ ہے!

تمہاری قوتوں کے تو گھر گھر چرچے ہیں۔

تونے تو بڑے بڑے سرکشوں کے سر کچل دیئے۔

فلک پیما عمارتیں تمہاری طاقت کے بل بوتے پر کھڑی ہیں!

تمہاری قوت اور طاقت کے تو محاورے بن چکے ہیں۔

پتھر شاعر کے مصرعوں کی شان

پتھر محبوب کے دل کی دھڑکن کی پہچان

پتھر خطیب کی تقریروں کا عنوان

پتھر محبوب کی سختی کا نشان

پتھر زیب وزینت کو عنوان

پتھر نگینے کی شان

پتھر بادشاہوں کی شوکت کا نشان

کیوں ہے پریشان.................؟

کیوں نہیں اٹھاتا............امانت کا امتیازی نشان

پتھر بولتا ہے اے خطیب

تیری تقریر درست

مگر میری ہمت، صلاحیت، سکت جواب دے چکی ہے۔

میں نگینے سجا سکتا ہوں۔

میں مدینے بسا سکتا ہوں

میں سینے لبھا سکتا ہوں۔

میں دفینے دلا سکتا ہوں۔

مگر امانت خداوندی کے خزینے نہیں اٹھا سکتا۔

اس لیے اس سختی و بلندی کے باوجود اس کے حضور ہر وقت سجدہ ریز رہتا ہوں۔

کبھی کبھار لڑھکتے ہوئے پتھر میری حیثیت کا پتہ دیتے ہیں اور کبھی کبھار ٹوٹتے پتھر میرے خوف ورجاء کا پتہ دیتے ہیں۔

میں جہاں ہوں رہنے دیا جائے

میری بندگی اسی کے لیے

میری عاجزی اسی کے لیے

میری دن رات کی تسبیح اسی خالق کائنات کے لیے وقف ہے جس نے مجھے قوت اور توانائی بخشی۔

لا قوة الا بالله

حضرات: آپ اگر بیدار ہیں اور آپ کو میری ابتدائی گفتگو یاد ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ حضرت انسان کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالی نے اس دنیا میں دو مخلوق ایسی پیدا فرمائی تھیں جن کو ذی روح بھی بنایا تھا اور باشعور بھی

آیئے ہم سب مل کر اب اس بات کا جائزہ بھی لے ڈالیں کہ جیسے اللہ تعالی نے اپنی امانت کا بار گراں آسمانوں کے سامنے پیش فرمایا۔ اور زمینوں کے سامنے پیش فرمایا اور اسی طرح پہاڑوں کے سامنے پیش فرمایا۔ کیا اسی طرح یہ پیشکش جنات اور ملائکہ کے سامنے بھی کی یا نہیں لیکن آپ یہ سن کر حیران و ششدر رہ جائیں گے کہ جس امانت کی پیش کش آسمان اور پہاڑ کو کی گئی۔ جب نوریوں اور ناریوں کا مرحلہ آتا ہے تو ان کو پیش پیش تو درکنار ان سے پوچھا تک نہیں گیا۔ بلکہ ایک دفعہ یوں ان کے سامنے اپنے فیصلے کا اعلان فرما دیا کہ دنیائے جن و ملائکہ ششدر و حیران رہ گئے۔

فیصلہ خداوندی کا اعلان

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْن.

اے پیغمبر جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا تھا۔
میں خمیر اٹھے ہوئے گا تمہارے سے جو سوکھ کر بجنے لگتا ہے۔ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں
یعنی نوع انسانی پیدا کرنے ولا ہوں۔

خطیب کہتا ہے

بشر کو برا سمجھنے والے غالی!
خدا کو روک اگر روک سکتا ہے!
وہ بشر کو پیدا کرنے لگا ہے!
خدا سے عرض کرو کہ اگر بشر پیدا ہو گیا تو!
ہمارا گھر اجڑ جائے گا
ہمارے عقیدہ ویران ہو جائے گا
ہمارے علم کلام کی عمارت دھڑام سے گر جائے گی
ہماری تمام شوخیاں خاک میں مل جائیں گی
بشر کو پیدا کرنے والا خدا
اور کفر کے فتوئے علمائے حق پر
ذرا انصاف کو آواز دینا!
میرے مولی نے فرمایا کہ اِنّیِ خَا لِقٌ بَشَراً
معلوم ہوا کی جنات اور ملائکہ کے سامنے ''امانت'' خداوندی پیش ہی نہیں کی گئی! اگر نوری ملائکہ بار امانت اٹھانے کے متحمل ہو سکتے تو ضرور انہیں بھی پیشکش کی جاتی!

غالی کی بیجا وکالت

جس نورانی مخلوق کو اللہ تعالی نے بار امانت کی پیش کش کے وقت پوچھا تک نہیں، اس کی وکالت عہد حاضر کا غالی نہایت زور شور سے کر رہا ہے۔
تاج امانت اس کے سپرد کرنا چاہتا ہے

تاج خلافت اس کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔

تاج نبوت اس کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔

حالانکہ نبوت اور خلافت کے لیے اس نورانی مخلوق کو پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ کیا فائدہ اس جدو جہد کا جس کا کوئی مرکز ہی نہ ہو!

کیا فائدہ اس عمارت کے نقشے قائم کرنے کا جس کی بنیاد نہ ہو!

کیا فائدہ اس درخت کو پانی لگانے کا حس کی جڑیں زمین میں نہ ہوں!

نوری ملائکہ	حمد وثنا کر سکتے ہیں
نوری ملائکہ	ذکر وفکر کر سکتے ہیں
نوری ملائکہ	تمجید وتقدیس کر سکتے ہیں
نوری ملائکہ	قیام وقعود تو کر سکتے ہیں
نوری ملائکہ	رکوع وسجود تو کر سکتے ہیں
نوری ملائکہ	نہ ہی بار نبوت اٹھا سکتے ہیں
نوری ملائکہ	نہ ہی خلافت کا بار اٹھا سکتے ہیں
نوری ملائکہ	نہ ہی خلافت الیہ کا تاج پہن سکتے ہیں

یہ نورانیوں کا وکیل......

پانی میں	مدھانی چلا رہا ہے
وکالت کرنی ہے	تو آدم کی کر
وکالت کرنی ہے	تو بشر کی کر

جس کی اولاد ہے

جس کا تو مرہون منت ہے!

باپ کوئی ہے

وکالت کسی کی ہے

ہمیں ان کے وجود اور صداقت پر ایمان لانا ہے۔ان کی نبوت اور خلافت پر نہیں

خرد کا نام جنون رکھ دیا اور جنون کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حاضرین کرام: آپ کو معلوم ہوگیا کہ تخلیق انسان سے پہلے جن مخلوقات کو روح اور شعور سے نوازا گیا تھا ان کو بار امانت پیش ہی نہیں کیا گیا۔ اس لیے اب یہ سمجھنا ضروری ہوگیا کہ جب ''امانت ربانی''

نہ ملائکہ کو ملی

نہ جنات کو ملی

نہ آسمانوں کو ملی

نہ زمین کو ملی

نہ پہاڑوں کو ملی

پھر آخر یہ تاج امانت سجانے کے لیے کس کا انتخاب کے گیا تو قرآن کہتا ہے کہ پھر ایک اور مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کے گیا جس مخلوق کو قرآن کی زبان میں بشر کہا جاتا ہے

سبحان اللہ انی خالق بشرا

تخلیق بشر

جب عمارت عالیشان بنانی ہوتی ہے تو اس کے لیے ملک بھر سے نہایت ہی بلند و پایہ کاری گر اور معمار تلاش کیئے جاتے ہیں اور وہ معمار اپنی فنی اور تخلیقی شاہکار کے وہ بے نظیر اور بے مثال ڈیزائن بناتے ہیں کہ دیکھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ باری تعالی نے جب حضرت انسان کے وجود کی بلڈنگ بنانے کا ارادہ فرمایا تو اس کے لیے خود اپنے دست مبارک سے اس بلڈنگ بنانے کا فیصلہ فرمایا۔ اور علان فرمایا کہ

انی خالق بشرا من طین

اور پھر مزے کی بات یہ ہے!

آفتاب بنایا کن کہہ کر
چاند بنایا کن کہہ کر
ستارے بنایا کن کہہ کر
پہاڑ بنایا کن کہہ کر
جنات بنایا کن کہہ کر
ملائکہ بنایا کن کہہ کر
لیکن اے انسان میں تیرے قربان جاؤں
بلکہ ارشاد ہوتا ہے کہ
خَلَقْتُهُ بِيَدَيَّ
میں نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا

خطیب کہتا ہے

خدا نے انسان کو کن کہہ کر کیوں نہیں بنایا؟
معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کو معلوم تھا کہ
زمین پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا
آسمان پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا
چاند پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا
سورج پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا
ستاروں پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا
اعتراض ہوگا تو بشر پر
انکار ہوگا تو بشر پر
نہیں مانیں گے تو بشر پر
نہیں تسلیم کریں گے تو بشر پر

اس لیے خداوند قدوس نے پہلے ہی منکر بشریت کے ریت کے محلات کو پیوند زمین کر دیا کہ میں بشر کو اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا۔ تاکہ بشر پر اعترض کرنے والے کا بشر پر اعتراض بعد میں ہوگا۔

میرے ہاتھوں پر اعتراض پہلے ہوگا۔

بلڈنگ پر اعتراض

معمار پر اعتراض ہوگا

اس لیے بشر کا دشمن سوچ کر بولے

یہ بشریت پر اعتراض ہے؟

یا خالق بشریت پر اعتراض ہے؟

مبارک ہو غالی کو تیرا اشمار بشر کے دشمنوں میں ہوگا

ہمارا شمار بشر کے غلاموں میں ہوگا

ہمارا عقیدہ

معمار بھی اعلی

بلڈنگ بھی اعلی

نہ اس معمار کائنات کے ہاتھوں کا مقابلہ

نہ اس معمار کائنات کی تخلیقات کا مقابلہ

تخلیق بشریت اس عظیم تخلیق شاہکار

فَاِ ذَا سَوّ یْتُہٗ

جب میں اس کو بنا سنوار لوں

سبحان اللہ

صرف بشر کو بنایا ہی نہیں، بلکہ اس کو سجایا بھی!

لَقَدْ خَلَقْنَا الِا نْسَانَ فِي اَحْسَنِ تَقْوِ یْم

جب بشر بن گیا اور بنا سنوار دیا گیا تو اب کھل کر ملائکہ اور جنات کو بتایا گیا کہ تمام عظیم مخلوقات کی معذرت کے بعد اب تاج امانت اس بشر کے سر پر رکھا جائے گا جو سپیشل بنایا ہی اسی لیے گیا ہے۔

تاج امانت انسان کے سر پر

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ. (بقرہ)

اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں سے میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں وہ بولے کیا تو اس میں ایسے کو بنائے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ دراں حالیکہ ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی پکارتے رہتے ہیں اللہ نے فرمایا یقیناً میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

مولائے کریم نے تاج دینے کے لیے ایک ایسی مخلوق کو پیدا فرمانے کا قصد مصمم فرمایا جو اس تاج کے پہننے کے قابل تھی۔

جو خلافت خداوندی کے امور کو بجا طور پر سرانجام دے سکتی تھی۔ اس لیے ملائکہ کو جمع فرما کر ان کے اجتماع میں اعلان فرمایا کہ اے نوریو!

اِنّی جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَۃَ

یہ کون تھا جسے خلیفہ بنانے کا فیصلہ سنایا جا رہا ہے۔ یہ وہی بشر تھا جس کی تخلیق اپنے ہاتھوں سے فرمائی اور پھر اپنے ہاتھوں سے بنا سنوار کر اس کے سر پر تاج خلافت رکھنے کا فیصلہ فرما دیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ خدا نے بشر کو پیدا فرمایا

☆ خدا نے بشر کو اپنے ہاتھوں سے بنایا

☆ خدا نے بشر کو بنا سنوار کو اس کی عظمتوں کو دوبالا کر دیا۔

☆ اسی بشر کو خلافت عطا فرمانے کا اعلان فرمایا۔

☆ معلوم ہوا جو بشر ہے

☆ وہی آدم ہے

☆ اور جو آدم ہے

☆ وہ خلیفہ ہے

☆ وہی امانت خداوندی کا صحیح حقدار ہے

☆ اب اگر کہہ دیا جائے کہ اسی انسان کے سر پر امانت رکھ کے اسے تمام مخلوقات کا تاجدار بنا دیا گیا تو یہ حقیقت کی ترجمانی ہوگی

☆ اور عظمت بشر کا اعتراف ہوگا

ملائکہ نے کہا

اے خداوند قدوس! کیا آپ ایسی مخلوق کو خلیفہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو

☆ مَنْ یُفْسِدُ فِیْهَا فساد کرے گی زمین میں

☆ وَیَسْفِکُ الدِّ ماءَ اور خونریزی کرے گی

حلانکہ

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِ کَ ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں

و نُقَدِّ سُ لَکَ اور تیری پاکی کا ترانہ پکارتے ہیں.

سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتوں کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ نئی مخلوق فساد اور خون ریزی کرے گی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مفسرین کرام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ملائکہ نے بنی آدمؑ کے متعلق فساد برپا کرنے اور خونریزی کرنے کا نظریہ جنوں پر قیاس کرکے قائم کیا تھا۔ کیونکہ پہلے زمین پر جن آباد تھے اور ان کا فساد فی الارض خون خرابہ فرشتے دیکھ چکے تھے تو انہوں نے خیال کیا کہ بنی آدمؑ جنہیں خلیفہ بنایا جائے گا۔ وہ بھی ایسے ہی ہوں گے!

کما فعل بنو الجآنّ فقاسو الشاهد علی الغائب (معالم)

ترجمہ: جیسا کہ کیا جنوں نے فرشتوں نے آدمؑ کو جنوں پر قیاس کرلیا۔

انّھم عرفو خلیفته و عرفوا انّه مرکبٌ من هٰذه الاخلاط الاربعة. (کبیر)

ترجمہ: وہ فرشتے حضرت آدمؑ کی پیدائش کو جانتے تھے کہ یہ اخلاط اربعہ سے مرکب ہے۔

اور ساتھ ہی ان کا یہ کہنا کسی اعتراض یا بنی آدمؑ پر حسد کی غرض سے نہیں تھا!

چنانچہ ابن اکثیر میں ہے۔

لیس علیٰ وجه الا عتراض علی الله و لا علیٰ وجه الحسد بنی آدم کما قد یتو همه بعض المفسرین (ابن کثیر)

فرشتوں کا یہ کہنا اللہ پر اعتراض نہیں تھا اور نہ ہی نبی آدم کے ساتھ حسد کی وجہ سے تھا جیسا کہ بعض مفسرین کا وہم ہے

ولیس با عتراض علیٰ الله تعالیٰ ولا بطعن فی بنی آدم علیٰ وجه العیبة فانهم اعلیٰ من ان تظن بهم ذالک (بیضاوی)

فرشتوں کا یہ کہنا اللہ پر اعتراض نہیں تھا اور نہ بنی آدمؑ پر غیبت کا طعن تھا۔ بیشک وہ فرشتے برتر ہیں اس سے کہ تو ان سے یہ گمان کرے۔

فرشتوں کا یہ کہنا نہ تو اللہ تعالی پر ہی کوئی اعتراض تھا اور نہ بنی آدمؑ کے خلاف کوئی حاسدانہ رویہ تھا اور نہ بنی آدمؑ کی کوئی غیبت یا برائی مقصود تھی، بلکہ یہاں پر تو صرف بنی آدمؑ کی وجہ ترجیح کا استفسار تھا۔ اس لیے ملائکہ اللہ کی اس گزارش کو ایک غلام کی اپنے مالک کے سامنے نیازمندانہ عرض و معروض ہی کہا جاسکتا ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی (قدس سرہ) فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ہم تو سب کے سب آپ کے فرمانبردار ہیں سو اگر یہ کام ہمارے سپرد کردیا جائے تو ہم سب لگ لپٹ کر اس کو انجام دیں گے اور وہ لوگ سب کام کے نہ ہوں گے البتہ جو مطیع ہوں گے وہ تو جان و دل سے اس میں لگ جائیں گے مگر جو مفسد و ظالم ہیں ان سے کیا امید ہے کہ وہ اس کام کو انجام دیں۔

خلاصہ یہ کہ جب کام کرنے والوں کا ایک گروہ موجود ہے تو ایک نئی مخلوق کو جن میں کوئی کام کا کوئی نہ ہوگا۔اس کام کے لیے تجویز فرمانے کی کیا ضرورت ہے؟

یہ بطور اعتراض کے نہیں کہا نہ اپنا استحقاق جتلایا جو ان مقدس خدمت گاروں پر شبہا دت پیدا ہوں بلکہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی حاکم نیا کام تجویز کر کے اس کے لیے ایک مستقبل عملہ بڑھانا چاہے اور اپنے قدیمی عملہ سے اس کا اظہار کرے۔ وہ لوگ اپنی قدیمی جانثاری کی راہ سے عرض کریں کہ حضور جو لوگ اس کام کے لیے تجویز ہوئے ہم کو کسی طرح تحقیق ہوا ہے کہ بعض تو اس کو بخوبی انجام دے سکیں گے۔اور بعض بالکل ہی کام بگاڑ دیں گے جن سے حضور ﷺ کا مزاج ناخوش ہوگا۔آخر ہم کس مرض کی دوا ہیں ۔ ہر وقت حضور ﷺ پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں اور حضور ﷺ کی جان و مال کو دعا کرتے رہتے ہیں کیسا ہی کام کیوں نہ ہو۔حضور ﷺ کے اقبال سے اس کو انجام دے سکتے ہیں کبھی کسی خدمت میں ہم غلاموں نے عذر نہیں کیا۔اگر وہ نئی خدمت بھی ہم کو عنایت ہوگی تو ہم کو کوئی عذر وانکار نہ ہوگا۔

اسی طرح فرشتوں کی عرض و معروض اظہار نیازمندی کے واسطہ تھی۔

اور یہ بات کسی طرح ان کو اللہ نے معلوم کرادی ہوگی کی بنی آدم میں برے بھلے سب ہی طرح کے ہوں گے (بیان القرآن)

خدا نے فرمایا

اَنِّیِ اَعْلَمُ مالا تَعْلَمُوْن.

یقیناً میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

انّی اعلم من المصلحة الراجحة فی خلق هٰذا الصنف علی المفاسد الّتی ذکر تموها مالا تعلمون. (ابن کثیر)

جو مفاسد تم نے اس مخلوق کے بیان کئے ہیں۔میرے علم میں ان کے مفاسد پر ان کے خیر کے پہلو غالب ہیں۔اس لیے میں نے اس کی تخلیق کو ترجیح دی ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ اللہ تعالی نے بشر کو پیدا فرمایا

☆ بشر کو پیدا کرتے وقت اپنی قدرت کاملہ سے اس میں تمام محاسن وکمالات کو جمع کر دیا۔

☆ بشر کو پیدا کرنے کے بعد اس کو تاج خلافت دینے کا اعلان فرما دیا۔

☆ فرشتوں کے جواب میں بشر کی خوبیوں کو یہ فرما کر اظہار فرما دیا کہ

اِنِّیۡ اَعۡلَمُ مالا تَعۡلَمُوۡن

تو اب مجھے کہنے دیجئے

جو امانت آسمانوں کو نہ مل سکی۔

جو امانت زمینوں کو نہ مل سکی

جو امانت پہاڑوں کو نہ مل سکی

جو امانت جنوں کو نہ مل سکی

جو مانت ملائکہ کو نہ مل سکی

قربان جاؤں اے انسان تیرے کہ اس امانت کا تاج تیرے سر پر سجایا گیا

گویا کہ اب

بشر آسمانوں سے اعلیٰ

بشر پہاڑوں سے اعلیٰ

بشر زمینوں سے اعلیٰ

بشر جنوں سے اعلیٰ

بشر ملائکہ سے اعلیٰ

اور اگر خدا سے پوچھو تو خدا کہتا ہے کہ

وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِ. وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ

وَ هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِيۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ. (پ ۳۰)

مجھے تین کی قسم

مجھے زیتون کی قسم

مجھے طور کی قسم

مجھے مکہ مکرمہ کی قسم

مولیٰ یہ چار قسمیں کیوں کھا رہا ہے۔

فرمایا مسئلہ اہم ہے

اس لیے چار قسمیں کھا کر کہتا ہوں کہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ.

اور ہم نے انسان کو بہترین انداز کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔

ذالک اشارۃ الی ماخص به الانسان من بین الحیوان من العقل والفهم وانتصاب القامة الدالّة علیٰ استعلائه علیٰ کلّ ما فی هٰذالعالم (راغب)

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو کس طرح دوسری مخلوقات سے عقل و فہم قد وقامت اور تمام مخلوق پر ہر اعتبار سے بالاتر اور بلندی عطا فرمائی ہے۔

خداوند قدوس قسمیں کھا کر فرماتے ہیں کہ

انسان تمام مخلوق میں اعلیٰ وافضل

مگر غالی کہتا ہے

بشر کو رسالت مت دو

بشر کو نبوت مت دو

بشر کو ولایت مت دو

بشر کو صداقت مت دو

کیوں غالی بتا تو سہی؟

بشر کو خلافت کیوں نہ ملے

بشر کو رسالت کیوں نہ ملے
بشر کو نبوت کیوں نہ ملے
بشر کو ولائت کیوں نہ ملے
تو غالی کہتا ہے کہ بشر تو گناہ گار رہوتا ہے۔
ارے غالی اگر کوئی بشر گناہ گار ہے
تو ایک بشر محبوب کردگار ہے
تیری نظر شر پر تو گئی
تیری نظر خیر پر کیوں نہ گئی
بشر خدا کی خدائی میں سب مخلوق سے اعلیٰ
پھر بشر کے مختلف درجات ہیں
ساری مخلوق میں انسان اعلیٰ
سب انسانوں میں ولی اعلیٰ
سب ولیوں میں علیؓ اعلیٰ
تمام اولیا اور علیؓ سے صدیقؓ اعلیٰ
تمام اولیا اور علیؓ وصدیقؓ سب سے نبی اعلیٰ
اور تمام انبیاء سے میرا مصطفٰے اعلیٰ
خدا کا خدائی میں کوئی شریک نہیں۔
مصطفٰے ﷺ کا مصطفائی میں کوئی شریک نہیں
خدا کے بعد خدائی کو تصور غلط
مصطفٰے ﷺ کے بعد مصطفائی کا تصور غلط
خدا سے تو کم ہیں اور سب سے زیادہ
دو عالم سے اعلیٰ ہمارے محمد ﷺ

بشر کا پہلا دشمن

حضرات گرامی: آپ کو اب تک معلوم ہو چکا ہوگا کہ حضرت انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کا اعزاز عطا کرنے کے لیے پیدا فرمایا تخلیق آدم کے بعد

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ .

اور اللہ نے آدم کو نام سکھلا دیئے تمام چیزوں کے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ پھر فرمایا بتلاؤ تو ان کے نام اگر تم سچے ہو! وہ بولے تو پاک ذات ہے ہمیں تو کچھ علم نہیں، مگر ہاں وہی جو تو نے ہمیں علم دے دیا۔ بے شک تو ہی بڑا علم والا حکمت والا۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ .

اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا میں مٹی سے بشر کو پیدا کونے والا ہوں، بس جب میں اس کو سنور لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو سب فرشتے اس کے لیے سربسجود ہو جاؤ بس سب ہی نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے نہ مانا۔ گھمنڈ کیا اور علم الٰہی میں پہلے ہی کافروں میں سے تھا۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. (حجر)

اللہ نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ کہا مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے خمیر اٹھے ہوئے گارے سے بنایا ہے جو سوکھ کر بجنے لگتا ہے۔

حکم ہوا اگر ایسا ہے تو یہاں سے نکل جا کہ تو راندہ ہوا اور جزا کے دن تک تجھ پر لعنت ہوئی۔

قَالَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ. (اعراف)

کس بات نے تجھے جھکنے سے روکا۔ جب کی میں نے حکم دیا تھا

ابلیس نے جواب دیا۔

اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ. (اعراف)

میں آدم سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے

خطیب کہتا ہے

محترم حضرات: قرآن پاک کی ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے آدمؑ کو پیدا فرما کر انہیں علم کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت آدمؑ کو علمی اعتبار سے بھی تمام مخلوقات پر بالاتری حاصل ہوگئی۔

جب آدمؑ اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کا شاہکار بن گئے

تو عظمت آدم عظمت بشر عظمت انسان، عظمت خلیفہ اللہ منانے کے لیے تمام ملائکہ کو حکم ہوا کہ اعتراف عظمت آدمؑ کے لیے جھک جاؤ

نوری جھک گئے

ناری اکڑ گیا

ناری سے پوچھا گیا کہ تم کیوں اکڑے

تو اس نے جواب میں کہا۔

اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ

میں بشر سے بہتر ہوں۔

معلوم ہوا سب سے پہلے بشر کی توہین شیطان نے کی

معلوم ہوا سب سے پہلے بشر کے سامنے شیطان اکڑا۔

معلوم ہوا سب سے پہلے بشر کو نظر حقارت سے شیطان نے دیکھا۔

کہا جاتا ہے فلاں طبقے کے پاس بھی دلائل ہیں اگر چپ نہ کرنا اور بولتے رہنے کا نام ہی دلیل

ہے تو شیطان نے بھی دلیل دی تھی۔

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ.

ابلیس کہتے ہی اسے ہیں

جو جھوٹا ہونے کے باوجود بولتا رہے۔

ابلیس نے بشر کی توہین کی اس کو لعنت کا طوق ملا۔

ملائکہ نے بشر کی تعظیم کی انہیں خدا اور رسول ﷺ کے درمیاں سفارت کی عزت ملی۔

سبحان الله

اس لیے معلوم ہوا کہ

بشر نبوت کا حقدار

بشر ہی رسالت کا حقدار

بشر ہی امانت کا حقدار

بشر ہی صداقت کا حقدار

صدق الله و صدق رسوله النبی الکریم

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا
تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا

تیسرا خطبہ

جمادی الاول

قرآن بارہا عمرؓ کی رائے کے مطابق اترا

موافقات سیدنا عمرؓ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عن بن عقبہ عامر قال، قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب . (ترمذی)

اگر میرے بعد کسی نے نبی (ہونا ہوتا تو وہ) عمرؓ ہوتے۔

حضرات گرامی: آج میں نے آپ کے سامنے سرکارِ دو عالم ﷺ کی ایک حدیث پڑھی ہے۔ اس حدیث میں سیدنا عمر فاروقؓ کی عظمت اور فضلیت بیان فرمائی گئی ہے جس سے آپکا درجہ اور منصب رفیع سامنے آتا ہے ۔یوں تو قرآن وحدیث پر نظر ڈالی جائے تو سیدنا فاروقؓ کی سینکڑوں اور ہزاروں عظمتوں کا سراغ ملتا ہے مگر تمام محاسن اور خوبیوں کو بیان کرنے کے لیے ایک وسیع وقت کی ضرورت ہوتی ہے جسے جمعہ کے اس مختصر وقت میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔اس لیے آج کے خطبہ میں مختصر طور پر پانچ باتوں کا ذکر کیا جائے گا۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں قریبا بیس یا بائیس مقامات ایسے آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض اوقات جو بات حضرت سیدنا فاروقؓ فرش پر کہتے تھے، وہی بات عرش سے قرآن بنا کر نازل فرما دی جاتی تھی۔

گویا کہ بارہا قرآن حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق نازل ہوا۔ان بیس یا بائیس مقامات سے اس وقت پانچ واقعات کا تفصیل سے ذکر کرتا ہوں، تاکہ آپ حضرات کو حضرت فاروق اعظمؓ کی عظمت اور رفعت شان معلوم ہو جائے۔

حضرات گرامی: جب کوئی مسلمان حج کے لیے جاتا ہےتو وہاں پر ایک عبادت ہر حاجی کو کرنا ہوتی ہے۔اس عبادت کو شریعت کی زبان مین طواف کہتے ہیں۔

طواف........... بیت اللہ شریف کے اردگرد گھومنے اور چکر لگانے کا نام ہے۔

حاجی خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

عالم ہو یا غیر عالم

پیر ہو یا فقیر

عابد ہو یا زاہد

ولی ہو یا نبی

سب کو طواف کرنا پڑتا ہے اور سب کو سلے سلائے کپڑے اتار کر احرام کی دو چادریں پہن کر ننگے سر اور ننگے پاؤں بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگاتے ہوئے اس کی کبریائی کا اعتراف واقرار کرنا پڑتا ہے۔

یوں ہی مسجد حرام میں ہوتے ہوئے بیت اللہ شریف پر نظر پڑتی ہے تو یہ تلبیہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔

لبیک اللھم لبیک، لبیک اللھم لبیک،لا شریک لک لبیک،

ان الحمدو النعمة لک والملک لا شریک لک

حاضر ہوں۔ اے اللہ حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ،حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں اور ملک تیرے لیے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔

طواف شروع ہونے سے قبل ہی آنے والے سے فرمایا۔

پہلے بتاؤ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟

تمہارا آنا تب منظور ہوگا۔جب عقیدے کی صفائی دوگے۔

ہر آنے والے حاجی کو بلند آواز سے اس عقیدے کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ **لا شریک لک لبیک**

جب حاجی اس بات کا اقرار بلند آواز سے کر لیتا ہے کہ **لا شریک لک.**
تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور میں شرک کا مریض نہیں ہوں تو پھر اسے طواف کی توفیق دی جاتی ہے اور وہ پھر بلند سے پکارتا ہے کہ

لبیک اللھم لبیک، لبیک اللھم لبیک، لا شریک لک لبیک، ان الحمدو النعمة لک والملک لا شریک لک

سرکارِ دوعالم ﷺ کا طواف

آیئے آپ کو تصورات کی دنیا میں حرم میں لے چلیں اور وہاں پر سرکارِ دوعالم ﷺ کے طواف کی چند جھلکیاں دکھائیں۔ ہائے قربان جاؤں سرکارِ دوعالم ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے اور ساتھ جانثاروں اور فدائیوں کا بھی ایک گروہ ہے جونہی کعبہ پر نظر پڑتی ہے تو آپ کی زبان مبارک سے

لبیک اللھم لبیک، لبیک اللھم لبیک، لا شریک لک لبیک، ان الحمدو النعمة لک والملک لا شریک لک

حرم شریف کی فضا پیغمبر اور آپ کے جانثاروں کے تلبیہ سے گونج اٹھی۔

طواف آپ نے بھی کیا ہوگا

طواف میں نے بھی کیا ہے

لیکن آپ کا طواف اور میرا طواف

معلم کے ساتھ ہوتا ہے

علما کے ساتھ ہوتا ہے

صلحا کے ساتھ ہوتا ہے

صوفیا کے ساتھ ہوتا ہے

اتقیا کے ساتھ ہوتا ہے

اصفیا کے ساتھ ہوتا ہے

مگرقربان جاؤں............اے یاران رسول ﷺ

آپ کے معلم مصطفی ﷺ تھا

آپ کا معلم رسول خدا تھا

آپ کا معلم صاحب لولاک تھا

آپ کا معلم صاحب معراج تھا

آپ کا معلم صاحب قاب قوسین تھا

آپ کا معلم صاحب دنٰی تھا فتدل تھا

آپ کا معلم صاحب طٰہٰ تھا

نہ اس معلم کے حاجیوں کی کوئی مثال

معلم بھی بے مثال

متعلم بھی بے مثال

معلم اور متعلم جب بیک آواز پکارتے ہوں گے

لبیک اللھم لبیک

تو خداوند قدوس............بھی فرشتوں سے فرماتے ہوں گے؟

اَلَمۡ اقل لکم اِنِّیۡ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

کیا تم کو میں نے نہیں کہا تھا کہ میں ہی آسمان اور زمین کا غیب جانتا ہوں۔

سبحان اللہ

لَا شَرِیۡکَ لَکَ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَادُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ .

یقیناً اللہ تعالی شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا اور دوسرے گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔ یہ شرک سے بے زار مومن کے لیے اولین شرط ہے اس لیے کلمہ طیبہ میں بھی پہلے پہل لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ راستہ صاف ہو سکے۔ جب تک لا الٰہ الا اللہ دل میں نہیں ہوگا۔ محمد رسول اللہ کی

محبت وعظمت کسی کے دل میں اتر ہی نہیں سکتی!

☆ سرکارِدو عالم ﷺ طواف کرر ہے ہیں اور صحابہؓ بھی ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے مانگ رہے ہیں۔التجا ہورہی ہیں درخواستیں دی جارہی ہیں۔مرادیں مانگی جارہی ہیں۔اور نہایت ہی عاجزی اور انکساری سے خدا کے گھر کا طواف کیا جارہا ہے۔بار بار چکر لگائے جارہے ہیں۔سرکارِ دو عالم ﷺ اور صحابہ کرام اپنے مولا کے گھر کے اردگرد بار بار چکر لگارہے ہیں تاکہ دنیا کو معلوم ہوجائے کہ ہم تو اسی کے دروازے پر بار بار آتے ہیں۔

ہمارا تو یہی داتا ہے یہی مشکل کشا ہے۔

ہمارا تو یہی ملجاو ماویٰ

ہماری امیدوں کا

ہماری تمناؤں کا

ہماری آرزوں کا

یہی مرکز ہے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے اللہ تو ہم کو دنیا میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے بچا

☆ **اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ**

اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں۔

جب سرکار دو عالم ﷺ نے طواف کے سات چکر پورے فرمالیے تو آپ نے حضرت فاروقؓ کو وہ پتھر دکھلایا جس پر حضرت ابراہیمؑ نے کھڑے ہوکر بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی تھی اور آپ کے قدموں کے نشان اس پتھر پر ثبت ہوگئے تھے۔

سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

پتھر نے نبوت کے قدم اپنے وجود پر ثبت کرلیے

پتھر نے خدا سے انعام لیا کہ مجھے خلیل اللہ کے نقش پا دے دے

پتھر بھی تو تعمیر بیت اللہ میں شریک ہو گیا تھا۔ل

اگر ابرہیمؑ کو تعمیر کعبہ کا صلہ ملا کہ خلیل اللہ بن گئے

اور اسماعیلؑ کو تعمیر کعبہ کا صلہ ملا کہ ذبیح اللہ بن گئے۔

تو پتھر کو بھی تعمیر کعبہ کا صلہ ملا کہ آیت اللہ بن گئے۔

پتھر نے خلیل اللہ کے نقش کف پا کی حفاظت کی

صدیقؓ نے وجود مصطفے کی حفاظت کی

پتھر پر خلیل سوار ہوئے تو!

مقام خلیل کا امین بنائے گئے

صدیقؓ پر میرے مصطفے ﷺ سوار ہوئے تو

اسے مقام مصطفے ﷺ کا امین بنا گئے۔

پتھر کے دل سے حبیب اللہ کو نہیں مٹایا جا سکتا

صدیقؓ کے دل سے خلیل اللہ کو نہیں مٹایا جا سکتا۔

؎ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھا یا نہ جائے گا

حضرت فاروقؓ نے عرض کیا حضور؟

میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس مقام پر دو نفل شکرانے کے ادا کروں؟

سرکارِ دو عالم ﷺ خاموش ہیں؟

کیوں خاموش ہیں؟ اس لیے کہ عمر کی خواہش مانوں .... تو ابھی تک میرے پاس یہاں نفل پڑھنے کا حکم الٰہی نہیں پہنچا

اور رسول ﷺ تو وحی الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی .

اور اگر فاروقؓ کی خواہش پوری نہیں ہوتی تو ان کی دل شکنی ہے

جبرائیل آئے!

میرے محبوب اداس کیوں ہیں؟

عمرؓ کہتا ہے کہ یہاں دو نفل ادا کروں گا۔

☆ اور رسول ﷺ کے پاس اس کی اجازت نہیں آئی۔

☆ جبرائیلؑ عرض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ پریشان نہ ہوں!

☆ جو رائے اور خواہش عمر کی فرش پر ہے۔

☆ وہی رائے اور خواہش خدا کی عرش پر ہے۔

خدا فرماتے ہیں کہ

واتّخِذُ وامَنُ مَّقَامِ اِبُرٰ اھِھٗمِ مُصَلّیٰ (بقرہ)

اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ

حاجیو؟

آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ طواف کے بعد

ولی ادھر جا رہا ہے

قطب ادھر جا رہا ہے

مجدد ادھر جا رہا ہے

محدث ادھر جا رہا ہے

مفسر ادھر جا رہا ہے

پیر ادھر جا رہا ہے

فقیر ادھر جا رہا ہے

عالم ادھر جا رہا ہے

چھوٹا ادھر جا رہا ہے

بڑا ادھر جا رہا ہے

بادشاہ ادھر جا رہا ہے

وزیر ادھر جا رہا ہے

سنی ادھر جا رہا ہے

شیعہ ادھر جا رہا ہے

ذرا ان سے پوچھو ادھر کیوں جا رہے ہیں؟

آواز آتی ہے

سنت عمر ادا کرنے

مقام ابراہیمؑ پر ہر حاجی کو جانا ہوگا

سنت عمر ادا کرے گا تو حج منظور ہوگا

ورنہ حج ناقص، حج نا مکمل، حج نا مسعود

عمرؓ تیرے قربان جاؤں............تونے اسلام کی عمر کو تازگی بخشی

خدا نے تیری سنت کو قیامت تک اپنے گھر کے سامنے زندہ رکھا۔

مَنْ كَانَ لله ، كَانَ الله لَهُ

جو اللہ کا ہو جاتا ہے

اللہ اس کا ہو جاتا ہے

خطیب کہتا ہے

بات خدا سے کرو

ہمارے ساتھ کیوں ناراض ہوتے ہو۔ یہ مرتبہ اور مقام سیدنا فاروقؓ کی ذات گرامی کو خود اللہ تعالی کی ذات نے عطا فرمایا ہے، بات کرنی ہے تو خدا سے کرو

مناظرہ کرنا ہے تو خدا سے کرو

مجادلہ کرنا ہے تو خدا سے کرو

ہم تو خدا کے حکم کے پابند ہیں۔ اگر مقام ابراہیمؑ حضرت عمرؓ کی خواہش پوری کرنے کے لیے۔

نبی ﷺ کو لے جاتا ہے تو اس کی مرضی

علیؓ کو لے جاتا ہے تو اس کی مرضی

حسنؓ کو لے جاتا ہے تو اس کی مرضی

حسینؓ کو لے جاتا ہے تو اس کی مرضی

ابن عباسؓ کو لے جاتا ہے تو اس کی مرضی

وَاتخذوا من مقام ابراھیمؑ مصلی

سنی تو ادھر جائے گا جدھر نبی ﷺ جائے گا

سنی تو ادھر جائے گا جدھر علیؓ جائے گا

سنی تو ادھر جائے گا جدھر حسنؓ جائے گا

سنی تو ادھر جائے گا جدھر حسینؓ جائے گا

سنی تو ادھر جائے گا جدھر عباسؓ جائے گا

سنی تو ادھر جائے گا جدھر ابن عباسؓ جائے گا

وَاتخذوا من مقام ابراھیمؑ مصلی

جو رائے عمرؓ کی فرش پر

وہی رائے خدا کی عرش پر

حضرات گرامی: آپ نے میری پہلی گزارش سماعت فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے حضرت عمر فاروقؓ کو اس قدر عزت وعظمت عطا فرمائی تھی کہ ان کی قلبی مرادوں کو خدا نے خود حسن قبولیت سے نوازا۔ کیوں نہ نوازہ جاتا۔ آخر منتخب فرما کے مراد رسول ﷺ کو دامن رسول ﷺ کے ساتھ خدا ہی نے وابستہ کیا تھا!

اس کی عطا............عمرؓ کی ادا بن گئی

دوسرا تاریخی واقعہ

حضرات گرامی: سرکارِ دو عالم ﷺ ہجرت فرما کر جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ایک تاریخی منصوبہ بنایا اور پھر اس سازش اور منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میدان بدر میں وہ مکروہ اور بزدلانہ ہتھکنڈے استعمال کئے جو رہتی دنیا تک ان کے مکروہ عزائم کی تصویر کشی کرتے رہیں گے!

غزوہ بدر پہلی جنگ عظیم ہے جس میں سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے تین سو تیر بے مثال وعدیم النظیر صحابہ کے ساتھ جاں نثاری اور فدا اکاری کی وہ مثال پیش فرمائی جو دنیائے عزیمت واستقلال میں اپنا جواب آپ ہے۔ کفر کو اللہ تعالی نے تاریخی شکست دی۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کے مشن اور آپ کی عظمتوں کو دوبالا کر دیا۔

بدر میں صحابہؓ نے جنگ کا میدان گرم کیا!
اور حضور ﷺ نے اپنے گرم آنسوؤں سے نصرت خداوندی کو پکارا!
فرشتے سپاہی بن کر آئے
نوری بشر کی قیادت میں میدان کارزار میں اترے
جبرائیل غلامی کے لیے حاضر ہوا!
دعائے رسول ﷺ کام آئی
صدیقؓ نے رسول ﷺ کو سجدہ سے اٹھایا
تو آواز آئی

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ . (آل عمران)
اللہ نے تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم کمزور تھے۔

بدر میں اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو ایک عظیم الشان فتح سے سرفراز فرمایا اور مشرکین مکہ کو ایسی عبرتناک اور ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا اور ان کی تمام تدبیریں الٹی ہو گئیں۔ اور ان کی کوئی طاقت اور کوئی قوت میرے خدا کی قوت اور طاقت کے سامنے نہ ٹھہر سکی

لا قو ة الا با للّٰه

ان کے تمام وڈیرے مشرک، ظالم اور سفاک لیڈر............دن رات توحید خداوندی کا مذاق اڑانے والے کافر ایک ایک کر کے یا قتل ہو گئے یا رسوا ہو کر بھاگ گئے یا گرفتار کر لیے گئے۔

یہ دن مسلمانوں کے لیے عظیم مسرت کا دن تھا۔

یہ دن مشرکوں کے لیے عظیم رسوائی کا دن تھا۔

حضور ﷺ اپنے خدا کے حضور ﷺ تشکر بجالائے

اور قریش کے اکڑے ہوئے اور سرکشی پر تلے ہوئے قیدیوں کو ہمراہ لیکر مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

مدینہ منورہ میں قیدی حضور ﷺ کی عدالت میں پیش کیے گئے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے قیدیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے وزیروں سے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

مسجد نبوی ہی	اسمبلی ہال تھا
مسجد نبوی ہی	چیف جسٹس کا آفس تھا
مسجد نبوی ہی	سٹیٹ گیٹ ہاؤس تھا۔
مسجد نبوی ہی	قصر صدارت تھا۔
مسجد نبوی ہی	قرآن وسنت کی یونیورسٹی تھی
مسجد نبوی ہی	عبادت وریاضت کا مرکز تھا
مسجد نبوی ہی	انوارات خداوندی کا مرکز تھا
مسجد نبوی ہی	پوری دنیا کے لیے مرکز ہدایت تھا
مسجد نبوی ہی	جبرائیل امین کی آمد ورفت کا مرکز تھا

مسجد نبوی میں وہ تمام خوبیاں اور محاسن تھے جو آخری پیغمبر کے لیے اللہ کی طرف سے عطا کیے گئے تھے

اسی مسجد بنوی میں بدر کے قیدیوں کو رکھا تھا

ان کو قید کر کے سزا دینا مقصود نہیں تھا

ان کو قید کر کے خدا کی توحید بتلانا مقصود تھا

ان کو قیدا کر کے مقام مصطفیٰ دکھانا مقصود تھا

ان کو قید کر کے صدیقؓ کا صدق ووفا دکھانا مقصود تھا

ان کو قید کر کے عمرؓ کا جلال دکھانا تھا

صدیقؓ کا جمال دکھانا تھا

عثمانؓ کی حیا دکھانا مقصود تھا

علیؓ کی وفا دکھانا مقصود تھا

صحابہؓ کے سجدے دکھانا مقصود تھا

اور تہجد کے وقت آہ وفغاں دکھانا مقصود تھا

آخر دل تھا متاثر ہوئے

صحابہؓ کی ادائیں دیکھ کر

صحابہؓ کی آہ سحر دیکھ کر

صحابہؓ کی دعاہائے سحر گاہی دیکھ کر

دلوں میں کئی قیدیوں کے اسلام کا توحید کا بیج بویا گیا۔

اور وہ رنگ لایا۔

اور کئی قیدی اسی اثر سے بعد میں مسلمانوں ہوئے

سرکار دوعالم ﷺ سے عرض کیا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔

ان کی نسلیں مسلمان ہو کر آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں گی اور ان کو بھی اس احسان کے بعد ندامت ہوگی؟

حضرت علیؓ نے بھی یہی کہا۔

اکثر صحابہؓ نے بھی یہی رائے دی

سرکارِ دوعالم ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کی اسی رائے کو پسند فرما کر یہی رائے دی۔

لیکن فاروق اعظمؓ کو دیکھا تو وہ خاموش تھے۔

فرمایا عمرؓ تو کیوں خاموش ہے؟

فرمایا عمرؓ تیری کیا رائے ہے؟

حضرت عمرؓ نے عرض کیا!

یارسول اللہ.................میری رائے یہ ہے کہ

خدا کی توحید کا دشمن اور حضور ﷺ کی رسالت کا دشمن عمرؓ کو خدا کی دھرتی پر ایک بھی نظر نہ آئے

ان کا وجود خدا کی زمین پر بوجھ ہے۔

عمرؓ کا رشتے دار عمرؓ کے حوالے کیا جائے۔

عمرؓ کی تلوار ہوگی اور اس دشمن خدا اور رسول ﷺ رشتے دار کی گردن ہوگی۔ حضور ﷺ واللہ میں اس کی گردن قلم کر کے حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا

ابوبکرؓ اپنے رشتے دار کے ساتھ یہی سلوک روا رکھے

علیؓ اپنے رشتے دار کے ساتھ یہی سلوک روا رکھے

جس کا رشتہ دار کافر ہے وہ اس کے حوالے کر دیا جائے تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

حضرت فاروق اعظمؓ کی اس رائے سے ایمان و یقین اور توحید و رسالت کی محبت و عظمت کا وہ جذبہ نظر آتا ہے۔ جس کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نظر نہیں آتی۔

چونکہ سرکار دو عالم ﷺ دوسرے صحابہؓ کی رائے کو پسند فرما چکے تھے اور اس کے مطابق فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ اس لیے حضرت عمرؓ کی رائے کو قبول نہیں فرمایا گیا۔

سرکار دو عالم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی رائے کے مطابق فیصلہ ہو گیا کہ اسیران بدر سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔

خدا کا فیصلہ

جبرایل امین کو حکم ہوتا ہے کہ جبرائیل جاؤ اور میرے محبوب سے فرما دو کہ

سب آپ کے ساتھ

رب عمر کے ساتھ

سبحان اللہ

جو فیصلہ عمرؓ کا فرش پر ہے

وہی فیصلہ خدا کا عرش پر ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. (پارہ ۱۰ سورہ انفال)

نبیؐ کی شان کے لائق نہیں کہ اس کے قیدی باقی رہیں۔ جب تک وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کر لے تو دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو! اور اللہ تمہارے لئے آخرت کو چاہتا ہے! اور اللہ بڑا قوت والا ہے حکمت والا ہے۔ اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت سرکار دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری تھا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لو نزل عذاب من السماء مانجا منکم غیر عمر

اگر بالفرض آسمان سے خدا کا غضب نازل ہوتا تو عمرؓ کے سوا اس سے کسی کو رستگاری نہ ہوتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ **البغض فی اللہ** کی زندہ و تابندہ تصویر تھا۔ ان کی زندگی کا مقصد ہی یہی تھا کہ

خدا کے لیے جینا............اور خدا کے لیے مرنا

تیسرا تاریخی وقعہ

سیدنا صدیق اکبرؓ اپنی قربانی اور حضور سے بے پناہ عقیدت و محبت کے پیش نظر تمام صحابہ کرامؓ میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ کو سرکار دو عالم ﷺ سے جہاں اور سینکڑوں نسبتیں ہیں وہیں

پر آپ کا خسر نبی ہونا ایک بہت بڑی فضیلت اور بہت ہی اعزاز اور عظمت ہے۔

حضرت عائشہؓ امت مسلمہ میں وہ واحد اور منفرد خاتون ہیں جن کو پیغمبر اسلام کے ساتھ تعاون اور خدمت میں ایک انفرادی شرف حاصل ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ جہاں حضور ﷺ کو جلوت کے گواہ تھے اسی طرح حضرت سیدہ عائشہؓ حضور ﷺ کی خلوت کی گواہ تھیں آج کی اصطلاح میں یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ

صدیق اکبرؓ رسول ﷺ کے چیف سیکرٹری تھے

سیدہ صدیقہؓ حضور ﷺ کی............ہوم سیکرٹری تھیں۔

خارجی امور کا	انچارج صدیق اکبرؓ
داخلی امور کی انچارج	سیدہ عائشہؓ

دنیائے کفر وشرک جس طرح سرکار دو عالم ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش تھی۔

اسی طرح حضرت صدیقؓ کی مخالفت میں بھی پیش پیش تھے

جو تیر حضور ﷺ پر چلاتے تھے

وہی تیر صدیقؓ پر چلاتے تھے

ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ غزوہ نبی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں قافلے کو پڑاؤ کا حکم دے دیا۔ قافلہ رات بھر وہیں ٹھہرا رہا۔ حضرت عائشہؓ اس سفر میں رسول ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ صبح کے وقت آپ قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف نکل گئیں۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ آپ کے گلے کا ہار وہیں ٹوٹ کر گر پڑا۔ جس کی تلاش کے لیے آپ کو کچھ دیر ہوگئی اور ادھر سرکار دو عالم ﷺ نے قافلے کو روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ قافلہ رخصت ہو گیا۔

نہ تو حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے کجاوے کو دیکھا اور نہ ہی کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھنے والوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ اس کجاوے میں حضرت عائشہؓ موجود نہیں ہیں۔ قافلہ روانہ ہو گیا تو حضرت عائشہؓ بھی جنگل سے واپس پہنچ گئیں مگر قافلے کو اپنے مقام پر موجود نہ پا کر آپ کو بے حد صدمہ ہوا اور پریشانی ہوئی مگر اس وقت کیا کیا جاسکتا تھا۔ آپ نے دل ہی میں دل میں فیصلہ فرما

لیا کہ مجھے اسی جگہ بیٹھ کر انتظار کرنا چاہیے جب حضور ﷺ کو معلوم ہوگا کہ میں کجاوہ میں نہیں ہوں تو وہ ضرور میری تلاش کے لیے صحابہؓ کو بھیجیں گے۔اس طرح میں آپ کے ساتھ پھر جاملوں گی

چنانچہ آپ اسی مقام پر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام فرمانے لگیں ادھر سے حضرت صفوان ابن معطلؓ کا گزر ہوا جو اسی غرض سے قافلہ کے پیچھے رکھے گئے تھے۔کہ قافلہ کی روانگی کے بعد وہاں سے چلیں جو گری پڑی چیز قافلے کی ملے، وہ اسے لیتے آئیں۔حضرت صفوان جونہی اس درخت کے قریب پہنچے تو انہوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تو زور سے

انا لله وانا اليه راجعون پڑھا

حضرت عائشہؓ یہ آواز سن کر بیدار ہوگئیں۔......حضرت صفوانؓ نے اونٹ حضرت عائشہؓ کے قریب بٹھا دیا اور آپ اُس پر سوار ہوگئیں۔نہ ہی حضرت عائشہ کو حضرت صفوانؓ نے پوچھا کہ آپ کیسے پیچھے رہ گئیں اور نہ ہی حضرت عائشہؓ نے ان سے کوئی بات کی۔حضرت صفوانؓ مادرامت کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔اور ادھر جب قافلہ رسول ﷺ مدینہ کے قریب پہنچا تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے کجاوے کو دیکھا تو حضرت عائشہؓ وہاں نہیں تھیں آپ کو بے حد فکر ہوئی۔آپ نے صحابہ کرامؓ کو ان کی تلاشی کے لیے روانہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ابھی صحابہؓ روانہ ہو ہی رہے تھے کہ دور سے کسی سوار کو آتا دیکھا، قریب آنے پر معلوم ہوا کہ آنے والا صفوانؓ صحابی رسول ﷺ ہے۔اور سواری پر سور مادرامت سیدہ طاہرہ حضرت عائشہؓ ہیں۔حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے قافلے سے بچھڑ جانے کا پوچھا تو سیدہ طاہرہ نے پوری تفصیل سے واقعہ بیان کردیا۔جس سے بات آئی گئی ہوگئی۔

منافقین کا طوفانِ بدتمیزی

جس قدر کس کو عظمت وعزت ملتی ہے اسی قدر اس کے حاسدین کھڑے ہو جاتے ہیں۔جو آتش حسد ہی میں جل بھن مرتے رہتے ہیں۔خاندان صدیقؓ کو جو اعزاز اور عظمت خدا اور رسول ﷺ کے ہاں میسر آئی تھی۔منافقین اس پر سیخ پا ہوتے تھے ہر وقت جلتے تھے اور مختلف تدبیریں سوچتے رہتے تھے کہ کسی طرح عائشہ ونبی ﷺ میں جدائی ڈال دی جائے

منافقین مدینہ نے بالخصوص اور مشرکین نے بالعموم اس بات کا تبنگڑ بنا کر سیدہ عائشہؓ پر الزام لگا دیا کہ

معاذ اللہ آپ کا کردار درست نہیں ہے

معاذ اللہ

اس تہمت اس بہتان عظیم کو اس قدر ہوا دی کہ پورا مدینہ افسردہ خاطر ہو گیا اور حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے دل زخمی ہو گئے اور گھر گھر میں غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے

سرکار دو عالم ﷺ پریشان وغمزدہ

صدیق اکبرؓ پریشان وغمزدہ

صحابہ کرامؓ پریشان وغمزدہ

علیؓ پریشان وغمزدہ

پریشانی صرف اس بات کی تھی کہ تہمت لگانے والوں نے کس قدر اخلاق باختگی اور کمینگی کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک ایسی عفیفہ پر ناپاک تہمت اور الزام عائد کیا ہے جس سے دامن صداقت کو بھی حیا آ گئی

سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا؟

میری عائشہؓ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

سب نے بیک زبان ہو کر کہا کہ وہ عفیفہ ہے

حضرت علیؓ نے کہا عائشہؓ پاکیزہ ہے

ابو ایوب انصاری نے کہا عائشہؓ کا دامن صاف ہے

زینب نے کہا کہ عائشہ کا دامن پاک ہے

جب صحابہؓ نے اپنی رائے دے دی

تو میری آقا نے سیدنا فاروق اکبرؓ سے پوچھا؟

عمرؓ آپ کی رائے میری عائشہؓ کے بارے میں کیا ہے؟

فاروق اعظمؓ! بولے

حضورﷺ آپ یہ فرمائیں کہ

من زوجکھا عائشہؓ سے آپ کا نکاح کس نے کرایا ہے؟

میں نے؟ فرمایا نہیں

صدیقؓ نے؟ فرمایا نہیں

کسی اور نے؟ فرمایا نہیں

پھر فرمایئے من زوجکھا

پھر یہ نکاح کس نے کرایا ہے

فرمایا اللہ نے

عرض کیا کہ پھر اللہ ایسا نہیں ہے

کہ نبی پاکﷺ ہو اور بیوی ناپاک ہو

سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْم (سورۃ نور)

پاک ہے تو اے اللہ

یہ بہت بڑا بہتان ہے

اللہ نے فرمایا جبرائیلؑ!

لبیک یا جلیل!

فرمایا جلدی جاؤ اور میرے رسولﷺ سے فرمادو

کہ میں عائشہؓ کے حق میں فیصلہ دینا ہی چاہتا تھا۔

کہ اب عمرؓ نے فیصلہ دے دیا ہے میں اس کے لفظوں میں نہ اضافہ کرتا ہوں اور نہ ترمیم۔

جو فیصلہ عمرؓ کا فرش پر ہے

وہی فیصلہ خدا کا عرش پر ہے

سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْم (سورۃ نور)

سیدنا فاروق اعظمؓ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ کو قرآن بنا کر نازل فرما دیا گیا

سبحان اللہ

چوتھا تاریخی واقعہ

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین جب بیمار ہوا تو رحمت دو عالم ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اس منافق نے آپ کی اس شفقت رسالت کو دیکھ کر درخواست کی کہ جب میں مر جاؤں تو آپ میری نماز جنازہ خود پڑھائیں۔ آپ نے اس کی یہ بات سن کو سکوت فرمایا نہ ہی ہاں کہا اور نہ ہی انکار کیا۔ آپ جب عیادت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو منافقین نے ایک قاصد کو سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ آپ اپنا کرتہ مبارک مجھے عنایت فرما دیں تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے۔ آپ نے ازراہ رحمت اس قاصد کے ہاتھ اپنا کرتا مبارک بھجوا دیا۔ جب اس منافق کے پاس وہ کرتہ پہنچا تو اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ مجھے تو وہ قمیض چاہیے جو آپ کے بدن مبارک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ آپ نے اس کی خواہش پر اپنی قمیض اتار کر دے دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ آپ کی قمیص اس منافق کے لیے عطا کرنی مناسب نہیں ہے تو آپ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ میری یہ قمیض اس منافق کے لے تو فائدہ مند ثابت نہ ہو گی۔ البتہ اس سے اس کی قوم پر اچھا اثر پڑے گا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب عبداللہ ابن ابی فوت ہوا تو اس کے فرزند نے (جو اسلام لا چکے تھے) حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے والد کا جنازہ آپ پڑھا دیں۔ آپ نے جنازہ پڑھانا منظور فرمایا۔ چنانچہ آپ جب جنازہ پڑھانے کے لیے روانہ ہونے لگے تو حضرت عمرؓ آپ کے سامنے ہو گئے اور نہایت ہی ادب اور نیاز مندی سے عرض کیا۔

یا رسول اللہ علی عدو اللہ

حضور ﷺ کیا آپ ایک دشمن خدا کا جنازہ پڑھانے جائیں گے؟

یعنی حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ اس دشمن خدا ورسول ﷺ کا جنازہ سرکار دو عالم ﷺ نہ پڑھائیں اس پر فوراً وحی الٰہی لے کر جبرائیل امین نازل ہوئے اور حکم خداوندی سنایا کہ یارسول اللہ

ﷺ

جو فیصلہ عمر کا فرش پر ہے
وہی فیصلہ خدا کا عرش پر ہے

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ ط اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ. (پارہ ۱۰ سورہ توبہ)

اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر اور وہ منکر ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے!

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ عالم ما کان و ما یکون نہیں تھے!

ذرے ذرے کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے!

☆ معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو حکم ہو گیا کہ ہمیشہ کے لیے کسی منافق کی قبر پر قیام نہیں کرنا

☆ معلوم ہوا کہ جن قبروں پر آپ تشریف لے جائیں گے۔ وہ منافقین نہیں ہوں گے اور جو منافق ہوں گے۔ ان کی قبروں پر آپ تشریف نہیں لے جائیں گے۔

☆ معلوم ہوا کہ جب منافقین کی قبروں پر چند ساعتوں کے لیے بھی حضور ﷺ کو جانے کی اجازت نہیں ہے تو ان کو اپنے روضے میں ہمیشہ سلانے کی بھی اجازت نہیں ہوگی!

☆ جو آپ کے روضے میں ہوگا اس کا

ایمان خدا کا بھی مصدقہ ہوگا
اور رسول ﷺ کا بھی مصدقہ ہوگا

صحابہ کو منافق کہنے والا خود منافق ہوگا

☆ معلوم ہوا کہ سرکا دو عالم ﷺ ہر قبر پر حاضر و ناظر نہیں؟

☆ اگر ہر قبر پر حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ مان لیا جائے تو قرآن کی اس آیت

لَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ کا بطلان لازم آتا ہے۔

جو صریحاً کفر ہے

☆ اس لیے اس آیت کریمہ سے سرکار دو عالم ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ غلط ثابت ہوگا۔

☆ اگر یہ عقیدہ درست ہے؟

☆ تو پھر غالی کے نزدیک یہ آیت کریمہ غلط

☆ اور اگر آیت کریمہ درست ہے اور یقیناً درست ہے

تو پھر غالی کا عقیدہ غلط اور یقیناً غلط ہے

پانچواں تاریخی واقعہ

سرکار دو عالم ﷺ نے جب ایام علالت میں صحابہ کرامؓ سے قلم دوات طلب فرمائی تھی تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے جواب میں عرض کیا تھا کہ **حسبنا کتاب الله** اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے چونکہ آپ کو صحابہ کا امتحان مقصود تھا۔اس لیے آپ نے حضرت فاروق اکبرؓ کا صحیح جواب سن کر سکوت فرمایا۔

معلوم ہوا کہ

جو رائے عمر کی تھی وہی رائے رسول ﷺ کی تھی آخر ایسا کیوں نہ ہو

حضرت عمرؓ بھی تو

عطائے خدا تھے

دعائے مصطفٰے تھے

حضرات گرامی: اس وقت میں نے صرف پانچ واقعات آپ حضرات کے سامنے بیان کیے ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جو رائے عمرؓ کی فرش پر ہوتی ہے وہی رائے خدا کی عرش پر ہوتی تھی اور حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی زبان مبارک سے ادا شدہ جملے بعض اوقات قرآن بنا دئے گئے اللہ تعالی ہم سب کو سیدنا فاروق اکبرؓ کی عظمت دلوں میں قائم کرنے کی توفیق دے

وَمَا عَلَيْنَا الَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

چوتھا خطبہ

جمادی الاول

مشرکین مکہ کو حضورؐ سے لا الہٰ میں اختلاف تھا

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّھُمْ کَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ.

بے شک وہ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے۔

حضرات گرامی:

اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ نے بتایا ہے کہ مشرکین مکہ کو حضور ﷺ کی ذات گرامی سے بنیادی اختلاف کیا تھا؟ یہ مسئلہ کچھ ایسا اہم ہے کہ ہمیں بھی سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہیے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے مشرکین کس بات پر بدکتے تھے اور کس بات پر ناک منہ چڑھاتے تھے اس پر وہ حضور ﷺ کے مقابلے پر کیوں آستینیں چڑھاتے تھے اور کیوں حضور ﷺ کے خون کے پیاسے ہو جاتے تھے۔

اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لیے ہزاروں کتابیں پڑھ جایئے اور لاکھوں علمی موشگافیاں سنتے جایئے مگر جب قرآن پاک کے سمندر میں غوطہ لگا کر اس مسئلہ کا آسان اور عام فہم خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کا خلاصہ بہت ہی سادہ لفظوں میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ مشرکین کو حضور ﷺ سے اختلاف

لا الہٰ میں تھا

الا اللہ میں نہیں تھا

الا اللہ

ہمارے ہاں جاہل لوگ مشرکین کا مفہوم یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے منکر کو مشرک کہا جاتا ہے۔

خدا کی صفات کا انکار کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے

خدائی ختیارات کا انکار کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے

خدائی کا مذاق اڑانے والے کو مشرک کہا جاتا ہے

کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کو پوچھ کیا جائے کہ بھئی مشرکین مکہ کون تھے؟

وہ فوراً کہے گا کہ جی ان کی بات چھوڑو وہ تو خدا کے منکر تھے!

خدا کو نہیں مانتے تھے اس لیے وہ کافر تھے اور مشرک تھے!

یہ مفہوم اور مطلب صرف جاہل ہی بیان نہیں کرتے بلکہ اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگوں کے ہاں بھی مشرکین کا یہی تصور ہے

یعنی منکرین خدا کو مشرک کہا جاتا ہے!

اس لیے آپ حضرات کے لیے ضروری ہے کہ آپ کو یہ بات سمجھائی جائے کہ مشرکین کہ الا اللہ میں اختلاف نہیں تھا بلکہ اگر اختلاف تھا تو صرف اور صرف لا الہٰ میں تھا!

وہ کہتے تھے کہ	خدا کو تو ہم بھی مانتے ہیں.
اللہ کی صفات کو تو	ہم بھی مانتے ہیں
اللہ کی قدرت کی تو	ہم بھی مانتے ہیں
اللہ کے علم کو تو	ہم بھی مانتے ہیں
اللہ کے تصرفات کو تو	ہم بھی مانتے ہیں
اللہ تو	زمین کا پیدا کرنے والا
اللہ تو	آسمان کو پیدا کرنے والا
اللہ تو	چاند کو پیدا کرنے والا
اللہ تو	سورج کو پیدا کرنے ولا

اللہ تو تمام کائنات کا پیدا کرنے ولا

تو ہم بھی مانتے ہیں

تو پھر اے مشرکین تمہارا اختلاف کیا ہے؟

تو وہ کہتے تھے کہ اللہ بھی ہے اور ہمارے معبود بھی ہیں۔

یعنی صرف اللہ نہیں

یہ من دون اللہ بھی ہیں

حضور ﷺ صرف اللہ کی وحدانیت بیان فرماتے ہیں

اوران کے معبودوں کی نفی فرماتے تھے۔

بس یہیں سے جھگڑا ہوتا تھا

حضور ﷺ فرماتے تھے

پہلے لا الہٰ ....پھر الا اللہ

اور مشرکین کہتے تھے کہ

الا اللہ بھی

من دون الله بھی

ہی نہیں..................بھی

آپ کا معبود بھی، ہمارے معبود بھی

یہ بھی..................اور..................ہی کا جھگڑا

لا الہٰ کا جھگڑا

حضرات گرامی: اس بات کو ذہن میں پختہ کرلیا جائے کہ جھگڑا الا اللہ میں نہیں تھا۔

جھگڑا لا الہٰ میں تھا۔

حضور ﷺ فرماتے تھے

اللہ کے سوا اور کوئی نہیں!

مشرکین کہتے تھے

اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں

حضور ﷺ ان کے معبودوں کی نفی کرتے تھے۔مشرکین دنیا بھر کی گالیاں اور ظلم وستم کے طوفان لے کر کھڑے ہو جاتے تھے۔قربان جاؤں رحمت دو عالم ﷺ کی ذات گرامی پہ کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گئے مگر سرکار دو عالم ﷺ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آئی

سرکار دو عالم ﷺ

مشرکین کے معبودوں کی نفی کرتے تھے!

مشرکین کو حضور ﷺ کا نفی کرنا ہی پسند نہیں تھا!

معلوم ہوا کہ پہلے نفی ہوگی

تو

پھر اثبات ہوگا

لا الٰہ پہلے ہے

الا اللہ بعد میں ہے

قرآن مجید سنیے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّهُمۡ كَانُوۡۤا اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ.

اے محبوب: جب ان مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو...... یہ تکبر کرتے ہیں!

خطیب کہتا ہے

يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ کا معنی ہے

ہمارے مقابلے میں کون آ سکتا ہے!

ہم طاقت والے

ہم برادری والے

ہم قبیلے والے

ہم گدی نشین

ہم بیت اللہ کے مجاور

ہم بیت اللہ کے کنجی دار

ہم وڈیرے اور مخدوم

لا الہٰ سن کر سانس اکھڑ جاتے تھے

رگیں پھول جاتی تھیں

جبینیں شکن آلود ہو جاتی تھیں!

دل کی دھڑکن غصے سے تیز ہو جاتی تھی

خون کا دباؤ بڑھ جاتا تھا!

غصے سے آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں

جی چاہتا تھا یا ماردیں یا مر جائیں

کلیجہ منہ کو آتا تھا

یہ سب یستکبرون کی تعبیریں ہیں ان کی دل کی کیفیتوں کے مختلف روپ ہیں!

منہ سے جھاگ نکلتی تھی!

اور نتھنے پھیلا کر

منہ پسور کر کہتے تھے

آئنَّا لَتَا رِ كُوْا الٰهَتِنَا لِشَا عِرٍ مَجْنُوْنٍ ۚ (سورة صفت)

اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں؟

لا الہٰ کا معنی ہی یہی تھا کہ

اللہ کے سوا تمام مخلوق کی پوجا پاٹ چھوڑ و!

اس لیے مشرکین نے اس کا معنیٰ سمجھ کر کہا کیونکہ وہ اہل زبان تھے کہ

آئنّا لَتَا رِ کُوْا الٰھَتِنَا

کیا ہم اپنے معبودوں کی چھوڑ دیں!

خطیب کہتا ہے

آئنّا لَتَا رِ کُوْا الٰھَتِنَا ....ان مشرکین نے کس لفظ کا معنی نکالا......وہ سمجھتے تھے کہ لا الٰہ کا معنی کسی کو ماننا نہیں، بلکہ چھوڑنا آتا ہے۔

اس لیے ہم محمد (ﷺ) کے کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے

ایک سانس میں دو گالیاں

سرکار دو عالم ﷺ کی محبت بھری اور ایمان افروز تقریر پر لبیک کہتے اور آپ کے ارشادات کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دیتے مگر ان بدبختوں اور مردہ نصیب مشرکین نے ایک سانس میں سرکار دو عالم ﷺ کو دو گالیں بک دیں!

شاعر ہے

دیوانہ ہے

شاعر کا مفہوم ان کے ہاں بے تکی باتیں کرنے والے کو کہا جاتا تھا!

مجنون................دیوانہ......................معاذ اللہ عقل وخرد سے عاری!

معاذ الله ، استغفر الله

خطیب کہتا ہے

توحید کا وعظ سن کر گالیاں بکنا مشرکین کی پرانی عادت ہے۔ نبوت کی توحید سے روشن تقریر کو شاعرانہ خیال قرار دینا مشرکین کا پرانا معمول ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی عظمت کو دوبالا کرتے ہوئے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

☆ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ

ہم نے اپنے پیغمبر کو نہ ہی شعر کا علم دیا ہے اور نہ ہی یہ ان کی شان کے لائق تھا۔

☆ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ(۱)مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ.

دلیل ثانی

لا الٰہ الا اللہ کے جواب میں مشرکین چڑ کر جو باتیں کرتے قرآن نے ان کو ٹیپ کر کے ہم تک پہنچا دیا ہے۔بٹن دبایئے اور سنئے قرآن کہتا ہے کہ

وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ. اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ.

اور کافروں نے کہا (معاذ اللہ) یہ جادوگر ہے جھوٹا۔کیا اس نے اتنے معبودوں (کی جگہ) ایک ہی معبود بنا دیا۔یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

اور ان میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل کھڑے ہوئے کہ چلو اور اپنے معبودوں کی عبادت پر جمے رہو۔بے شک اس بات میں کوئی نہ کوئی غرض ہے

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ صرف ایک معبود کے تصور ہی سے بے گانہ تھے! خدائے واحد کو معبود واحد ماننے میں انہیں نہ صرف تامل نہ تردو، بلکہ سخت تعجب تھا۔محض ایک خدا کی الوہیت وعبادت کی دعوت پر سرکار دو عالم ﷺ کی نشانہ جورو جفا اور ہدف شب وشتم بنایا گیا............کبھی آپ کو شاعر و مجنوں کہا گیا تو کبھی ساحر و کذاب............اور ستم بالائے ستم یہ بہتان بھی باندھا گیا کہ اس میں آپ کی کوئی ذاتی غرض پوشیدہ ہے۔

آپ کوئی حکومت اور اقتدار کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں یہ تمام گستاخیاں صرف اس وجہ سے تھیں کہ آپ ہمارے معبودوں کی نفی کر کے خدائے واحد کی عبادت کی دعوت کیوں دیتے ہیں۔قریشی وڈیرے اور مجاور یہ بات سن کر طیش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے چل کھڑے ہوئے کہ چھوڑو جی یہ اگر ہمارے معبودوں کی جڑیں کاٹنے پر تلے ہوئے ہیں تو ہم نہایت ثابت قدمی سے اپنے معبودوں کی حمایت اور اعانت پر ڈٹے رہیں گے!

خطیب کہتا ہے

وہ کہتے ہوئے نعرے مارنے لگے

ہم ہیں ملنگ

نہ کسی سے خوف نہ تنگ

وَاصْبِرُوْا علیٰ اٰلِهَتِكُمْ.................ڈٹے رہو

حضور ﷺ سے ہٹے رہو

معلوم ہوا کہ ان کو دشمنی تھی تو یہ!

کہ ہمارے معبودوں کی نفی نہ کرو!

ان کی تردید نہ کرو!

ان کی الوہیت کو چیلنج نہ کرو!

ان کے اختیارات کی نفی نہ کرو!

معلوم ہوا کہ جہاں خداوند کریم کی تمام صفات کا اقرار کرنا توحید ہے۔

اسی طرح غیر اللہ کی عبادت کی تمام جزئیات کا انکار کرنا بھی توحید ہے۔

گالیوں میں اضافہ ہوگا

معاذ اللہ مشرکین نے کہا

☆ شاعر

☆ مجنون

☆ ساحر

☆ کذاب

استغفر اللہ

معلوم ہوا کہ جوں جوں توحید کی تقریر سنتا جائے گا۔اس کے شرک کے بخار کی ڈگری تیز ہوتی جائے گی

ورنہ نبض دیکھ لو............

لیکن سنو!
مشرک کی نبض دیکھنی ہے تو پہلے
توحید کی تقریر سناؤ!
پھر دیکھو کیا حال ہوتا ہے
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی!

قرآن کی تیسری شہادت

اللہ تعالیٰ نے ایک اور رنگ بتایا جس سے مشرک بے قابو ہو جاتا ہے وہ یہ کہ چلو الا الٰہ .... کی بجائے وحدہ کہو۔ اس گولی کی بھی وہی تاثیر ہے! مشرک کو جب بھی یہ گول دی جائے گی۔ اس کا برا حال ہو جائے گا.................قولنج کا درد شروع ہو جائے گا

طبیعت میں بوکھلاہٹ پیدا ہو جائے گی۔ میرے مولیٰ وہ کون سی گولی ہے فرمایا

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا.

اور جب آپ قرآن میں اکیلے اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ نفرت کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں

ہائے اکیلا............اکیلا.................اکیلا

ہمارے کیوں نہیں۔ ہمارے کیوں نہیں، ہمارے کیوں نہیں

لات کیوں نہیں؟
عزیٰ کیوں نہیں؟
ھبل کیوں نہیں؟

اَجَعَلَ الاٰ لِهَتَه اِلٰهًا وَّ احِداً

مشرک پیٹھ کا کمزور ہوتا ہے اس لیے بھاگنے میں پیٹھ سے آغاز کرتا ہے!
اس لیے وہ پیٹھ دکھا کر بھاگتا ہے
شیطان کی طرح گز مارتا جاتا ہے

اور نعرے لگا تا جا تا ہے۔

وہ بھی.................یہ بھی

وہ بھی.................یہ بھی

وہ بھی.................یہ بھی

نبیؐ کا نعرہ

وہ ہی.....................یہ نہیں

وہ ہی.....................یہ نہیں

وہ ہی.....................یہ نہیں

لَا اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ

قرآن کی چوتھی شہادت

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحۡدَهُ اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِذَا هُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ.

اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل خراب ہوجاتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اسکے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس وقت وہ خوش ہوجاتے ہیں۔

مشرکین مکہ کا قرآن مجید نے کتنا عجیب نقشہ کھینچا ہے کہ جب اللہ واحد کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل نفرت وکراہت اور غم وغصہ سے بھر جاتے ہیں۔توحید الٰہی سے ناگواری کے باعث ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔دل گھٹ گھٹ جاتے ہیں۔اور اگر غیر اللہ کا بھی ذکر اللہ کے ساتھ ملا کر کیا جائے تو ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں اور باغ باغ ہوجاتے ہیں۔آج بھی ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔کہ مقرر مسئلہ توحید پر بیان کرے گا تو پتھروں کی بارش ہوگی۔گالیوں کی بوچھاڑ ہوگی۔

طعن وتشنیع کا بازار گرم کردیا جائے گا

تالیاں پیٹی جائیں گی

شور وہنگامہ ہوگا

اور اگر کسی پھاٹک شاہ، توڑی شاہ، ٹاہلی شاہ اور چوہے شاہ کا ذکر کیا جائے گا تو نعرے ہوں گے

واہ واہ ہوگی

داد و تحسین کے ڈونکرے ہوں گے!

لنگر ہوگا، مٹھائی ہوگی حلوہ ہوگا

ہاتھ چومیں جائیں گے جوتے سیدھے کئے جائیں گے

دست بستہ تعظیم کے لیے کھڑے ہوں گے

اور پھر ان ملنگوں کی طرح پشت نہیں ہوگی!

اس کا فلسفہ کیا ہے یہ تو مرید ہی جانے!

قرآن کی پانچویں شہادت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ. (سورۃ مومن)

یہ اس واسطے ہے کہ جب اکیلا اللہ کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے! پس خدائے اعلیٰ وکبیر کا فیصلہ ہے۔

معلوم ہوا کہ مشرکین کو ضد تھی تو صرف یہ کہ اس کی اکیلا کیوں مانتے ہو۔

ہمارے معبودوں کی نفی کر کے ان کو اس کے ساتھ شریک کرنے سے کیوں انکار کرتے ہو

یعنی.................. یہ بھی.................... وہ بھی

ان کی نفی نہ کرو!

لا الٰہ الا اللہ.................. کہہ کر صرف خدائے وحدہ کی الوہیت کا سکہ ہم سے نہ منوایا جائے بلکہ ہمارے معبودوں کی جے کا نعرہ بھی بلند کیا جائے

گویا کہ بنیادی اختلاف ہی یہ تھا کہ

غیر اللہ کو پکارنے کی نفی نہ کی جائے

غیر اللہ کی نذر ونیاز دینے کی نفی نہ کی جائے

غیر اللہ کو حاجت روا سمجھنے کی نفی نہ کی جائے

غیر اللہ کو غیب دان سمجھنے کی نفی نہ کی جائے

غیر اللہ کو مختار کل سمجھنے کی نفی نہ کی جائے

غیر اللہ کو حاضر وناظر مشکل کشا سمجھنے کی نفی نہ کی جائے۔

پہلی امتوں کے مشرک اسی مرض کے مریض تھے

قرآن مجید فرماتا ہے کہ یہ روگ اور یہ بنیادی کوڑھ کا مرض صرف مشرکین مکہ کو ہی نہیں تھا، بلکہ پہلی امتوں کے مشرکین کا مرض بھی یہی تھا گویا کہ مرض ایک ہی تھا مگر ڈاکٹر تبدیل ہوتے گئے۔

قرآن کی چھٹی شہادت

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْ م بَعْدِ هِمْ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ جَآءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ .

کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں (یعنی) قوم نوحؑ، عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان کے پیغمبران کے پاس واضح دلائل لے کر آئے۔

جب انبیاءؑ نے ان مشرک اقوام کو توحید خداوندی کا پیغام دیا اور دلائل و براہین کی روشنی میں لا الہٰ کا مفہوم پیش کیا تو انہوں نے (یعنی کافروں نے) جواب دیا۔

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ.

انہوں نے کہا تم تو ہماری ہی طرح محض ایک آدمی ہو۔ تم چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جس چیز کی عبادت کرتے تھے۔ اس سے ہمیں روک دو............سو کوئی صاف معجزہ دکھاؤ!

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ پہلی امتوں کے مشرکوں نے انبیاءؑ کی دعوت کا اس لیے انکار کر دیا کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمیں اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت سے روکتے ہیں۔

قرآن تمام مشرک قوموں کا نام لے کران کے مرض کا ذکر کرتا ہے۔آپ بھی سنئے !

قوم نوحؑ

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا.

اور کہاتم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔(بالخصوص) نہ ودکواور سواع کواور نہ یغوث اور نسر کو چھوڑنا۔

قوم عادؑ

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَاللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا. (اعراف)

انہوں نے کہا کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں!

اللہ تعالیٰ کی عبادت کو تو وہ مانتے تھے،لیکن صرف اور صرف اللہ واحد کی عبادت ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔پیغمبر کا ان کو اللہ ہی کہ عبادت کی دعوت دینا اور غیروں کی عبادت کو چھڑانا یہی ان کے لیے زہر تھا۔یہ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے!

قوم ہودؑ نے پھر سرکشی کرتے ہوئے حضرت ہودؑ سے کہا کہ

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَاجِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ. (پارہ ۱۲ هود)

کہ اے ہودؑ آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل پیش نہیں کی اور ہم آپ کے کہنے سے اپنے معبودوں کی عبادت کو چھوڑنے والے نہیں اور ہم آپ پر یقین نہیں کرنے والے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سارا جھگڑا اور اختلاف اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت پر تھا۔اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ﷺ اس کی اجازت نہیں دے سکتے تھے اور کفار و مشرکین ان کی عبادت چھوڑ نہیں سکتے تھے۔

قوم ثمود

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ. (سورہ ھود)

ان لوگوں نے کہا اے صالح ہمیں تو اس سے پہلے آپ سے بڑی امیدیں تھیں کیا تم ہم کو ان کی عبادت سے منع کرتے ہو! جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے ہیں۔اور تو ہم کو جس دین کی طرف بلا رہا ہے، بے شک ہم تو اس کے بارے میں شک میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے۔

اہل مدین

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ. (سورہ ھود)

کہا اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے حکم کرتی ہے کہ ہم ان چیزوں کی پرستش چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے!

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہر دور اور ہر زمانے کے مشرکین اللہ کی وحدانیت اور توحید خداوندی کے منکر اور شدید مخالف تھے اور اللہ کے سوا متعدد خداؤں کے قائل تھے، اور اسلام نہ صرف ان کے اس عقیدے کے پرخچے اڑاتا ہے۔اللہ تعالی کے بعد کئی خدا اور مشکل کشا تو کجا وہ کسی دوسرے الٰہ کے تصور تک کا تحمل نہیں کرتا۔اس لیے ہر پیغمبر اور ہر رسول ﷺ سے مشرکین کی جنگ لا الٰہ میں رہی۔

انبیاءؑ اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی تمام تر قوتیں اور توانائیاں صرف کر کے اللہ تعالی کی وحدانیت کا درس دیا اور دوسرے معبودوں کی پوری قوت سے نفی فرمائی تا کہ۔

نفی کے بعد اثبات ہو!

پہلے لا الٰہ

پھر الا اللہ

پہلے لا الٰہ کہہ کر

غیراللہ سے مَن کی دنیا کو صاف کیا
پھر الا اللہ کہہ کر اللہ کا پودا من میں لگایا۔
پھر محمد رسول اللہ کہہ کر
اس پودے کو رسالت کے ہاتھوں پانی دلایا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
پانی پانی کر گی مجھ کو قلندر کے یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

آخری گزارش

حضرات گرامی ! توحید کا عقیدہ پورے ارکان اسلام میں روح کی حیثیت رکھتا ہے۔اگر اس عقیدہ توحید میں ذرہ بھر کوئی کمزوری واقع ہوگئی تو ارکان اسلام کی پوری عمارت پیوند زمین ہو جائے گی۔اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے

ایک خوبصورت مکان بنانے کے لئے ایک نقشہ بنوایا جاتا ہے۔اس کی تعمیر کے لئے مختلف عمارت کے نمونے دیکھے جاتے ہیں اور جب ایک خوبصورت نقشہ پسند کرلیا جاتا ہے تو ابتداء جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے اور جس کی مضبوطی پر سب سے زیادہ دھیان کیا جاتا ہے وہ اس مکان کی بنیاد ہوتی ہے بنیاد جس قدر مضبوط ہوگی عمارت اسی قدر اپنی خوبصورتی کو برقرار رکھ سکے گی ۔گویا کہ عمارت کی بنیاد ہی اصل چیز ہے اسی پر تمام عمارت کا دارومدار ہوگا۔اسی طرح عقیدہ توحید بھی بنیاد ہے ان ارکان اسلام کی خوبصورت عمارت کے لیے جو ہمیں آخرت میں سرخرو کریں گے۔

عقیدہ صحیح ہوگا
توحید اس کی بنیاد میں راسخ ہوگی
تو اعمال کی عمارت کی قدر ہوگی ورنہ ریت کے محلات کی طرح اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی

☆ اسی طرح دوسری مثال بھی آپ یاد رکھیں کہ جس طرح انسان کا جسم مختلف چیزوں کا مرکب ہے۔ ہاتھ ہیں۔ پاؤں ہیں۔ آنکھیں ہیں، دماغ ہے، زبان ہے اوراس کی اور بہت سی چیزیں ہیں۔ مگر انسان کے اس سارے نظام کا دارومدار روح پر ہے۔

ہاتھ نہیں تو انسان زندہ رہے گا۔

پاؤں نہیں تو انسان زندہ رہے گا

زبان نہیں تو انسان زندہ رہے گا

آنکھیں نہیں تو انسان زندہ رہے گا

مگر دل باقی نہ رہے تو انسان کی پوری عمارت ڈھیر ہو کر رہ جائے گی۔

معلوم ہوا کہ انسان کے تمام جسم کا دارومدار دل پر ہے۔

دل ہے تو انسان زندہ ہے

دل نہیں تو انسان مردہ ہے

اسی طرح عقیدہ توحید ہے تو انسان مسلمان ہے

اور عقیدہ توحید نہیں تو انسان مردہ ہے

سرکار دوعالم ﷺ اسی عقیدہ توحید کی آبیاری کے لیے تشریف لائے

آپ نے عظمت توحید کو اپنا خون دے کر تابندہ کیا!

اس لیے توحید وسنت اور توحید ورسالت ہماری عقیدت اور اطاعت کا مرکز ہیں

ہمارا............نہ تو توحید کے بغیر گزارہ ہوسکتا ہے۔

اور نہ ہی............رسالت محمد ﷺ کے بغیر گزارہ ہوسکتا ہے۔

اقبال نے کیا خوب رموز توحید کو بیان کیا ہے۔

خودی کا سر نہاں لا الہٰ الا اللہ

خودی ہے تیغ فساں لا الہٰ الا اللہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

مجھے ہے حکم اذاں لاالٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصل گل لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کر خزاں لاالٰہ الا اللہ
سمجھ میں نکتہ توحید آتو سکتا ہے
تیرا دماغ ہی بت خانہ ہو تو کیا کہئے

پہلا خطبہ

جمادی الثانی

صَلُّوا علیہ وَسَلِّمُوا تَسْلِیمًا

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (پارہ ۲۲ احزاب)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو!

اما الصلوۃ علی النبی فسیرۃ

مرضیۃ تمحی بھا الاثام

و بھا ینال المرء عز شفاعۃ

یبنی بھا الاعزاز والاکرام

کن للصلوۃ علی النبی ملازما

فصلوتہ لک جنۃ وسلام

نبی ﷺ پر درود بھیجنا سو یہ خصلت محبوب ہے جس کی وجہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اسی درود کی وجہ سے مومن کو شفاعت والی عزت نصیب ہوگی اور اسی پر ہے اعزاز و اکرام کی بنیاد۔

......تو نبی ﷺ پر درود کو لازم سمجھ۔آپ پر درود تیرے لیے ڈھال اور سلامتی ہے

......حضرات گرامی! اس وقت آیت کریمہ جو میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالی نے صلوۃ کا مسئلہ بیان فرمایا ہے! اس آیت کریمہ کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالی کا صلوۃ

فرشتوں کا صلوۃ

مومنین کا صلوۃ وسلام

اس لیے میں آپ حضرات کے سامنے آیت کریمہ کے ان تین حصوں کو نمبر وار بیان کروں گا۔ تاکہ آپ کو تفصیل کے ساتھ صلوۃ وسلام کا مسئلہ سمجھ میں آجائے اور آپ کے قلب وجگر میں اس مسئلہ کی حقیقت واہمیت اتر جائے۔

حضرات گرامی: سب سے پہلے آپ کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ اللہ تعالی کے صلوۃ بھیجنے کے کیا معنی ہیں کیا اللہ کا صلوۃ بھیجنا ویسا ہی ہے جیسا فرشتے صلوۃ بھیجتے ہیں یا اللہ کے صلوۃ کا مطلب اور مفہوم ان سے جداگانہ ہے مفسرین کرام نے اللہ کے صلوۃ کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضرت العلامہ آلوسی صاحب روح المعانی اپنی بے نظیر تفسیر میں اللہ تعالی کے صلوۃ کے معنی بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ!

هی منه عزوجل ثناء علیه عند ملائکته و تعظیمه ...... روا ه البخاری عن ابی العا لیة .

☆ و تعظیمه تعالی ایا ه فی الدنیا با علا ء ذکر ه واظهار دینه وابقا ء العمل بشر یعته وفی الا خرة بتشفیعه فی امته وا جزال اجره و مثو بته . وابداء فضله للا و لین والا خرین بالمقام المحمود و تقدیمه علیٰ کافة المقربین الشهود .

روح المعانی ج ۲۲

اللہ کے صلوۃ کے معنی یہ ہے کہ فرشتوں کی موجودگی میں اللہ تعالی رسول ﷺ کی تعریف اور عظمت بیان کرتا ہے۔ اس معنی کو امام بخاری نے حضرت ابوالعالیہ سے اس طرح نقل فرمایا ہے کہ اس دنیا میں اللہ کی عظمت رسول ﷺ کے لیے یہ ہے کہ آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ آپ کے دین کو غالب کیا۔ آپ کی سیرت کو شریعت بنا کر باقی رکھا اور آخرت میں یہ ہے کہ آپ کو امت کا شفیع بنا دیا جائے گا اور زیادہ ثواب دیا جائے گا۔ آپ کی فضیلت اولین اور آخرین کے سامنے مقام محمود کی

صورت میں ظاہر کر دی جائے گی۔آپ کو تمام انبیاء سے پہلے قیامت کے دن حاضر کر دیا جائے گا۔

☆ قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

قال ابو العالیة صلوٰ ة الله علیه ثنا ء ه عند ا لملائکة ! و صلو ة الملائکة الدعا ء مظهری .

ابوالعالیہ نے کہا کہ اللہ کا درود رسول کریم ﷺ پر یہ ہے کہ فرشتوں کے حضور آپ ﷺ کی تعریف کرنا اور فرشتوں کا درود دعا ہے۔ان جلیل القدر مفسرین کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے صلوٰ ۃ کی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ۔

ملائکہ کے اجتماع میں اپنی زبان مبارک سے شان مصطفٰی ﷺ بیان فرماتے ہیں

سبحان اللہ

اجتماع ملائکہ کا

زبان خدا کی

شان مصطفٰی ﷺ کی

ملائکہ کو فرشتے بھی کہا جاتا ہے اور فرشتوں کو نوری بھی کہا جاتا ہے اور اگر آپ کی اصطلاح استعمال کی جائے تو فرشتوں کو نورانی مخلوق بھی کہا جاتا ہے ۔ گویا کہ اللہ تعالی نورانیوں کے سامنے۔

شان مصطفٰیؐ

عظمت مصطفٰیؐ

عظمت سید البشر بیان فرماتے ہیں تاکہ فرشتوں کو اور نوریوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ جس ذات گرامی کی ثنا خود رب العالمین بیان فرمائے۔اس کی عظمت اور رفعت کا مقابلہ کوئی نوری نہیں کرسکتا!

ثنائے خدا کی جھلکیاں

ثنائے مصطفٰے ﷺ اور تعظیم مصطفٰےؐ کی چند جھلکیاں خود زبان خدا سے سماعت فرمائیں تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہوجائے!

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ. (پارہ ۳۰)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کردیا ہے اور ہم نے آپ پر سے وہ آپ کا بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی! اور آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کردیا!

رفع ذکر آپ کا ذکر ہر مقام پر بلند کیا گیا۔

کلمے میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر
اذان میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر
نماز میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر
جنازے میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر
قبر میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر
حشر میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر
جنت میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی رفعت شان کا تذکرہ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کائنات قائم رہے گی حضور ﷺ کی شان کا ڈنکا بجتا ہی رہے گا۔ بلکہ حشر میں بھی اور جنت میں بھی آپ کی شان اور عظمت کا ڈنکا بجتا رہے گا۔

اذ اذکرت ذکرت معی (حدیث)

اے محبوب جب میرا ذکر کیا جائے گا، تو آپ کی شان کا بھی ساتھ ہی تذکرہ ہوگا۔

حضرت حسانؓ فرماتے ہیں کہ

ضم الا له اسم النبی باسمه

اذ قال فی الخمس المو ذن اشهد

اللہ تعالی نے نبی ﷺ کا نام اپنے نام سے ملا دیا

موذن پانچ وقتوں میں اشہدان محمد رسول اللہ کہتا ہے

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. (پارہ ۲۲ احزاب)

اے نبی ہم نے آپ کو گواہ بنا کر، اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور روشن چراغ۔

اس آیت کریمہ میں آپ کی عظمت شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالی نے آپ کی پانچ خصوصی صفات بیان فرمائی ہیں جو آپ کی عظمت کا کھلا بیان ہیں۔

شاہد

مبشر

نذیر

داعی الی اللہ

روشن کرنے والا چراغ

یا آفتاب عالمتاب جس نے تمام عالم کو روشن کردیا۔

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ

رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی. (پارہ ۳۰)

قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے! اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کا اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہوجائیں گے! محدث اعظم اور مفسر

جلیل حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ ان آیات کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کی قسم کھائی گئی ہے۔اور آپ کو مستقبل قریب ہیں اس قدر نعمتیں عطا کرنے کا وعدہ اور خوش خبری دی گئی ہے کہ دامن نبوت خداوند قدوس کی نعمتوں سے بھر دیا جائے گا۔ان آیات بینات میں بھی آپ کی عظمت اور شان خدا کی زبان سے بیان فرمائی گئے ہے اور یہی صلوٰۃ ہے خدا کا۔

یَاۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ....اے کملی اوڑھنے والے

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ. (پارہ ۲۹)

اے چادر اوڑھنے والے اٹھ ڈرا ان کو اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک کر۔

ان آیات میں اپنے محبوب کی اداؤں کا تذکرہ ہے اور اپنی اداؤں کی نسبت سے آپ کو خطاب کیا گیا۔یہ سب عظمت مصطفٰے ﷺ اور صلوۃ خداوندی کی مظہر ہیں۔

☆ **لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ.**

مجھے اس شہر کی قسم اور آپ اس میں تشریف فرما ہیں۔

اس آیت کریمہ میں آپ کی عظمت اور رفعت کو اس شاندرانداز سے بیان کیا گیا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے مکہ مکرمہ اس لیے محبوب قرار پایا کہ حضور ﷺ اس میں قیام فرما تھے۔اور آپ کے نبوت کے قدم گلی کوچوں کو سرفراز فرما چکے تھے!

☆ **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ**

ہم نے آپ کو دونوں جہان کے لیے رحمت بنا کے بھیجا۔

☆ **وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی.** (پ۲۷ ۱۱النجم)

چمکتے ستارے کی قسم۔جب وہ اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ راہ چلے اور کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔وہ تو وحی ہے جو ان کو کی جاتی ہے۔

ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی خود اپنی زبان مبارک سے اپنے محبوب پاک کی عظمت اور شان بیان فرماتے ہیں اور دنیا میں ان کی عظمت اور رفعت کا سکہ بٹھاتے ہیں اور اسی طرح ملاء اعلیٰ میں ملائکہ کے سامنے سرکار دو عالم ﷺ کی ثنا و تعظیم کا ذکر فرماتے ہیں اسی بیان کو اور اسی عظمت مصطفٰےؐ کے تذکرے کو جب خداوند قدوس اپنی زبان مبارک سے بیان فرماتے ہیں صلوٰۃ اللہ کہا جاتا ہے اللہ کی صلوۃ سے یہی مراد لیا گیا ہے اور بخاری شریف میں ابی العالیہ کی روایت میں اسی کو اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ قرار دیا گیا ہے!

محدثین اور مفسرین کرام نے صلوٰۃ خدا کے اور معنی بھی بیان فرمائے ہیں، مگر میں نے آپ حضرات کے سامنے اپنے عام فہم معنی کو بیان کیا ہے تا کہ آپ حضرات کو آسانی سے اللہ کے درود بھیجنے کے معنی سمجھ آجائیں **اللہم صل وسلم علی محمد و علی آلِ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم .**

ملائکہ کے صلوٰۃ کا مفہوم

حضرات محترم آپ کو نہایت تفصیل سے اللہ تعالی کے صلوۃ کا مفہوم اور مطلب عرض کیا گیا ہے اب ملائکہ اللہ کے صلوۃ عرض کرنا چاہتا ہوں تا کہ **ان اللہ وملائکۃ** کا معنی آپ حضرات کے سامنے آجائے۔ ملائکہ کے صلوۃ کے معنی مفسرین کرام نے ان الفاظ میں معنی بیان فرمائے ہیں کہ

الصلوۃ .... من الملائکۃ .... الدعاء

والاستغفار .... (قرطبی)

ملائکہ کی طرف سے صلوۃ کا معنی...........دعا اور استغفار ہے۔

حضرت العلامہ محمود آلوسیؒ صاحب روح المعانی ارشاد فرماتے ہیں کہ

وھی من الملایکۃ الدعاء لہ علیہ الصلوۃ والسلام

روح المعانی ج ۲۲

ملائکہ کے صلوۃ کا معنی دعا ہے!

امام ابن قیم جوزی قدس سرہ ملائکہ کے صلوۃ کا معنی بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ومن الملائکة الدعاء

جلاء الافہام

نوریوں کی دعا

اللہ تعالیٰ کے تمام ملائکہ جن کی تعداد سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ

اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر وہی۔ ملائکہ اللہ تعالیٰ کے حضور نبی کریم ﷺ کے لیے دعا کرتے ہیں کہ

اے اللہ محمدؐ کو اونچا کردے

کس قدر اونچا

سب سے اونچا

علماء سے اونچا

فقہا سے اونچا

انبیاء سے اونچا

ملائکہ سے اونچا

جبرئیل سے اونچا

میکائیل سے اونچا

اسرافیل سے اونچا

عزرائیل سے اونچا

خدا سے تو کم ہیں اور سب سے زیادہ

دو عالم سے اعلیٰ ہمارے محمد ﷺ

سورج سے اعلیٰ

چاند سے اعلیٰ

ستاروں سے اعلیٰ

فرش سے اعلیٰ

اپنی تمام اور مخلوقات سے اعلیٰ

جبرائیل سید الملائکہ ہے

لیکن دعا حضور کی سروری کی ہو رہی ہے

نور بشر کے لیے دعا کر رہا ہے

نور آمنہ کے لال کے لیے دعا کر رہا ہے

نور عبداللہ کے لخت جگر کے لیے دعا کر رہا ہے

نور فاطمہؓ کے ابا کے لیے دعا کر رہا ہے

نور حسنین کے نانا کے لیے دعا کر رہا ہے

نور صدیقؓ کے یار کے لیے دعا کر رہا ہے

نور بلالؓ کے غم خوار کے لیے دعا کر رہا ہے

نور عائشہؓ کے محبوب خاوند کے لیے دعا کررر ہا ہے

دعا کیا ہے؟

محمدؐ کو عظمتوں سے مالا مال کر

محمدؐ کو رفعتیں عطا فرما

محمدؐ کو دو جہان کی سرداری عطا فرما

محمدؐ کو اپنی نعمتوں کے خزانے عطا فرما

محمدؐ کو محبوب ارض وسما بنا دے

سبحان اللہ

نوری کی دعا تو یہ ہے کہ سید البشر کو سب سے......اونچا بنا

مگر پندرھویں صدی کا انسان کہتا ہے نور کو بڑا بنا

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ تو مرد میداں تو میر لشکر

نوری حضور ہیں تیرے سپاہی

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے صلوۃ کا معنی سرکار دو عالم ﷺ کی ثنا و تبرک ہے اور ملائکہ کے اجتماع میں اس ثناء و توصیف کا کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ملائکہ اللہ اپنی تمام خوبیوں اور بلندیوں کے باوجود عظمت مصطفیٰ ؐ اور عظمت انسان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسی طرح ملائکہ کے صلوۃ کا معنی سرکار دو عالم ﷺ کے بلندی درجات کی دعا کرنا ہے اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کو بلند سے بلند تر کرنے کی بارگاہ ایزدی میں درخواست اور استدعا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے حق میں منظور فرماتے ہوئے اس قدر بلند و بالا مقام عطا فرما دیا ہے کہ تمام مخلوق عظمت مصطفیٰ ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتی!

مومنین کا صلوۃ وسلام

حضرات گرامی! صلوۃ خدا اور صلوۃ ملائکہ کے بیان کے بعد اب ہماری باری آتی ہے کہ

یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا............اے ایمان والو

خیال کرنا............ یہاں پر ایمان والوں کو خطاب ہے!

ایمان والا مخاطب ہے — بے ایمان نہیں

توحید والا مخاطب ہے — شرک والا نہیں

سنت والا مخاطب ہے — بدعت والا نہیں

خدا پرست مخاطب ہے — قبر پرست نہیں

اے ایمان والو؟

صلوا علیہ

دورد بھیجو............اس نبی ﷺ پر

خوب

اور سلام بھیجو

یہاں پر ایمان والوں کو دو حکم ہوئے

☆ درود بھیجنا

☆ سلام بھیجنا

اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے حکم کو وضاحت سے آپ حضرات کے سامنے بیان کیا جائے کہ دورد کیا ہے اور سلام کیا ہے!

عن کعب ابن عجرةؓ قال .

قال رجل یا رسول اللہ اما السلام علیک فقد علمنا ہ فکیف الصلوة علیک قال قل اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم .

حضرت کعب ابن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے لیکن درود بھیجنے کا طریقہ کیسے ہے۔ آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ

قل اللھم صل علیٰ محمد

حضرت ابی سعید خدریؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ سلام جو آپ پر بھیجا جاتا ہے یہ تو ہمیں معلوم ہے۔آپ پر درود کیسے بھیجا جائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ......

اللھم صل علیٰ محمد وعلی ال محمد

(روح المعانی ج ۲۲)

مفسر اعظم حضرت العلامہ مولانا قاضی ثنا اللہ صاحب پانی پتی (قدس سرہ) تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال لقینی کعب بن عجرة فقال الا اھدی لک ھدیة سمعتھا من النبی ﷺ فقلت بلیٰ فاھد ھالی فقال سالنا

رسول ﷺ فقلنا یا رسول اللہ کیف الصلوٰۃ علیکم اھل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک قال قو لو اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابرھیم انک حمید مجید ، اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابرھیم انک حمید مجید .

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں ایک ایسا ہدیہ پیش کروں جو میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے

میں نے کہا کہ ہاں مجھے وہ ہدیہ پیش فرمائیں

آپ نے فرمایا کہ ہم نے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول ﷺ آپ پر درود کیسے بھیجا جائے! اہل بیت پر۔

اللہ تعالی نے ہمیں سلام تو سکھلا دیا ہے کہ کیسے بھیجا جائے (یعنی سلام کا طریقہ تو اللہ تعالی نے ہمیں التحیات میں سکھلا دیا ہے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر اور آل محمد پر جیسا کہ درود بھیجا ہے آپ نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بے شک تو حمد والا ہے۔ بزرگی والا ہے۔اے اللہ برکت بھیج محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جیسا کہ برکت بھیجی ہے آپ نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر یقیناً تو حمید اور مجید۔حمد اور بزرگی والا ہے۔

خطیب کہتا ہے.

افضل درود وہ ہے جو سرکار عالم ﷺ نے صحابہ کو سکھایا۔

افضل درود وہ ہے جو درود نبوت سے آج تک نماز میں پڑھا جاتا ہے

افضل درود وہ ہے جو حضور ﷺ نے پڑھا اور امت کو پڑھنے کا حکم دیا۔

افضل درود میں اسم اعظم اللہ کا ذکر ہے

افضل درود میں درود بھیجنے کی خدا سے درخواست کی گئی ہے

افضل درود میں حضور ﷺ کے اسم مبارک محمدؐ کا ذکر ہے

افضل درود میں آل محمدؐ کا ذکر ہے

افضل درود میں ابراہیمؑ کا ذکر ہے

افضل درود میں آل ابرہیم کا ذکر ہے

مگر پاکستانی درود سازوں نے

جو درود وضع کیا ہے

اس سے درود پاک کی تمام خصوصیات کو ختم کو دیا گیا ہے تاکہ امت درود پاک کے فضائل اور برکات سے محروم ہو جائے۔ یہ امت مسلمہ کے خلاف مبتدعین کی ایک خطرناک سازش ہے جو صرف اور صرف ان جعل سازوں اور بدعت پسندوں کی ایجاد ہے اسے درود مصطفٰویؐ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، بلکہ یہ ان کی اپنی فیکٹری کی صنعت ہے۔ مثلاً جب میلاد شریف شروع ہوتا ہے تو ایک خلاف شریعت چہرہ مہرہ رکھنے والے لغت خوان کو کھڑا کر دیا جاتا ہے اور وہ نہایت ہی ناز و انداز سے گلے کی گراریوں کو حرکت میں لاتا ہوا سریلی دھن میں گاتے ہوئے کہتا ہے کہ پڑھو!

صلی علٰی شفیعنا صل علٰی محمد

صلی علٰی نبینا صل علٰی محمد

آقا میرے لیے مدینہ دور

تیرے لیے نہیں میں دور

پڑھو! **صلی علٰی شفیعنا صل علٰی محمد**

سامعین کرام! یہ مذاق نہیں ہے، بلکہ یہ امر واقعہ ہے۔ آپ کسی محفل میلاد اور گیارہویں شریف جلسہ کے آغاز کو دیکھ لیجئے۔ اس میں اسی دھن سے گانے والے گویئے اور نعت خوان کثرت سے موجود ہوں گے جو ایک ہی آواز میں درود ابراہیمی کو ذبح کر کے رکھ دیں گے۔ ان کو تعلیم ہی یہی دی گئی ہے کہ

اللہ کا ذکر درود میں نہ کرنا

آل محمدؐ کا ذکر درود میں نہ کرنا

ابراہیمؑ کا ذکر درود میں نہ کرنا

آل براہیمؑ کا ذکر درود میں نہ کرنا

خدا کی توحید کا ذکر درود میں نہ کرنا

بس صل علیٰ شفیعنا ہی کافی ہے!

☆ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کے نام سے چڑ ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا تذکرہ موجود ہے جو ایک اللہ کے نام سے چڑتے تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ .

جب اللہ کا ذکر اکیلا کیا جاتا ہے تو کافروں کے دل جل بھن جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے نام سے چڑنے والی پارٹی صرف اس وقت ہی نہیں تھی بلکہ ان کے جانشین اور نام لیوا اس دور میں بھی موجود ہیں۔ جو اللہ کے ذکر سے بدکتے ہیں اور اپنی زنوں پر اللہ کو لانا ایک بوجھ اور عار سمجھتے ہیں!

آل رسولؐ

نعت خواں اور بدعت پسند واعظ نے آل محمد ﷺ کا ذکر درود سے خارج کر دیا تا کہ اپنے حقیقی سرپرستوں خارجیوں کی روح کو بھی خوش کر دیا جائے کیونکہ آل رسولؐ اور آل محمدؐ کے دشمن اس تذکرہ کو پسند نہیں کرتے۔ آل رسولؐ میں علما نے ازواج مطہرات۔ اولاد رسولؐ صالحین امت، اصحاب رسولؐ تمام مراد لئے ہیں۔ لیکن برا ہو بدعت ساز مینجر کا کہ اس نے درود سے ان تمام نفوس قدسیہ کو نکال کر صرف **صل علیٰ شفیعنا** .... **صلی علیٰ محمدؐ**

تک ہی درود کو محدود کر دیا۔

سیدنا ابراہیمؑ

سیدنا ابراہیمؑ کا ذکر حبیب بھی بدعت ساز فیکٹری کے مینجر نے اپنے درود سے خارج کر دیا .... میں اس پر بہت غور کرتا رہا ہوں کہ وعظ اور نعت خواں نے سیدنا ابراہیمؑ کے اسم گرامی کو درود سے کیوں خارج کیا؟

بہت سوچ بچار کے بعد یہ راز کھلا کہ سیدنا ابراہیمؑ نے مشرکین کے بت کدے کومسمار کر دیا تھا!

فجعلهم جذ اذا الا كبير ا لهم

لعلهم اليه ير جعون

حضرت ابراہیمؑ نے ان معبودوں کوٹکڑے ٹکڑے کر کے کلہاڑا ان کے اعلیٰ حضرت کے کندھوں پر رکھ دیا تھا۔تا کہ وہ ان کی بربادی کے متعلق اپنے بڑے سے سوال کر سکیں۔اس لیے ابرہیمؑ کا نام درود میں چھوڑ دیا گیا۔تا کہ ایک موحداعظم کی عظمت ورفعت کا اعتراف نہ ہو سکے!

یاللعجب؟

مگر

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

سامعین کرام: آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہی سانس میں بدعت ساز واعظ نے درود سے

اللهم

آ ل محمد

حضرت ابرہیمؑ

آل ابرہیمؑ

کوکس طرح خارج کر کے ہاتھ صاف کر دیئے!

انا لله وانا اليه را جعون

اللهم کیوں؟.

چونکہ ہر درود پڑھنے والا اور بھیجنے والا سرکار دو عالم ﷺ کا شان والا شان کے لائق اپنی زبان سے کلمات ادانہیں کر سکتا تھا۔اس لیے نہایت عاجزی اور انکساری سے بارگاہ خداوندی میں عرض کرتا ہے کہ

اے اللہ...........تو بھی حسین، تیرا نبیؐ بھی حسین

الٰہی ....تو بھی اونچا تیرا نبیؐ بھی اونچا

میں کہاں؟ ....میری زبان کہاں؟

اے اللہ............میری طرف سے خوصورت حسین وجمیل، شان نبوت کے لائق درود خود ہی بنا کر سنوار کر اپنے محبوب محمد ﷺ مصطفےٰؐ کے حضور پیش فرمادے!

سبحان اللہ

عرض کرنا میرا کام ہے............اپنے محبوب کے ہاں پیش کرنا تیرا کام ہے۔

ہمارا درود خدا کے حوالے

اہل سنت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ہم اپنا درود خدا کے حوالے کرتے ہیں کیونکہ

صحابہؓ کا درود خدا کے حوالے

تابعین کا درود خدا کے حوالے

آئمہ مجتہدین کا درود خدا کے حوالے

اولیاء واصفیا کا درود خدا کے حوالے

شیخ عبدالقادر جیلانی کا درود خدا کے حوالے

معین الدین اجمیری کا درود خدا کے حوالے

علی ہجویری کا درود خدا کے حوالے

شاہ ولی اللہ کا درود خدا کے حوالے

نانوتویؒ، گنگوہیؒ، تھانویؒ، مدنیؒ، لاہوریؒ کا درود خدا کے حوالے

میرا اور آپ کا کا درود خدا کے حوالے

جو درود خدا کے حوالے ہوگا

وہ درود مصطفےٰؐ کے حوالے ہوگا

کیونکہ خداوند قدوس حی قیوم ہے

لا تا خذہ سنة ولا نوم ہے

وھو علی کل شیی قدیر ہے

جو کشتی خدا کے حوالے وہ کشتی کامیاب

جو کام خدا کے حوالے وہ کام کامیاب

جو درود خدا کے حوالے وہ درود کامیاب س

کمزوروں کا درود اپنی رحمت کاملہ اور قوت غالبہ سے اپنے محبوب کو پہنچادے گا

اس لیے ہمارا درود کامیابی سے پہنچا رجسٹرڈ ہوگیا!

لیکن واعظ کا درود کس کے حوالے ہوتا ہے وہ بھی سن لیجئے

واعظ کا درود

واعظ جب واعظ ختم کر کے تھک جاتا ہے تو اپنے چند حواریوں سمیت کھڑے ہو کر یوں گاتا ہے۔

اے صبا مدینے جانا ...... میرا ماجرا سنانا

پڑھتا ہے تیرا دیوانہ ...... یا نبیؐ سلام علیک

اے صبا............ مدینہ جا کر میرا اسلام حضورؐ کی خدمت میں عرض کرنا۔ گویا کہ واعظ کو خدا کی ذات پر اعتماد نہیں ہے۔ اس لیے اپنا درود سلام صبا کے حوالے (یعنی ہوا کے حوالے) کرتا ہے!

اس لیے خطیب کو کہنے دو کہ

واعظ کا درود ہوا کے حوالے

اہل سنت کا درود خدا کے حوالے

ہمارا درود بھیجنا

ہمارا رحمت کا التجا کرنا اور درود بھیجنا اس لیے نہیں ہے کہ معاذ اللہ ہماری دعاؤں سے حضورؐ کا مرتبہ بلند ہوگا............ نہیں نہیں ہرگز نہیں.................. ہم تو صرف اس لیے **اللھم صل علیٰ**

محمدؐ کہہ کر دربار خداوندی میں عرض پرواز ہوتے ہیں کہ

چنگیاں دے لڑ لگیاں میرے جھولی پھل پئے

راچھوں کے ساتھ ملنے سے میرا دامن خوشبودار ہوگیا

ہماری گزارش کرنا دراصل اپنے لیے رحمت طلب کرنا ہوتا ہے۔ہم حضورؐ کی رحمتوں کے ساتھ وابستہ ہوکر رحمت کے دروازے پر پہنچنے کی التجا کرتے ہیں ۔ یہ ایسے ہی سمجھ لیا جائے جس طرح ایک سائل ایک فقیر کے دروازے پر صدا لگاتا ہے۔

تیرے بچے رہیں
تیرے گلشن کی خیر

سخی کو اس کے بچوں کا تذکرہ کر کے اپنی جھولی بھرنا مقصود ہوتا ہے ! وہ اپنے بچوں پر تو شفیق پہلے ہی سے ہے، اس فقیر کی صدا سے تھوڑا ہی ہوگا۔اسی طرح میرا مولیٰ رب تو پہلے ہی اپنے محبوب پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما رہا ہے ۔ ہمارے کہنے سے اور بھی جوش میں آکر اپنے محبوب کی عظمتوں اور رحمتوں کے دامن میں ہم فقیروں کو بھی ہوائے رحمت کے جھونکوں سے سرفراز کردے گا۔

حضرت حسان بن ثابتؓ شاعر رسالت ارشاد فرماتے ہیں کہ

ما ان مدحت محمد ابمقا لتی

و لکن مدحت مقالتی بمحمد

میں اپنے کلام سے حضورؐ کی مدح نہیں کرسکتا۔

بلکہ حضورؐ کی مدح سے میرے کلام کی شان بڑھ جاتی ہے

اس شعر سے واضح ہوگیا کہ ہمارے مانگنے سے آپ کی عظمت میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ ہمارا مانگنا منظور اور مقبول ہوگیا۔حضورؐ کی نسبت سے اور عظمت سے

اللھم صلی علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید .

معلوم ہوا کہ اہل سنت علماحق جس درود کو پڑھتے ہیں ہرنماز میں وہ درود ہی سب سے افضل ہے۔

حدیث میں درود کے اور صغیے بھی آئے ہیں۔ان کو دیکھ لیا جائے جس میں درود شریف کے وہ الفاظ آئے ہیں جن کو زبان نبوت نے خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھلایا۔

ہمارا درود منشائے خداوندی کے بھی مطابق ہے............اور منشائے رسالت کے بھی مطابق ہے۔

سبحان اللہ

اس لیے ہمیں	نبیؐ والا درود مبارک ہو
اور تمھیں	واعظ والا مبارک ہو

سلام کیا ہے؟

محترم حضرات: آپ کو پہلے بتایا جاچکا ہے کہ صحابہ کرامؓ اس آیت کریمہ کے نزول سے قبل سرکار دوعالم ﷺ پر سلام عرض کیا کرتے تھے۔اسی لیے صحابہؓ نے سرکارِ دوعالم ﷺ سے سوال کیا تھا کہ

کیف الصلوۃ علیکم

فان اللہ قد علمنا کیف نسلمہ علیک

یعنی سلام پڑھنے کا پہلے سے صحابہ کو علم تھا اور وہ تشہد میں سلام پڑھا کرتے تھے۔اسی کو سلام کہا جاتا ہے اور آیت کریمہ میں جس سلام کا ذکر ہے وہ ہی ہے جو اصحاب رسولؐ تشہد میں پڑھا کرتے تھے۔اس لیے صحابہ کرامؓ جو سلام پڑھا کرتے تھے۔اس کا ذکر احادیث میں یوں آیا ہے

التحیات للہ ،والصلوۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبر کا تہ، السلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین اَشْھَدُاَنْ لَّااِلٰہَ الَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

حضرت ملا علی قاری حنفی مرقات شرح مشکوۃ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو معراج

ہوئی تو آپ نے اللہ کی تعریف میں یہ لفظ عرض کئے۔

التحیات للہ

والصلوت

والطیبات

اللہ تعالی نے جواب میں ارشاد فرمایا

السلام علیکم ایھا النبی

ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ

حضور ﷺ نے عرض کیا

السلام علینا

وعلٰی عباد اللہ الصالحین

جبرائیلؑ نے عرض کیا

اَشْھَدُاَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

سرکاردوعالم ﷺ نے

تین باتوں کا حلف اٹھایا

التحیات للہ — زبان کی سب عبادتیں اللہ کے لیے ہیں

ولصلوت — بدن کی تمام عبادتیں اللہ کے لیے ہیں

والطیبات — مال کی تمام عبادتیں اللہ کے لے ہیں

اللہ تعالی اس نیازمندی اور بارگاہ ایزدی میں اس

تاریخی عہدنامے اور اقرارنامے سے اس قدر خوش

ہوئے کہ جواب میں اپنے محبوب کو ارشاد فرمایا کہ

السلام علیک ایھا النبی — سلام ہو آپ پر اے نبیؐ

ورحمة الله — اوراللہ کی رحمت ہو

وبر کا ته — اوراللہ کی برکت ہو

آپ نے جواب میں عرض کیا کہ الٰہی مجھ پر ہی سلامتی اور رحمت نہیں بلکہ **السلام علینا وعلٰی عبا دالله الصالحین** ....ہم پر بھی سلامتی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی کی بارش برستی رہے!

اس آرزو اور تمنا کو بھی منظور فرمالیا گیا۔ جبریل امین جو سدرہ پر رہ گئے تھے۔انہوں نے اس عہدنامے کو اپنی اس تاریخی شہادت سے مکمل کر دیا کہ

اَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔

یہ ہے وہ سلام جو اللہ نے اپنے محبوب پر بھیجا اور اسی سلام کو قیامت تک کے لیے نماز کا حصہ بنا دیا گیا۔

نبیؐ ہے تو یہ سلام پڑھے
فاروقؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
عثمانؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
علیؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
حسنؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
عائشہؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
فاطمہؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
حفصہؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
بلالؓ ہے تو یہ سلام پڑھے
صحابہؓ ہے تو یہ سلام پڑھے

اولیا ہیں تو یہ سلام پڑھے

دیوبندی ہے تو یہ سلام پڑھے

بریلوی ہے تو یہ سلام پڑھے

شیعہ ہے تو یہ سلام پڑھے

غرضیکہ جوان کا ہے وہ یہی سلام پڑھے۔

خطیب کہتا ہے

ہمارا سلام خدائی سلام ہے

ہمارا سلام مصطفائی سلام ہے

ہر سلام پڑھنے والے سے تین حلف لئے جائیں گے

التحیات للہ قولی عبادتیں اللہ کے لیے

ولصلوت بدنی عبادتیں اللہ کے لیے

والطیبات مالی عبادتیں اللہ کے لیے

معلوم ہوا کہ سلام پڑھنے کا حقدار وہ ہوگا جو

اولاً......وظیفے صرف خدا کے پڑھے گا اور جو شخص غیر اللہ کے وظیفے پڑھے مثلاً

امداد کن، امداد کن از بند غم آزاد کن

در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرا

یا بہاء الحق بٹیرا دھک

یا معین الدین چشتی لگادے پار کشتی

میں نے جب بھی استعانت کی یا غوث ہی کہا

(احمد رضا)

ان وظائف کا ذکر کرنے والوں سے کہا جائے گا کہ

یا تو شرکیہ وظائف چھوڑو

یا پھر سلام کو پڑھنا چھوڑو

کیونکہ

سلام شروع کرنے سے پہلے حلف لیا گیا تھا کہ زبانی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی!

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

یہ نہیں ہوسکتا کہ حلف بھی التحیات کا اٹھائے سلام بھی میرے مصطفےؐ پر پڑھے اور وظیفے غیروں کے لئے پڑھے۔ اس لیے غیر اللہ کے وظیفے پڑھنے والوں کو سلام ہی جدا ہو گیا۔ تا کہ صحیح سلام کی انوار و برکات سے محروم کر دیا جائے۔

یہ جزا نہیں ہے

یہ سزا ہے

حلف ثانی

الصلوت

بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

سجدہ

رکوع

قیام

ہاتھ پھیلانا

طواف کرنا

جو غیر اللہ کا سجدہ کرتا ہے

جو غیر اللہ کا قیام عبادت کرتا ہے

جو غیر اللہ کے سامنے مافوق الاسباب ہاتھ پھیلاتا ہے

جو غیر اللہ کا طواف کرتا ہے

اس کو سلام پڑھنے کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ کیونکہ والصلوت میں اسی بات کا عہد لیا گیا ہے کہ کوئی بدنی عبادت اللہ تعالی کے سوا دوسرے کی نہیں کی جائے گی۔

حلف ثالث

والطیبات تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں

نذر و نیاز

قربانی

چڑھاوے

صدقہ، زکوٰۃ

جو شخص غیر اللہ کے نام بطور عبادت ثواب سمجھ کر نذر و نیاز دے گا۔ انہیں نفع و نقصان کا مالک سمجھ کر ان کے ہاں قربان کے جانور چڑھاوے کے لئے لائے گا اور تمام مالی قربانیاں ان کے ہاں پیش کرے گا۔ اس کو سلام پڑھنے کے حق سے محروم کر دیا گیا اور سلام کے تمام برکات و انوارات سے یکسر بے بہرہ کر دیا گیا۔ کیونکہ

سلام وہ پڑھے جو وظیفے خدا کے پڑھتا ہو

سلام وہ پڑھے جو سجدے اور رکوع اللہ کے لیے کرتا ہو

سلام وہ پڑھے جو نذر و نیاز اللہ کے لیے دیتا ہو

سلام بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے

نماز جو افضل الاعمال ہے اس میں ثنا کھڑے ہو کر پڑھی گئی فاتحہ کھڑے ہو کر پڑھی گئی............ قل ہو اللہ کھڑے ہو کر پڑھی گئی۔ مگر جب سلام کی باری آئی تو حکم ہوا کہ دو زانو ہو کر بیٹھ جاؤ کیونکہ اب میرے محبوب پر سلام بھیجنا ہے۔ اس کا سلیقہ اور ادب یہی ہے کہ بیٹھ کر نہایت ادب و احترام سے عرض کیا جائے کہ

السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبركاته

معلوم ہوا کہ سلام کو صرف بیٹھ کو پڑھنے کا حکم ہے جب نماز میں سلام بیٹھ کر پڑھنے کا حکم ہوا تو خارج صلوۃ میں گھیرا باندھ کر قیام کر کے۔ ایک آدمی گا گا کر اردو کے اشعار اور دوسرے اس کی متابعت میں گا گا کر

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کا ترانہ گائیں، یہ ہیئت کذایئہ نہ تو قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث نبوی ﷺ سے اور نہ ہی اسوہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے اور نہ ہی فقہائے حنفیہ کے ہاں اس کا کوئی ثبوت ہے!

یہ ایجاد بندہ ہے۔ یہ ترکیب سلام ہندوستان کے جاہل واعظوں اور بدعت ساز فیکٹریوں کے منیجر کی اختراع ہے اس کا سنت نبویؐ اور سنت صحابہؓ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے مقام تعجب! علمائے حق اہل سنت والجماعت جو شب و روز

نماز فجر میں سلام پڑھتے ہیں
نماز ظہر میں سلام پڑھتے ہیں
نماز عصر میں سلام پڑھتے ہیں
نماز مغرب میں سلام پڑھتے ہیں
نماز عشاء میں سلام پڑھتے ہیں
نماز تہجد میں سلام پڑھتے ہیں
نماز اشراق میں سلام پڑھتے ہیں
نماز تراویح میں سلام پڑھتے ہیں
سنن ونوافل میں سلام پڑھتے ہیں

مقام تعجب ہے کہ ان حضرات کو مبتدعین سلام کا منکر کہتے ہیں اور جو اصلی درود اور اصلی سلام کو چھوڑ کر خلاف شریعت طریقے سے خود ایک نیا سلام اور نیا طریقہ بنا کر اردو کا میڈ ان یوپی

(MAD in u.p)والا سلام پڑھتے ہیں۔ وہ ہوئے سلام و درود کے شیدائی اور خالص سنی!

یا للعجب

حضرات گرامی: اصل درود ہمارے پاس ہے اور اصل سلام ہمارے پاس ہے۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ

آپ کا سلام معراج والا

آپ کا سلام خدا والا

آپ کا سلام مصطفیٰؐ والا

آپ کا سلام اصحاب مصطفیٰؐ والا

آپ کا سلام ازواج مطہرات والا

آپ کا سلام اہل بیت رسولؐ والا

آپ کا سلام اولیائے امت والا

آپ کو اصلی درود مبارک

اور مبتدعین کو میڈ ان یوپی(MAD in u.p)والا درود سلام مبارک فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔

کون اصلی تھا

کون نقلی تھا

حضرات گرامی: میں نے نہایت تفصیل سے آیت کریمہ کا مفہوم اور مطلب آپ حضرات کے سامنے دلائل سے واضح کر دیا ہے۔ تا کہ آپ کو صلوۃ وسلام کی اصلی حقیقت اور حقیقی مفہوم سمجھ آجائے۔ اللہ تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مولیٰ کریم نے مجھے بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار دو عالم ﷺ پر وہی صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو صلوۃ و سلام خدا کو بھی پسند ہو اور مصطفےٰ کو بھی ہو!

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

دوسرا خطبہ
جمادی الثانی

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نعم المر ء بلال و المو ذ نون اطول الناس اعنا قایوم القیامۃ .

نبی ﷺ نے فرمایا کہ خوبی والا مرد بلالؓ ہے اور قیامت کے دن سب لوگوں سے لمبی گردن والے موذن ہوں گے۔

☆ عن ابن عمرؓ قال بشرت بلا لا فقال لی یا عبد اللہ بما تبشر نی فقلت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یجیی بلال یوم القیا مۃ علیٰ نا قۃ ر جلھا من ذھب و زمامھا من لؤلؤ ویا قوت معہ لواء یتبعہ المو ذ نون فید خلھم الجنۃ حتی انہ لید خل من اذن اربعین صبا حا یرید بذ الک وجہ اللہ تبارک و تعالی

رواہ الطبرانی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے بلالؓ کو بشارت دی تو بلالؓ نے مجھے کہا کہ اے عبداللہؓ کس بات کی مجھ کو خوش خبری دے رہے ہو، تو میں نے جواب دیا کہ میں نے خود رسول ﷺ سے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے کہ قیامت کے دن بلالؓ ایک ایسی اونٹنی پر آئے گا کہ جس کے پاؤں سونے کے ہوں گے اور باگ موتیوں اور یاقوت کی ہوگی۔ بلالؓ کے پاس جھنڈا ہوگا، تو تمام موذن بلالؓ کے پیچھے پیچھے ہوں گے اور سب کو جنت میں پہنچا دیں گے۔

حتیٰ کہ وہ موذن آپ کی اقتدا میں جنت پہنچ جائے گا، جس نے محض اللہ کی خوشنودی لے لیے چالیس دن صبح کو اذان دی تھی،

حضرات گرامی: آج کے خطبہ میں عاشق رسولؐ موذن مصطفےؐ اسلام کی عظیم شخصیت سیدنا بلال حبشیؓ کی سیرت طیبہ اور حیات مقدسہ بیان کی جائے گی، تا کہ آپ کی زندگی کے سنہری او رقابل رشک واقعات سے ہماری زندگی سنور جائے اور آپ کے ذکر سے ہمارے دلوں کو بھی توحید اور عشق رسالتؐ کی روشنی مل سکے!

حضرت سیدنا بلالؓ حبشہ کے رہنے والے خاندان کے چشم و چراغ تھے آپ اس دور غلامی میں امیہ بن خلف کے غلام تھے اور وہیں پر بکریاں چرانے کی ڈیوٹی دیتے تھے! آپ کی سیرت طیبہ اور حیات مقدسہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

☆ مصدق اول رسولؐ

☆ منتظم بیت رسولؐ

☆ منتظم بیت خدا یعنی

☆ موذن رسولؐ

غلاموں کا سر اونچا کر دیا

سرکار دو عالم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان فرمایا تو پورے عرب میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ ہر طرف آپ کی آواز کو دبانے اور آپ کی ذات گرامی کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے منصوبے بننے لگے مگر

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

سیدنا بلالؓ ایک دن غار حرا کے قریب بکریاں چرا رہے تھے کہ اچانک ادھر سے آواز آئی کہ

اے چراو ہے؟

کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟

یہ آواز دینے والے حضرت محمد ﷺ تھے جو اپنے رفیق حضرت صدیقؓ کے ساتھ غار حرا میں موجود تھے۔ حضرت بلالؓ آپ کی آواز سن کر سرکار دو عالم ﷺ کے قریب آئے اور عرض کیا کہ

میری بکریوں میں کوئی بکری دودھ دینے والی نہیں ہے اس لیے میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں آپ کی خدمت نہیں کرسکوں گا۔سرکاردوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اگراجازت ہوتو سامنے والی بکری کودیکھ لیا جائے ہوسکتا ہے اس سے دودھ مل جائے! حضرت بلالؓ نے تعجب سے کہا کہ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک دودھ نہ دینے والی بکری سے دودھ حاصل کرلیا جائے!فرمایا!

اجازت دینا تیرا کام
دودھ دینا اللہ کا کام

یوں ہی بکری کو حضرت بلالؓ نے لاکر پیش کیا۔آپ نے اللہ کا نام لے کر دوہنا شروع کیا تو بکری کے تھنوں سے دودھ کے چشمے جاری ہوگئے!

دودھ برتن میں آتا گیا اور
ایمان بلالؓ کے سینے میں اترتا گیا!

یہ پہلا دن تھا کہ بلالؓ کے دل میں سرکاردوعالم ﷺ کی محبت گھر کرگئی اور آپ دل ہی دل میں حضور ﷺ کے ہوگئے!

(ابن عساکر)

دوسرے اور تیسرے روز بھی آپ اسی اشتیاق و محبت سے بکریاں وہیں لے گئے اور آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا۔سرکاردوعالم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں!

اللہ ایک ہے۔
اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت بلالؓ تو پہلے ہی گرویدہ ہو چکے تھے۔یہ سنتے ہی دل وجان سے **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دامن رسالتؐ کے ساتھ وابستہ ہوگئے!

اس طرح حضرت بلالؓ نے غلاموں میں سب سے پہلے اسلام قبول کر کے تمام کائنات میں

غلاموں کا سر اونچا کر دیا!

دورِعشق و مستی، بے پناہ مظالم

سیدنا بلال حبشیؓ نے غلاموں میں سب سے پہلے کلمہ پڑھا۔اس لیے آپ کو غلاموں کی صف کا مصدق اول رسول ﷺ کہا جائے گا۔اس غلام کے کیا کہنے! جس کی نسبت غلامی اب ایک ایسی ذات گرامی سے قائم ہوگئی جس کی غلامی پر شہنشاہ بھی فخر کرتے ہیں!

حضرت بلالؓ جونہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں ابو جہل اور امیہ بن خلف کے تن بدن میں آگ لگ گئی ۔ انہوں نے حضرت بلالؓ کو وہ اذیت ناک اور شرم ناک اذیتیں پہنچائیں کہ انسانیت کے منہ پر ندامت سے پسینہ آگیا!

دو پہر کے وقت جب کہ دھوپ تیز ہو جاتی اور پتھر آگ کی طرح تپنے لگتے تو امیہ بن خلف غلاموں کو حکم دیتا کہ بلالؓ کو تپتے ہوئے پتھروں پر لٹا کر سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا تا کہ جنبش نہ کر سکیں اور پھر امیہ حضرت بلالؓ کو مخاطب ہو کر کہتا کہ تو ایسے ہی مر جائیگا۔اگر نجات چاہتا ہے تو محمد ﷺ کا انکار کر دے اور لات وعزیٰ کی پرستش کیا کر لیکن بلالؓ کی زبان سے

احد ، احد کا ترانہ بلند ہوتا

(اصابہ)

موحد بر پائے ریزی زرش
چہ فولاد ہندی نہی بر سرش
امید و ہر اسش بنا شد زکس
ہمیں است بنیاد توحید و بس

کبھی گائے کی کھال میں لپیٹ کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا اور کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر تیز دھوپ میں بٹھا دیا جاتا۔ اس تکلیف کی شدت میں بھی زبان سے بے اختیار

احد، احد پکارتے

ایک دفعہ امیہ نے آپ کے عزم و استقلال کو دیکھ کو لڑکوں کو بلایا اور حضرت بلالؓ کے گلے میں

رسی ڈال کر ان کو تھما دی کہ جاؤ اسے مکے کی گلیوں میں جانوروں کی طرح کھینچتے پھرو تا کہ اس کو احد، احد پکارنے کا مزہ آجائے کا مگر

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزا ہی نہیں

آپ کی زبان مبارک سے پھر احد، احد کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں مکہ کی گلیاں گواہ ہیں کہ اس عاشق رسولؐ اور موحد اعظم کی آواز کو ظلم و تشدد اور دھونس اور دھاندلی سے دبایا نہیں جا سکا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جب دوپہر شعلہ جوالہ بن جاتی تو امیہ بن خلف انہیں شہر سے نکال کر مکہ کی ریتلی اور کنکریاں والی زمین پر لے جاتا جلتی ریت پر لٹا دیتا۔

ثم یامر بالصخرۃ العظیمۃ فتوضع علٰی صدرہ قالا واللہ لا تزال ھکذا حتی تموت او تکفر بمحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وتعبد اللات والعزی، فیقول وھو فی ذالک البلاء ، احد، احد

(طبقات ابن سعد ج ۳، البدایہ والنھایہ ج ۳)

ترجمہ: پھر حکم دیتا اور پتھر کی چٹان ان کے سینے پر رکھ دی جاتی ہے (تاکہ جنبش نہ کر سکیں) پھر ان سے کہتا خدا کی قسم! یہ صورت برقرار رہے گی یہاں تک کہ تیری جان نکل جائے یا تو (حضرت) محمد ﷺ کا انکار کر دے۔ اور لات و عزٰی کی عبادت کرے۔

..................بتلاؤ آزمائش میں حضرت بلالؓ فرماتے۔

احد..................احد

☆ جب حضرت بلالؓ کو سخت آزمائش میں مبتلا کیا جاتا تو آپ احد احد کی صدا سے پورے ماحول کو متاثر کرتے۔ مشرکین جوش میں آکر آپ کو اور زیادہ پیٹتے اور آپ سے کہتے کہ جس طرح

ہم کہتے ہیں تو بھی اسی طرح کہہ..................گویا کہ لات وعزیٰ کو پکار

یالات..................یاعزیٰ

مگر آپ نہایت جرات سے فرماتے کہ

ان لسانی لا یحسنه

پھر وہ آپ کی زبان پر کوئلے رکھ کر آپ کو تکلیفیں دیتے اور آپ کو احد احد کے ترانے سے روکتے، مصائب اور آلام کے پہاڑ توڑتے مگر آپ بزبان حال فرماتے کہ

گفت راہ اوحق است و بہتر است
راہ بے راہاں تمامی ابتر است
بس بلالؓ از شوق دل گفتے است
قادر و فرد خداوند صمد

☆ ایک دن ابوجہل، امیہ بن خلف اور اس کے بدقماش غنڈوں نے حضرت سیدنا بلالؓ کو اس قدر پیٹا کہ تمام بدن لہولہان ہوگیا۔ آخر تھک ہار کر کہنے لگے کہ تجھے آخری وارننگ ہے کہ کلمہ چھوڑ دے۔ ورنہ جان سے مار دیا جائے گا۔ آپ نے زخموں سے چور چور جسم کی حالت میں فرمایا کہ اے بتوں کے پجاریو مجھے جان سے مار ڈالو، مگر میرے جسم کے انگ انگ سے کلمے کی تاثیر نہیں نکال سکوگے۔

بزبان حال فرماتے تھے!

ہور دوانہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ہو
کلمہ دور زنگا کر یندا کلمے میل اتاری ہو
کلمہ ہیرے لال جوا ہر کلمہ ہٹ پنساری ہو
اتھے اوتھے دو نہیں جہانیں کلمہ دولت ساری ہو

کلمہ کے سوا میرے دل کے لیے اور کوئی دوا نہیں ہے۔ کلمہ دلوں کے زنگ دور کرتا ہے۔ اور کلمہ ہی دل سے کفر وشرک کی میل اتارتا ہے کلمہ ہی ہیرے اور جوہرات کا مخزن ہے اور کلمہ

ہی شفا کی دکان ہے۔دونوں جہاں کی دولت کلمہ میں ہی مضمر ہے۔

صدیقؓ کی نظر پڑ گئی

سیدنا بلالؓ نے اپنے ترانہ توحید سے پوری وادی مکہ میں ایک زلزلہ برپا کردیا،مشرکین مکہ نے پوری قوت سے ظلم وتشدد سے اور شرمناک ہتھکنڈوں سے آپ کی آواز کو دبانا چاہا۔مگر اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے

اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

حضرت بلالؓ کی آتش درد اور احد احد کی صدا سے پوری وادی مکہ سراپا دردسوز میں ڈوب گئی۔ ظلم وستم ڈھانے والے دب گئے۔ان کے اعصاب جواب دے گئے،مگر سیدنا بلالؓ کے عشق و مستی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

چمن کا رنگ گو تو نے سرا سرے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

حضرت سیدنا بلالؓ اگر چاہتے تو اپنا ایمان مخفی رکھ سکتے تھے اور اس اخفا کی وجہ سے کفار کی ایذارسانی سے محفوظ رہ سکتے تھے،لیکن اللہ تعالی کی محبت نے کلمہ توحید ظاہر کرنے پر انہیں مجبور کردیا اور نعرہ احد لگانے پر عشق حقیقی نے انہیں مضطرب وبےقرار کردیا!

جان اوچوں خنجر عشقش بدید
پا بجولاں جانب مقتل دو
خنجرش چو سوئے خو دراغب بدید
سر سناون آں زماں واجب بدید

ترجمہ: جان وعاشق نے جب خنجرعشق دیکھ لیا تو بےخوف وخطر مقتل کی طرف دوڑ پڑے جب عاشق نے محبوب کے خنجر کو اپنی طرف راغب دیکھا تو سر کو اس وقت تہہ خنجر رکھ دینا اور پرواجب سمجھا۔

نعرہ مستانہ خوش لے آیدم
تا ابد جاناں چنیں لے آیدم

اے محبوب آپ کی یاد میں عشق ومحبت کے نعرے مجھے اچھے معلوم ہوتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح مستانے نعرے لگاتا رہوں گا!

ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ اس طرف گزرے اور حضرت بلالؓ اسی خستہ وخراب لہولہان حالت میں، احد، احد کا نعرہ لگا رہے تھے۔ یہ آواز سن کر حضرت صدیق اکبرؓ کھڑے ہو گئے اس آواز میں حضرت صدیق اکبرؓ کو بوئے محبوب حقیقی محسوس ہوئی جس سے آپ محولذت ہو گئے۔

بوئے جاناں سوئے جانم مے رسد

حضرت بلالؓ کی اس مظلومیت کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دل تڑپ گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہوں نے حضرت بلالؓ کو سمجھایا کہ تنہائی میں اللہ کا نام لیا کرو اس موذی کے سامنے ذرا مخفی کر لیا کرو تا کہ اس کے جور وستم سے محفوظ رہ سکو!

حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ اے صدیقؓ۔

یہ میرے بس کی بات نہیں لیکن آپ کے ارشاد کے پیش نظر آزما دیکھتا ہوں۔ لیکن زبان پر احد، احدا جاری ہو چکا تھا، وہ دبائے سے نہیں دبتا تھا۔ دوسرے دن وہی حالت پھر صدیق اکبرؓ نے دیکھی کہ حضرت سیدنا بلالؓ احد، احد پکارتے ہیں اور کافر مشرکین ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں جسم سے خون کے فوارے جاری ہیں۔ اس دردناک منظر کو دیکھ کر آپ تڑپ گئے اور حضرت بلالؓ کو پھر نصیحت فرمائی تو حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔

عشق کب ڈرتا ہے رسن و دار سے
عشق بے پرواہ ہے جان زار سے

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ

باز پندش داد باز او توبہ کرو
عشق آمد توبہ او رابخود

جب پھر صدیق اکبرؓ اللہ تعالی نے سمجھایا تو آپ نے آہستہ احد، احد کا وعدہ کر لیا مگر عشق آیا تو پھر احد احد سے فضا گونج اٹھی۔

عاشقم بررنج خویش و دردخویش
بہر خوشنودی شاہ خرد خویش

میں اپنے محبوب حقیقی کی رضا کے لیے رنج ودرد پر عاشق ہوں۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے متعدد بار نصیحت فرمانے کے باوجود جب ہر بار یہی جذبہ عشق ومستی دیکھا کہ وہ یہودی ظلم کر رہا ہے اور حضرت بلالؓ احد، احد کا نعرہ لگا رہے ہیں تو اس ماجرے کو محبوب رب العالمین ﷺ کے سامنے پیش کیا! حضرت بلالؓ کے مصائب کو سن سرکار دوعالم ﷺ کی آنکھیں درد سے اشکبار ہوگئیں۔

ارشاد فرمایا کہ اے صدیقؓ!

پھر کیا تدبیر ہے کہ اس بلالؓ کو اس بلا نجات ملے، حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول ﷺ میں اس کو خرید لیتا ہوں تو سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا تو بلال کی خریداری میں میری بھی شرکت ہوگی۔ حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لے جاتے ہیں تو دیکھا کہ حضرت بلالؓ کے ساتھ وہی سلوک ہو رہا ہے!

ان بلا لا اخذ اهله فمطوه و القو عليه من البطحا ء و جلد بقره، فجعلو ا يقو لون ربک الات و الغرىٰ و يقول احد، احد ،
قال فاتى عليه ابوبكر فقال علام تعذبون هذالا نسان
قال فا شتر اه فذ كر ذالک للنبى و فقال الشر كة يا ابا بكر .
(طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت بلالؓ کو ان کے مالکوں نے پکڑا اور زمین پر گرایا اور وادی بطحاء میں سے ایک پتھر اور گائے کا چمڑا بلالؓ پر ڈال دیا، پھر کہہ رہے تھے کہ تیرا رب لات اور عزیٰ ہے حضرت بلالؓ احد کا جواب دے رہے تھے (اسی حالت میں) حضرت ابوبکرؓ کو گزر ہوتا ہے تو فرمایا کہ کیوں تم نے بلالؓ کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید لیا اور اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکرؓ بلالؓ کی خریداری

میں آپ کا میں بھی شریک ہوں۔

کیا مقام تھا حضرت بلالؓ کا کہ خود رسول ﷺ ان کو خریدنے کا ارشاد فرمارہے ہیں اور خود اس خریداری میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ

اس کالے جسم میں اللہ کی محبت سے ایسا نورانی دل تھا کہ بارگاہ رسالتؐ اس کی خریدار ہوگئی، حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اس ظالم کے پاس گئے تو اس وقت بھی وہ حضرت بلالؓ کو زدوکوب کر رہا تھا! حضرت ابوبکرؓ کا یہ منظر دیکھ کر دل بھر آیا اور امیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

الا تتقی الله فی هذا المسکین حتی متی انت

تو اس مسکین کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتا۔ آخر یہ ظلم وستم کب تک؟

امیہ نے کہا کہ تم ہی نے اس کو خراب کیا ہے۔ اور اب تم ہی اس کو چھڑاؤ۔

صدیق اکبرؓ نے سودا کرلیا

سیدنا صدیق اکبرؓ نے امیہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نہایت ہی خوبصورت غلام ہے وہ تو لے لو اور مجھے یہ حبشی کالا غلام دے دو۔ امیہ نے پوچھا سچ کہتے ہو یا مذاق کرتے ہو! کہاں آپ کا خوبصورت حسین وجمیل غلام اور کہاں یہ کالا حبشی غلام۔

صدیقؓ نے فرمایا.............................میرے غلام کا تن اجلا

دل کالا

تیرے غلام کا تن کالا

من اجلا

اس لیے مجھے یہ سودا تمام جہان سے سستا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ سفید جسم اور کالے دل والا میرا غلام تو لے لے اس کے بدلے کالے جسم اور روشن دل والا یہ حبشی غلام مجھے دے دے۔

مولانا فرماتے ہیں۔

تن سپید و دل سیاہ ہستش بگیر

درعوض دہ تن سیاہ و دل منیر

حضرت صدیق اکبرؓ حضرت بلالؓ کو لیکر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا سول اللہ ﷺ میں نے کیسا سودا کیا۔ سفید جسم اور کالا دل دے آیا ہوں کالا جسم اور نورانی دل لے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہت اچھا سودا کیا ہے تم نے اے صدیقؓ .... مجھے بھی شریک کیا ہوتا؟

عرض کیا کہ حضور ﷺ میں نے تو اسے خرید کر آزاد بھی کر دیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو پاس بلا کر اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا۔

مولانا رومی تڑپ اٹھتے ہیں فرماتے ہیں

مصطفےؐ ش در کنار خود کشید
کس چہ داند لذتے کورا کشید

حضرت بلالؓ کو مصطفےؐ نے آغوش رحمت میں لے لیا جان بلالؓ نے جو لطف اس وقت محسوس کیا اس کو دوسرا کان جان سکتا ہے۔

خطیب کہتا ہے۔

یہ وہی سینہ تھا جسے جبرائیل نے سینہ سے لگایا تھا

آج وہی سینہ انوارات کا خزینہ
بلالؓ کے لیے پاور ہاؤس بنا دیا گیا

سینہ سے سینہ ملا کر غلام کا کنکشن نبوت کے مرکز سے قائم کر دیا گیا۔ تا کہ یہ ربط ہمیشہ کے لیے قائم رہے اور ٹوٹنے نہ پائے۔

سبحان اللہ

سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس سودے کے دھوم مچ گئی۔ امیہ بن خلف نے اس سودے کو وجہ سے بطور استہزا صدیق اکبرؓ سے بات چیت کی جسے ایک پنجابی کے شاعر نے نہایت خوبصورتی سے نظم کیا ہے۔

امیہ نے کہا کہ

کو ہجا کملا نہ کم دا پیتل نالوں کھوٹا
سونے نال وٹایو ساویں کتنا پایو ٹوٹا

سن کر حضرت آکھیا تسیں جانوں اس گل تائیں
قدر جواہراں جانن جوہری بے قدراں خبر نہ کائی

جس نوں تساں بناؤ پیتل اپنے ذہن قیاسوں
خالص سونا پتہ نہ تینوں پچھ اساڈے پاسوں

نیویں نوں پھل چنگا لگدا ایہہ گل ہر کوئی جانے
اچے رکھ سردے ایوین بن پھل رہن نمانے

حضرات گرامی: ان تمام تفصیلات سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا بلالؓ نے اسلام کے ابتدائی دور میں ہی کلمہ پڑھ کے توحید کا بول بالا کر دیا اور اسلامی دستور حیات کے لیے وہ قربانیاں دیں کہ بالآخر خدا اور مصطفےٰ کے ہاں وہ بلند بالا مقام حاصل کیا کہ آج تک دنیائے عشق و محبت میں آپ کا نام گونج رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ جب معراج شریف کے لیے گئے تو وہاں بھی بلالؓ کے قدموں کی آواز سنی!

معراج کی رات

جو خدا آج انسان کو اس قدر عقل و شعور عطا کر سکتا ہے کہ انسان کی آواز کو ایک لوہے کی مشین میں ریکارڈ کر دے۔ وہ خدا سیدنا بلالؓ کے قدموں کی آواز کو بھی ریکارڈ کر کے اپنے محبوب کو سنا سکتا ہے

لیس ذالک علی اللہ بعزیز

عن ابی اما مة قال قال رسول الله ﷺ انی اد خلت الجنة فسمعت خشفة بین ید یه فقلت یا جبر ائیل ما هذ ه الخشفة فقال بلال یمشی اما مک . (مجمع الز وائد ج ج ۳)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے اپنے آگے قدموں کی آواز سنی تو جبرائیل سے پوچھا کہ اے جبرائیل یہ آواز کیا ہے تو عرض کیا کہ بلالؓ کے آگے چلنے کی آواز ہے!

معلوم ہوا کہ عظمت بلالؓ اور شان بلالؓ دکھلانے کے لیے جنت میں حضرت بلالؓ کے چلنے کی آواز اپنے پیغمبر کو اللہ نے سنا دی۔ یہ نتیجہ تھا ان قربانیوں کا جو حضرت بلالؓ نے مسئلہ توحید کو بیان کرنے کی وجہ سے اللہ تعالی سے حاصل کیا تھا!

منتظم بیت رسولؐ

حضرات گرامی: ہجرت کے بعد سرکار دو عالم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دور دراز سے دامن رسالت سے وابستہ ہونے کے لیے کشاں کشاں مدینہ منورہ حاضری دینے لگے۔ ان آنے والوں میں اکثریت اسلام اور دین سیکھنے کے لیے آتے تھے۔ قبائل اور مہمانان رسول ﷺ کی آمد کی وجہ سے ان کے قیام وطعام کی ذمہ داری براہ راست سرکار دو عالم ﷺ کی ذات گرامی سے متعلق ہوتی تھی۔ اس لیے آپ نے مہمانوں کی خاطر مدارات اور اپنے گھر کے تمام انتظامات کا ناظم اعلی حضرت سیدنا بلالؓ کو بنا دیا۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت سیدنا بلالؓ اس فریضہ کو نہایت احسن طریقہ سے ادا کرتے بعض اوقات ایسے ایسے مفلوک الحال اشخاص قبول اسلام اور تفہیم اسلام کی خاطر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے کہ ان کے لیے کھانا مہیا کرنے کے علاوہ کپڑے کا انتظام کرنا پڑتا اور ان ضرورتوں کو عام طور پر مال غنیمت یا ہدیوں وغیرہ سے پورا کیا جاتا ورنہ قرضہ بھی اٹھایا جاتا اور جو آمدنی کی صورت تھی۔ وہ بھی واضح تھی۔

عبداللہ ہوزنی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ موذن رسول ﷺ سے حلب میں ملاقات کی اور آپ سے دریافت کیا کہ اے بلالؓ ؟ فرمایئے سرکار دو عالم ﷺ کے گھر کے اخراجات کا کیا حال تھا۔ حضرت بلالؓ نے جواب دیا کہ آپ کے پاس کوئی مستقل انتظام نہ تھا۔ میں ہی تھا جو بعثت سے لے کر وفات تک اس امر پر متمکن تھا جب کبھی کوئی مسلمان آدمی آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اسے ننگا مفلوک الحال دیکھ کر مجھے حکم دیتے، میں ادھر ادھر سے انتظام کر کے چادر خرید کر اسے پہناتا اور کھانا کھلاتا، حتیٰ کے مشرکین میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اے بلالؓ میں بہت مالدار ہوں۔ آپ میرے سوا کسی اور سے قرضہ نہ لیا کریں۔ میں نے اس سے قرضہ لے لیا جب قرضہ ادا کرنے کا دن آیا تو میں ایک دن نماز کے لیے اذان دینے کو کھڑا ہو ہی رہا تھا کہ وہ مشرک نجار کی ایک جماعت لے کر آموجود ہوا۔ اس نے مجھے دیکھ کر نہایت درشت انداز میں کہا کہ

اے حبشی!

میں نے جواب دیا............جی ہاں

اس نے مجھے ترشروئی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ایک لینے کے وعدے کے درمیان کس قدر زمانہ باقی رہ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ قریب ہی ہے اس نے کہا کہ تمہارے قرضہ ادا کرنے میں صرف چار یوم باقی رہ گئے ہیں۔ اس لیے میرا قرضہ ادا کرنے کی

کوشش کرو، ورنہ میں تمھیں پکڑ کر بکریاں چرانے پر لگا دوں گا، جس طرح تم اسلام لانے سے پہلے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ میں یہ سن کر پریشان ہو گیا اور سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول ﷺ جس مشرک سے میں نے قرضہ لیا تھا۔ اس نے اس طرح مجھے کہا ہے نہ تو آپ کے پاس اس کا قرضہ ادا کرنے کے لیے کچھ ہے اور نہ ہی میرے پاس کچھ ہے ۔ اگر اجازت ہو تو میں باہر کسی علاقہ میں چلا جاؤں اور قرضہ ادا کرنے کے لیے محنت مزدوری کر کے کچھ کما لاؤں۔ اس طرح اس کی سختی سے بچ جاؤں گا۔

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول ﷺ سے یہ گزارش کر کے واپس آ گیا اور اپنا سامان

تیار کر کے پاس رکھ لیا تا کہ صبح کے نمودار ہوتے ہی محنت مزدوری کے لیے کہیں باہر چلا جاؤں۔

خدا نے انتظام کر دیا

سیدنا بلالؓ ابھی باہر جانے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے کہ ایک شخص یا بلالؓ کہتا ہو دوڑ کر آ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اے بلالؓ آپ کو رسول ﷺ بلا رہے ہیں۔ میں فوراً حاضر ہوا تو دیکھا کہ چار اونٹ سامان سے لدے ہوئے حضور ﷺ کے ہاں بیٹھے تھے میں اجازت لے کر اندر داخل ہوا تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرط مسرت میں فرمایا کہ اے بلالؓ

مبارک ہو!

اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس آپ کے قرضہ اتارنے کے لیے سامان بھیج دیا ہے۔ یہ چار اونٹ سامان سے لدے ہوئے ہیں جاؤ یہ آپ کے لیے ہیں ان کے سامان سے تمام قرضہ ادا کر دو اور باقی ماندہ سامان غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ اس طرح سیدنا بلالؓ بیت رسولؐ کے انتظامات کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوئے۔

خطیب کہتا ہے

بلالؓ کا غم قدرت کو منظور نہیں تھا!

بلالؓ بیت رسولؐ کا منتظم تھا تو خدا رسولؐ کی عظمت کا محافظ تھا!

یونہی بلالؓ غمگین ہوا

خدا نے اس کا غم دور کر دیا

اپنے خزانے سے بلالؓ

کے لیے راحت کا سامان مہیا کر دیا۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهُ

بلالؓ بیت رسولؐ کا منتظم تھا

بلالؓ بیت رسولؐ کا خزانچی تھا

بلالؓ بیت رسولؐ کا امین تھا

بلالؓ بیت رسولؐ کا خادم تھا

رسولؐ کی راحت بلالؓ کی راحت تھی

بلالؓ رسول ﷺ کی مسرت تھی

بلالؓ رسولؐ کے دکھ اور سکھ کا ساتھی تھا

منتظم بیتِ خدا موذن رسول ﷺ

حضرات گرامی: جب حضرت بلالؓ نے کلمہ طیبہ میں پہل کی اور توحید کے ترانے کو بلند کرنے میں پہل کی تو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے گھر کی خدمت بھی حضرت بلالؓ کے سپرد فرمائی اور اللہ کے گھر کی خدمت بھی حضرت بلالؓ کے سپرد فرمائی۔ چنانچہ بیت رسول ﷺ کا منتظم بھی حضرت بلالؓ کو بنایا اور بیت خدا یعنی مسجد نبویؐ کی خدمت اور اذان جیسا اہم فریضہ بھی آپ کے سپرد فرمایا اور یہ کیوں نہ ہوتا۔ آخر حضرت بلالؓ نے توحید کا نعرہ اس وقت بلند کیا۔ جب ہر طرف خاموشی تھی تو سرکار دو عالم ﷺ نے اذان کی خدمت بھی حضرت بلالؓ کے سپرد فرمائی تاکہ تکبیر کا نعرہ جب تک بلالؓ موجود ہے یہی بلند کرتا رہے۔

اذان بلالؓ

اسلام کے شعائر میں اذان کی بہت عظمت ہے اس اسلامی نشان کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لیے نگاہ نبوت نے جس مرد کامل کو منتخب فرمایا وہ سیدنا بلالؓ کی ذات گرامی تھی۔ آپ کی آواز میں بلا کا سوز تھا۔ آواز اس قدر بلند تھی کہ پورا مدینہ آپ کی اذان سے گونج اٹھتا۔ یہ خدا کی دین تھا کہ اپنے محبوب کو ایسا موذن دیا جس کی آواز سے مکہ بھی گونجا اور مدینہ بھی .... یہ ثمرہ تھا اس احد، احد پکارنے کا جس نے مکہ کی زمین ان نعروں سے توحید کی مٹھاس سے لبریز کردی تھی! آج فیصلہ ہوگیا کہ جس کا امام وخطیب.................. کملی والا ہوگا۔

اس مسجد کا موذن................. جشے کا کالا بلالؓ ہوگا.................. سبحان اللہ

امام بھی بے نظیر

موذن بھی بے نظیر

امام تلاوت کرے تو پہاڑوں کے دل دہل جائیں

موذن اذان دے تو تولا لہ زاروں کے دل دہل جائیں

سبحان اللہ

عمر بھر سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے سیدنا بلال ؓ نے اذان دی ایک دن کسی نے کہہ دیا کہ حضور ؐ

بلال ؓ شین کی جگہ سین کہتا ہے؟

فرمایا کہ کوئی اور دوسرا اذان کہہ دے!

بلال ؓ نے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی!

اپیل کے لفظ بہت مختصر

خدایا......................یا زبان بدل دے

یا.............................اذان بدل دے

آواز آتی ہے　　　نہ زبان بدلوں گا

نہ اذان بدلوں گا

سین سے اذان دینا بلال کا کام

اسکو قبول کرنا میرا کام

ے جس اذان کو　　　نہ خدا نے بدلا

اور نہ ہی　　　بلال ؓ نے بدلا

شاباش بدعت پرست ملاں کے

اس نے اس اذان کی ابتدا بھی بدل دی

اور انتہا بھی بدل دی...........ابتداء میں

الصلوة والسلام علیک یا حبیب الله

یا رحمت للعلمین

یا نور امن نور الله

اس اذان کا پتہ نشان نہ بلال ؓ کی اذان میں ہے اور نہ ہی ابی مخدورہؓ اور ابن ام مکتومؓ کی اذان میں ہے۔ یہ ایجاد بندہ ہے۔ یہ بدعت ساز فیکٹروں کے منیجروں کی خودساختہ اذانیں ہیں

ہماری اذان بھی بلالی

ہماری تکبیر بھی بلالی

مولانا رومیؒ مثنوی میں فرماتے ہیں کہ

گفت ہاتف بردر خیر الورٰی
چہ سبب بے بانگ شد خانہ خدا

گفت اذاں امروز شد بازز ورو شور
شد مصلٰی باعث شیطان نفور

گفت لیکن باز از بانگ بلال
خوش شدے برعرش اعلی ذالجلال

فرشتے نے آواز دی خیر الورٰی کے دروازے پر
کیا ہوا آج خانہ خدا میں اذان نہیں ہوئی

کہا آج تو اذان بہت زور شور سے ہوئی ہے
حتیٰ کہ شیطان کے لیے نماز کا مقام باعث نفرت بن گیا

فرمایا گیا کہ حضرت بلالؓ ہی کو اذان دینے کے لیے کہا جائے کیونکہ ان کی اذان سے عرش اعظم والا خوش ہوتا ہے۔

اقبال کہتے ہیں

اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ رہی
نماز اس کے نظارے کا ایک بہانہ رہی
خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا تیرا
خوشا وہ روز کہ دیدار عام تھا تیرا

پھر اقبالؒ نے کہا

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اٹھایا حجا ز میں لایا
ہوئی ہے اس سے تیرے غم کدے کی آبادی
تیری غلامی پہ صدقے ہزار آزادی
وہ آستان نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے
کسی کے شوق میں تونے مزے ستم کے سہے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

فتح بیت المقدس کی مسرت اذان بلالی

سیدنا فاروق اعظمؓ نے جب بیت المقدس فتح کیا تو حضرت بلالؓ وہاں موجود تھے۔ جب کسی ملک کو فتح کیا جاتا ہے تو فوج کو انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے اور مسرت کی تقریب منعقد کی جاتی ہیں جن میں خوشی اور مسرت کے مختلف پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں لیکن جب بیت المقدس فتح ہوا تو اسلامی فوج سے پوچھا گیا جس میں اکثریت صحابہؓ کی تھی کہ تمہاری کوئی دلی خواہش ہو تو بتایا جائے تو صحابہؓ نے بیک زبان ہوکر عرض کیا کہ اس تاریخ ساز فتح کے موقع پر ہمیں اذان بلالی سنائی جائے۔

چنانچہ فاروق اعظمؓ نے خود حضرت بلالؓ سے درخواست کی کہ آپ رسول ﷺ کے زمانہ کی

اذان سنائیں۔حضرت بلالؓ جوعشق رسالت ﷺ اورفراق رسالت کی وجہ سےغم ناک اورافسردہ خاطر تھے بہت مشکل سےاس بات کے لیے تیار ہوئے کیونکہ اس سے خودحضرت بلالؓ کےقلب و جگر پر جو بیتتی تھی اس کو وہی جانتے تھےلیکن امیرالمومنین اورصحابہؓ کی فرمائش کوٹال نہیں سکتے تھے!

چنانچہ اس وجہ سے بیت المقدس میں حضرت بلالؓ نے یوں ہی اذان شروع کی اوراللہ اکبرکہا تولوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور جب **اشھد ان محمد ا رسول اللہ** کہا تو لوگوں میں رونے سے کہرام مچ گیا۔

قریب تھا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے پھٹ جاتے حضرت بلالؓ کی اپنی داڑھی مبارک اشکوں سے تر ہوگئی ابوعبیدہؓ اورمعاذ بن جبل روتے روتے بے تاب ہوگئے! حضرت عمرؓ روتے روتے نڈھال ہوگئے اوران کی ہچکی بندھ گئی!

اوردیرتک اذان کے بعدنقشہ جمارہا مجلس میں سکون ہواتو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اس دردو کرب کے عالم میں نماز پڑھائی۔یہ نمازاوراذان ہی بیت المقدس کا جشن فتح قرار پائی۔

کعبے کی چھت پراذان بلالی

سیدنا بلالؓ کےفضائل ومناقب میں جہاں اور بہت سے دلائل وبراہین موجود ہیں۔وہیں فتح مکہ کے دن آپ سرکاردوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ بلالؓ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کرآوازتوحید کو بلند کرو۔یہ صرف اذان ہی نہیں ہے بلکہ توحیدورسالت کی عظمتوں کا اعلان ہے جوحضرت بلالؓ کہا کرتے تھے۔چنانچہ سیدنا بلالؓ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ نے سقف کعبہ پر اذان دی چنانچہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ

ان رسول اللہ ﷺ امر بلا لا ان یو ذن یوم الفتح علی ظھر الکعبۃ فاذن علیٰ ظھر ھا . (طبقات ابن سعد ۳ ج)

رسول ﷺ نے بلالؓ کوفتح کے دن حکم دیا کہ کعبہ کی دیوار پراذان دی جائے چنانچہ حضرت بلالؓ نے **ظھر کعبہ** (کعبے کی چھت) پراذان دی!

خطیب کہتا ہے

بشر بازی لے گیا
کعبہ جو تمام مقامات سے افضل ہے
بلالؓ اس کی چھت پر چڑھ گیا
بشر کے قدم سقف کعبہ پر پہنچ گئے
بشر اونچا ہو گیا
جشے کا بلالؓ اونچا ہو گیا
غلام اونچا ہو گیا، سچ کہا کسی نے
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

سیدنا بلالؓ کی شادی

سیدنا بلالؓ کی شادی کا وقت آیا تو مدینہ منورہ میں ہر کسی کی خواہش تھی کہ جنت کے دولہا کے ساتھ ہمارے گھرانے کی نسبت قائم ہو جائے!

بار گاہ نبوی کے موذن تھے بلالؓ
کر چکے تھے جو غلامی میں کئی سال بسر

جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں
جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر

ہوں غلام بن غلام اور ہوں حبشی زادہ
یہ بھی سن لو کہ میرے پاس نہیں دولت وزر

ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے

ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر

گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ دل سے منظور
جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر

اس مساوات پہ ہے معشر اسلام کو ناز
نہ کر یورپ کی مساوات کہ ہے ظلم اکبر

شیر اور بلالؓ

انس بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو اپنے صحابہؓ میں جسے سفینہ کہتے ہیں۔حضرت معاذ بن جبل جو یمن کے حاکم تھے ان کے پاس ایک خط دے کر بھیجا۔جب وہ راستہ میں آئے تو سڑک کے درمیان ایک شیر بیٹھا تھا۔حضرت سفینہ خوفزدہ ہو گئے کہ یہ شیر ابھی حملہ کر دے گا۔

محمد ﷺ کا قاصد ہوں

آپ کا خط لے کر معاذ بن جبل کے پاس یمن جا رہا ہوں۔شیر حملہ کرنے سے رک گیا اور ھم ھم کہتا ہوا واپس ہو گیا اسی طرح واپسی پر ہوا۔سفینہؓ نے واپسی پر یہ تمام واقعہ سرکار دو عالم ﷺ کو عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ شیر نے اول مرتبہ کیا کہا تھا!

شیر کہتا تھا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کیسے ہیں

اور واپسی پر شیر کہتا تھا میری طرف سے

ابوبکرؓ ......عمرؓ......عثمانؓ......علیؓ......سلمانؓ......صہیبؓ...... بلالؓ کو سلام عرض کرنا

......................سبحان اللہ

جانور بھی نبیؐ کے صحابہ کی تعظیم کرتے تھے۔مگر اس دور کا نام نہاد مسلمان انہیں تبرا کرتا ہے۔

اعاذنا اللہ تعالیٰ

سیدنا بلالؓ کی وفات

آپ دمشق میں فوت ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے جب آپ کی وفات کی خبر سنی تو نہایت صدمے کا اظہار فرمایا جسے ایک شاعر نے نظم کیا ہے۔

عہد فاروق جس دن کہ ہوئی ان کی وفات
یہ کہا حضرت فاروقؓ نے بادیدہ تر
اٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا
اٹھ گیا آج نقیب چشم پیغمبر

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے نہایت تفصیل سے پروانہ توحید و رسالت سیدنا بلال حبشیؓ کی حیات طیبہ کے روشن اور تابندہ اوراق بیان کئے ہیں۔ جو ہمارے لئے سرمہ بصیرت ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عاشق رسول ﷺ پروانہ توحید کے نقش قدم پر چل کر اپنے ایمان وایقان کو روشن کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

تیسرا خطبہ
جمادی الثانی

بشریت النبی ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ .

کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں۔ میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے

حضرات گرامی:

اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالی نے زبان نبوت سے اعلان کرایا ہے کہ اے محبوب آپ خود اعلان فرما دیں کہ میں بشر ہوں اولاد آدم میں سے ہوں انسان ہوں۔(یعنی نبی ﷺ کوئی دوسری مخلوق میں سے نہیں ہوتا بلکہ نبی ﷺ کو بھی اللہ تعالی بنی آدم ہی سے منتخب فرماتے ہیں اور یہ عظمت اور رفعت انسان ہی کو دی گئی ہے کہ نبوت کا تاج کائنات سے ممتاز و بالا بنا دے گا کیونکہ وحی الٰہی ایک ایسا شرف ہے جو تمام بنی آدمؑ سے صاحب وحی کو ممتاز و فائق کر دیتا ہے اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نبوت اور رسالت انسان کو عطا فرماتے ہیں اسی لیے سرکار دوعالم ﷺ سے بشریت کا اعلان کرایا گیا۔

خطیب کہتا ہے

قل.............................اے نبی فرمادے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح پیغمبر کے لیے خدا کی توحید کا اعلان کرنا ضروری ہے جیسے

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

فرما دیجئے اللہ ایک ہے۔

اور جس نے طرح پیغمبر کو اپنی رسالت کا اعلان کرنا ضروری ہے جیسے

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا.

فرما دیجئے کہ اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم تمام کی طرف

اور جس طرح پیغمبر کے لیے اپنے عالم الغیب ہونے سے براءت کا اعلان کرنا ضروری ہے جیسے

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

فرما دیجئے نہ تو میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں!

اسی طرح پیغمبر کے لیے اپنی بشریت کا اظہار واعلان کرنا بھی ضروری ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ.

قرآن کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر کی زبان مبارک سے اس لیے اعلان کرایا جارہا ہے تا کہ بدبخت پیغمبرانہ اعلان کا انکار نہ کر سکے!

جاہل واعظوں اور جاہل عوام نے چونکہ اس اہم اور مہتم بالشان عظمت پیغمبر سے انکار کرنا تھا اس لیے اللہ تعالی نے لسان نبوت سے اعلان کرا کے بشریت کے مسئلہ کو واضح کر دیا کہ

جو میرے پیغمبر کی زبان پر اعتماد کرے گا
وہ میرے محبوب کی بشریت کا اعتراف کرے گا

اور جو

میرے پیغمبرؐ کی زبان پر اعتماد نہیں کرتا
وہ میرے پیغمبرؐ کی بشریت کا بھی انکار کرتا ہے

بشریت کا انکار
زبان نبوت کا انکار ہے
میرے مصطفٰی ﷺ
عبداللہ کے فرزند بن کر آئے
آمنہ کے لال بن کر آئے

عبدالمطلب کے پوتے بن کرآئے

ابی طالب کے بھتیجا بن کرآئے

خدیجہ کے خاوند بن کرآئے

عائشہ کے خاوند بن کرآئے

صدیقؓ کے داماد بن کرآئے

فاطمہؓ،رقیہ،ام کلثوم، زینب کے ابا بن کرآئے

علیؓ کے سسرال بن کرآئے

حسنین کے نانا بن کرآئے

رسالت کا تاج پہن کرآئے

اور

بشریت کو چارچاند لگانے کے لیے آئے

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ

حضرات گرامی: یہ ہر دور کے مشرکین کی کمزوری رہی ہے کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا! انبیائے سابقین کے مشرکین کے انکار انبیاء کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا؟ قرآن مجید میں اس مسئلہ سے پردہ اٹھایا گیا ہےاور مشرکین کے اس فاسد اور گندے عقیدے کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

پرانے مشرکوں کا عقیدہ کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا

حضرت نوحؑ اور سیدنا ہودؑ نے جب اپنی قوم کو اللہ تعالی کی توحید اور وحدانیت کا درس دیا تو ان کے قلبی روگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَ كُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ .

(سورۃ اعراف پارہ ۸)

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس تمھیں میں

سے ایک مرد کے اور پر نصیحت کی بات (وحی) آئی تا کہ وہ تم کو ڈرائے۔

قوم نوحؑ

حضرت نوحؑ نے جب اپنی قوم کے سامنے مسئلہ توحید بیان فرمایا اور انہیں ایک اللہ کی عبادت کرنے کی تلقین فرمائی تو قوم نے حضرت نوحؑ کے جواب میں کہا کہ نوحؑ ہم تیری آواز کو نہیں سنتے اور نہ ہی تیری دعوت کو قبول کوتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا .

(سورۃ هود پاره ۱۲)

ترجمہ: ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ ہم تو تم کو اپنے میں سے ایک بشر سمجھتے ہیں

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَاهٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ. (سوره مومنون پاره ۱۸)

ترجمہ: نوحؑ کی قوم میں جو کافر رئیس تھے عوام سے کہنے لگے کہ یہ شخص تو تمہاری طرح ایک عام آدمی ہے اس سے (دعوت نبوت) سے اس کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے افضل ہو کر رہے!

قوم نوحؑ کو اس بات پر اصرار تھا کہ یہ بشر ہے اور اپنی بڑائی چاہتا ہے اس کو نبوت کیسے مل سکتی ہے اس لیے ان کی بات کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

قوم عادؑ

حضرت ہودؑ نے جب اپنی قوم کو اللہ تعالی کی توحید کی طرف دعوت دی تو قوم نے آپ کے جواب میں وہی بات کہی جو ان کے وڈیرے مشرک حضرت سیدنا نوحؑ کو کہہ چکے تھے، چنانچہ قرآن مجید ان کے عقیدہ کو بیان کرتا ہے!

مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ . (سورة مومنون پاره۱۸)

ترجمہ: یہ تو تمہاری طرح ایک (عام) آدمی ہے جو کچھ تم کھاتے ہو یہ وہی کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو یہ وہی پیتا ہے اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کے کہنے پر چلو گے تو بے شک اس وقت تم البتہ

زیاں کار ہو گے۔

معلوم ہوا کہ قوم عاد کے وڈیروں نے بھی حضرت ہودؑ کو ماننے سے صرف اس لیے انکار کر دیا تھا کہ بشر تھے اور نبوت سے سرفراز تھے!

قوم ثمود

حضرت صالحؑ نے جب اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی تو قوم ثمود نے بڑی ڈھٹائی سے وہی کچھ کہا جو ان کے وڈیرے پہلے انبیاء کو جواب دے چکے تھے چنانچہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ

مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا. (شعرا پارہ ۱۹)

ترجمہ: تم تو صرف ہماری طرح ایک آدمی ہو!

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ءَ اُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْهِ مِنْ م بَیْنِنَا بَلْ هُوَ کَذَّابٌ اَشِرٌ.

ترجمہ: کہنے لگے کیا ہم اس بشر کا اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا ایک فرد ہے بلا شبہ اس صورت میں گمراہی اور جنون میں مبتلا ہو جائیں گے کیا ہم سب میں سے اس پر وحی نازل ہوئی ہے (نہیں) بلکہ یہ جھوٹا ہے اترانے والا ہے قوم ثمود کے وڈیروں نے تو اپنا موقف بالکل متعین کر دیا ہے کہ **اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ**

کیا ہم بشر کی اتباع کریں اس سے ان کی انبیاء علیہم السلام کی بشریت کیساتھ کھلا ہوا بغض واضح ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اس بات کی قسم کھائے بیٹھے تھے کہ بشر کو نبی اور رسول نہیں ماننا۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ

قوم شعیب

حضرت شعیبؑ نے جب اپنی قوم کو دعوت توحید دی تو قوم کے وڈیروں نے ان کے جواب میں کہا کہ.................

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ. (پ ۱۹ شعراء)

ترجمہ: اور تم تو محض ہماری طرح ایک عام آدمی ہو اور ہم تو آپ کو جھوٹے لوگوں میں سے گمان کرتے ہیں (معاذ اللہ)

اصحاب قریہ

بستی والوں نے جب انبیاءؑ کی زبان مبارک سے دعوت توحید سنی تو جواب میں کہا کہ

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا. وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ.

ترجمہ: ان لوگوں نے کہا تم تو محض ہماری طرح آدمی ہو اور خدائے رحمٰن نے آدمی پر تو کوئی چیز نازل نہیں کہ تم تو بڑا جھوٹ بولتے ہو۔

بستی والے زیادہ سے زیادہ اپنی جہالت اور کفر کو سامنے لے آئے اور دل کی بات بغیر لگی لپٹی کے کہہ ڈالی۔

وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ

رحمٰن نے آج تک بشر پر کوئی وحی نازل ہی نہیں کی!

معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ تھا کہ بشر کے لیے نبوت رسالت اور وحی کا نزول ہو ہی نہیں سکتا اس لیے نہایت دیدہ دلیری سے انبیاءؑ کا انکار کر دیا۔

تمام مشرکین کا متحدہ محاذ

قرآن مجید کے قربان جاؤں اس نے کھل کر یہ بتا دیا کہ صرف انفرادی طور پر ہی نہیں بلکہ انبیائے سابقین کے دور کے تمام مشرکین نے اس عقیدہ کے لیے متحدہ محاذ بنا لیا تھا! کہ بشر نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وہ انبیاء کو جب دیکھتے تھے کہ یہ اولاد آدم میں سے ہیں انسان ہیں اور بشر ہیں تو وہ صاف کہتے تھے کہ ہم بشر کو قابل اتباع نہیں سمجھتے اس لیے کہ بشر پر کوئی چیز نازل ہی نہیں ہو سکتی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین سابقین کی وہ مشترکہ قرارداد قرآن مجید میں نقل فرمائی ہے جسے ان کا مشترکہ عقیدہ کہا جا سکتا ہے!

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا .

(تغابن پارہ ۲۸)

ترجمہ: (اے مشرکین مکہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جنہوں نے تم سے پہلے کفر (انکار) کیا پھر انہوں نے (دنیا میں بھی) اپنے کرتوت کا وبال چکھا اور ان کے لیے (آخرت میں بھی) دردناک عذاب ہے یہ سب اس لیے کہ ان کے رسول ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے کہا کیا آدمی ہم کو ہدایت کریں گے!

بشر بھی بھلا اس قابل ہے کہ وہ قیامت و ہدایت کی اہم ذمہ داری کو اٹھا سکے ان کے نزدیک یہ بہت مشکل کام تھا اور وہ اس بات کو ماننے کے لیے قطعاً تیار نہیں تھے کہ بشر کو نبوت و رسالت کا تاج پہنایا سکتا ہے!

مشرکین مکہ اپنے وڈیروں کے نقش قدم پر

سرکار دو عالم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان فرمایا اور قوم کو دعوت توحید تو مشرکین مکہ نے بھی اپنے سابق وڈیروں کے عقیدہ کو ہی اپنایا اور نہایت ڈھٹائی سے انہوں نے وہی جواب دیا جو پہلے مشرکوں نے انبیائے سابقین کو دیا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید نے جواب کو نقل فرمایا ہے کہ

وَاَسَرُّوا النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ھَلْ ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ. (پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء)

اور ظالم کفار نے چھپا کر سرگوشی کی یہ (محمد ﷺ) تو محض تم جیسے آدمی ہیں تو کیا پھر بھی جادوگر کے پاس آتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو!

☆ مشرکین مکہ نے میٹنگ کی اور خفیہ اجلاس میں اس عقیدہ کو اپنا کر اس کا اظہار کیا اور قرارداد پاس کر کے اپنے ہم نوا مشرکین کو یہ راستہ دکھایا کہ آپ کی نبوت کا انکار کرنے کے لیے آپ کی بشریت کا بہانہ بنایا جائے!

یہود مدینہ بھی مشرکین کے ہم نوا

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ اِذْقَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ. (انعام

پارہ ۷)

ترجمہ: اوران لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی! جب کہ یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز بھی نازل نہیں کی!

یہود نے بھی مشرکین کی ہمنوائی میں یہی نعرہ لگایا کہ بشر پر آج تک اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں فرمائی۔

معلوم ہوا کہ

مشرک خواہ کسی دور کا ہو۔نوحؑ کے زمانہ کا ہو یا موسیٰؑ کے زمانہ کا عیسیٰؑ کے زمانہ کا ہو یا حضرت محمد رسول ﷺ کے زمانہ کا لیکن یہ بات بہرحال ان کے ہاں طے شدہ ہے کہ بشریت رسالت کے منافی ہے بشر رسول نہیں ہوسکتا۔ اس لیے انہوں نے متفقہ طور پر انبیاءؑ کی نبوت کا انکار کر دیا ....اور مَـا اَنْـزَلَ اللّٰه عَلٰی بشرٍ مِنْ شیٍٔ..................کا نعرہ تمام مشرکین کا مشترکہ نعرہ تھا!

خطیب کہتا ہے

کل اور آج

کل کے مشرکین اور کفار بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے تھے ان کا عقیدہ اور نظریہ یہ تھا کہ بشر نبی نہیں ہوسکتا!

اور آج

کا نام نہاد مسلمان یہ کہتا ہے کہ نبی بشر نہیں ہوسکتا!

فرق صرف یہ ہے کہ وہ

بشر.......................کو نبی سے پہلے کہتا تھا

اور آج کا

نبی.......................کو بشر سے پہلے لکھنے میں لاتا ہے

یوں ہوا

پہلے نے کہا................. بشر نبی نہیں وہ سکتا

عہد حاضر نے کہا نبی بشر نہیں ہوسکتا

لفظ ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل دیا

مگر مفہوم دونوں کا ایک!

دونوں ہی...... بشریت کو نبوت کے منافی سمجھتے ہیں

کتنی عجیب بات ہے کہ نبی تو مان لیا

اور بشریت سے انکار کر دیا؟

حالانکہ **قُلْ اَنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**

پہلے ہے اور **یُوْحٰىٓ اِلَیَّ** بعد میں ہے۔

بشر مانو

پھر رسول مانو

کیونکہ بشریت نبی کے لیے لازم ہے

عبدہ پہلے مانو

پھر رسولہ مانو

اگر اس سے انکار ہے تو ہمت کرو واعظو!

التحیات میں عبدہ ورسولہ کو بدل ڈالو تا کہ تمہارا دل ٹھنڈا ہو جائے!

زمین بدل سکتی ہے

آسمان بدل سکتے ہیں

ستارے بدل سکتے ہیں

چاند سورج اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں

مگر نہ تو قرآن سے

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ............نکالا جا سکتا ہے

اور نہ ہی التحیات سے............ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ نکالا جا سکتا ہے۔

تعجب نہیں تو اور کیا ہے

امام الانبیا شفیع المذنبین رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ

آدمؑ کی اولاد

عبدالمطلب کے پوتے

عبداللہ کے لخت جگر

آمنہ کے لال

حلیمہ کی گود میں دودھ پینے والا

مگر پھر بھی آپ کی بشریت کا انکار ہے۔

تعجب نہیں تو پھر اور کیا ہے!

اور سنیں

ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرؓ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

ام المومنین حضرت حفصہؓ

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ

کے خاوند مانتے ہو

مگر بشر نہیں مانتے

یا للعجب

سیدہ زینبؓ

سیدہ رقیہؓ

سیدہ ام کلثومؓ

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ

اور

سیدنا قاسمؓ

سیدنا طیبؓ

سیدنا طاہرؓ

سیدنا ابراہیمؓ

کے والد تو مانتے ہو

مگر بشر کا انکار؟

حسنین کریمین کے نانا تو ہیں

مگر بشر نہیں ہیں

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

مکہ میں پیدا ہوں..................اور تم میلاد مناؤ

مدینہ میں وصال فرمائیں..................اور تم بارہ وفات کی اصطلاح بناؤ

روضہ انور گنبد خضری میں آرام فرما ہوں!............اور دنیا روضہ پاک کی زیارت کرے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے قبر مبارک سے اٹھیں۔

مگر ان تمام حقایق اور واقعات کی موجودگی میں

اصرار ہے کہ بشر نہیں ہیں انسان نہیں ہیں اولاد

آدمؑ میں سے نہیں ہیں۔

یہ اگر اچنبھے کی بات نہیں ہے تو کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ اگر بشر نبی نہیں ہوسکتا یا نبی بشر نہیں ہوسکتا تو مشرکین پھر بتایا جائے کہ نبی اور رسول کون ہوگا؟

مشرک بولے! ہاں ہاں اب ہماری مرضی کا سوال ہوا ہے کہ ہم جب بشر کو نبی نہیں مانتے تو پھر نبوت اور رسالت کا حقدار کون ہے؟

لوہم سے پوچھتے ہوتو ہماری سن لواورڈنکے کی چوٹ سن لو!

قوم نوحؑ نے کہا!

وَ لَوْ شَا ءَ اللہ ُلَاَ نْزَ لَ مَلاَ ئِکَۃً (حم سجدہ پارہ ۲۴)

اگراللہ کورسول بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا۔

قوم عادوثمود بولی

قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ . (حم سجدہ پارہ ۲۴)

جواب دیا گیا کہ اگر ہمارا پروردگار رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا پس ہم اس کے منکر ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو!

مشرکین مکہ بولے

سرکاردوعالم ﷺ کو بھی مشرکین مکہ نے یہی جواب دیا کہ

قَالُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ مُلْکٌ (انعام پارہ ۷)

ترجمہ: کیاان کے پاس فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا!

☆ **وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا.**

(الفر قان پارہ ۱۹)

ترجمہ: اور(کافر)لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کودد یکھ لیں!

☆ **وَقَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَۃِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ. (حجر پارہ ۱۴)**

ترجمہ: اوران (کفارمکہ) نے یوں کہا کہ اے وہ شخص کہ جس پرقرآن نازل کیا گیا ہےتم (تو) مجنون ہواگرتم (دعوٰی رسالت) میں سچے ہوتو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے!

مشرکین مکہ جب سرکاردوعالم ﷺ کو کھاتا پیتا دیکھتے اور چلتے پھرتے دیکھتے تو نہایت حیرانگی

سے کہتے کہ یہ کیسے رسول اور نبی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا. (فرقان پارہ ۱۸)

ترجمہ: کہتے تھے کہ یہ (انسان کی طرح) کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ آپ کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا!

خطیب کہتا ہے

تمام مشرکین کا متفقہ مطالبہ تھا کہ

نبی	نوری	ہو
بشر	نہ	ہو

کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا

یا

نبی بشر نہیں ہو سکتا

اس لیے وہ سب کہتے تھے!

نبی نوری ہو!

انہوں نے کہا کہ نبی نوری ہو

انہوں نے کہا کہ نبی اللہ کے نور کا ٹکڑا ہے

مولوی احمد رضا نے کہا!

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
انبیاء اجزا تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

(حدائق بخشش ج۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے نبی ﷺ کو اس نور سے پیدا کیا جو عین عبارت الٰہی ہے یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا۔

صلاۃ الصفا ۱۴

اور کہا

؎ جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

ارے بابا! جاہل واعظ نور شریعت سے بے خبر شاعر تو دس قدم اور بھی آگے بڑھ گیا کہ نوری فرشتہ تو کیا ہوگا۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ذات کا ٹکڑا تھے!

انا للہ و انا الیہ راجعون

کیسی ترقی کی ہے سنا آپ نے؟
صرف یہ بات ہی نہیں کہ نبی کا نوری ہونا ضروری ہے!
بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی
(حدائق بخشش)

تو ثابت ہوا کہ منکر نبوت ادھار کھائے بیٹھے تھے کہ انبیاءؑ کی بشریت کا انکار ضرور کرنا ہے اور پھر ان کو نئے مشیروں نے کہا جناب صرف نوری ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور وحدت کا ٹکڑا ہونا ضروری ہے۔

اب بتایا جائے اس منطق شرکیہ اور فلسفہ غالیانہ کا کیا کیا جائے؟

سوائے اس کے کہ یہ کھل کر اعلان کر دیا جائے کہ یہ تمام رسالت اور حضور ﷺ کی نبوت کے خلاف ایک مشترکہ محاذ ہے جسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی بشریت اس قدر عظیم عظمت اور عزت کی حامل ہے کہ تمام کائنات کے بشر اور انسان میرے آقا ﷺ کی عظمت بشریت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آدمیت راز آدم ابتدا
آدمیت را با احمد انتہا

ایک عظیم ظلم

حضرات گرامی: یہ ایک عظیم ظلم وستم کی داستان ہے کہ یہی مشرک آدمی کو بشر کو انسان کو خدا ماننے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں مگر نبی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

بشریت رسالت کے لیے تو ان کے ہاں منافی ہے۔
بشریت نبوت کے تو منافی ہے۔
یہی بشریت......................الوہیت کے منافی نہیں ہے
یہی بشریت......................ابوت کے منافی نہیں ہے

تماشہ دیکھئے؟......................بشر خدا ہوسکتا ہے
ان کے نزدیک......................بشر مشکل کشا ہوسکتا ہے
بشر نفع نقصان کا مالک ہوسکتا ہے
بشر مختار کل ہوسکتا ہے
بشر حاضر وناظر ہوسکتا ہے
بشر بیٹے دینے پر قادر ہوسکتا ہے
مگر بشر اگر نہیں ہوسکتا تو
صرف نہ رسول ہوسکتا ہے اور نہ ہی نبی
یہ ہے ان جاہلوں کا شریعت محمدی کے دشمنوں کا عقیدہ ونظریہ
لَا حَوْ لَ وَلَا قُوَّ ۃَ اِلاَّ بِا اللہِ یَا اَسُفٰی

آخر ایسا کیوں ہے؟

معزز سامعین: آپ بھی حیران ہوں گے کہ یہ لوگ آخر ایسا کیوں کرتے ہیں۔ ان کا کوئی مالیخو لیا ہے یا ان کے دماغ خراب ہو گئے ہیں یہ اچھے بھلے انسان ہوتے ہوئے انسان کے کیوں دشمن ہیں یہ کیا جانتے ہیں اور انہوں نے کیونکہ ایسے خلاف قرآن عقاید وافکار کو اپنا لیا ہے تو بڑے غور و خوض کے بعد مجھے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ یہ دراصل اس احساس کمتری کا شکار ہیں کہ بشر سے نور افضل ہے چونکہ نبی کو سب سے افضل ہونا چاہیے اس لیے نبی کی بشریت کا انکار کر کے آپ کے نوری ہونے کا عقیدہ قائم کیا جائے، فلسفے کے پیش نظر ان کو یہ سارا تانا بانا بننا پڑا۔ حالانکہ ان عقل و فکر سے عاری اور قرآن وحدیث سے بے خبر واعظوں کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ خدا کی مخلوق میں بشر انسان اور آدمی سے بہتر کوئی مخلوق ہے ہی نہیں چنانچہ قرآن حکیم اس پر گواہ ہے۔

قرآن کی پہلی گواہی

خَلَقْتُہٗ بِیدیّ

انسان کو اپنے دونوں ہاتھ سے بنایا سبحان اللہ

لوح بنائی کن کہہ کر

عرش بنایا کن کہہ کر

قلم بنائی کن کہہ کر

نباتات بنائے کن کہہ کر

جمادات بنائے کن کہہ کر

سورج بنایا کن کہہ کر

چاند بنایا کن کہہ کر

جبرائیل بنایا کن کہہ کر

عزرائیل بنایا کن کہہ کر

اسرافیل بنایا کن کہہ کر

میکائیل بنایا کن کہہ کر

نوری بنائے کن کہہ کر

ناری بنائے کن کہہ کر

مگر قربان جاؤں تیرے اے بشر

تیرے اے انسان

خَلَقْتُهُ بِیَدَیَّ

اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا

تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ

بنانے والا بھی اعلیٰ

اور بلڈنگ بھی اعلیٰ

میرے جیسا خالق کوئی نہیں

انسان جیسی مخلوق کوئی نہیں

جو انسان پر اعتراض کرے گا۔ اس کا انسان پر اعتراض بعد میں ہوگا، بنانے والے پر اعتراض پہلے ہوگا............ اس لیے سوچ سمجھ کر اعتراض کرنا اگر اس پر اعتراض کرو گے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مردود قرار دے دیئے جاؤ گے۔ اگر یقین نہیں آتا تو

شیطان کا حشر دیکھ لو

شیطان بھی ان مردودانِ ازلی میں سے ہے جس نے عظمت بشریت اور عظمت انسان کا انکار کیا تھا۔ چنانچہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت سے نکال کر لعنت کا طوق گلے میں ڈال دیا گیا۔

قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ

اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ م بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. (سورة ص پاره ۲۳)

ترجمہ: جب آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔ سو جب میں اس کو بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ پس سارے کے سارے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس؟

جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کون سی چیز مانع ہوئی؟ کیا تو غرور میں آ گیا؟ تو بلند مرتبے والوں میں سے ہے؟ کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے! ارشاد ہوا تو آسمانوں سے نکل جا کیونکہ بے شک تو مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر قیامت تک میری لعنت رہے گی!

خطیب کہتا ہے

سب سے پہلے آدمؑ کو بشر اللہ تعالیٰ نے کہا

سب سے پہلے عظمت آدمؑ کا اعتراف نوریوں نے کیا

سب سے پہلے عظمت آدمؑ کا انکار بشریت کا انکار شیطان نے کیا

سب سے پہلے بشریت آدمؑ کا انکار کر کے شیطان مردود ہوا

سب سے پہلے عظمت بشریت کے منکر کو خدا نے لعنتی کہا

سب سے پہلے تاج نبوت بشر کے سر پر خدا نے رکھا

سب سے پہلے تمام کائنات پا بالاتری انسان کو دی گئی۔

سب سے پہلے علم آدمؑ کا ڈنکا نوریوں کا سامنے خدا نے بجایا

اس لیے آدمؑ تمام مخلوقات میں خدا کی بے مثال شاہکار مخلوق ٹھہرے۔

سبحان اللہ

قرآن کی دوسری گواہی!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا. (پارہ ۱۵ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور بلا شبہ ہم نے اولاد آدمؑ کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو بزرگی دے کر اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بنی آدمؑ تمام مخلوقات الہیہ میں خیر الخلاق ہے اور تمام مخلوقات میں افضلیت اور عظمت کا تاج اولاد آدمؑ کے سر پر رکھا ہے۔

قرآن کی تیسری گواہی

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ. (سورة احزاب پارہ ۲۲)

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تو سب نے اس (بار) امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس کے (تحمل سے) ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔

تاج ربانی انسان کے سر پر

اس سے معلوم ہوا کہ تاج ربانی صرف اور صرف حضرت انسان ہی کے سر پر سجایا گیا۔ یہی اس کا اہل تھا اور اسی کے سر پر تاج خلافت سجتا بھی تھا۔

جچتا بھی تھا۔

سبحان اللہ

؎ ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے

میرا ہی اک دل ہے جہاں تو سما سکے

اللہ تعالی کی نورانی مخلوق اس بارگراں کو اپنے کندھوں پر لینا چاہتی تھی، مگر ان میں اس کی صلاحیت نہیں تھی اس لیے اللہ تعالی نے اس بار امانت کو ان کے حوالے نہیں فرمایا ان کے ذمہ دوسری خدمات لگا دی گئیں اور اپنی خلافت ونبوت کے لیے سیدنا آدمؑ اور بنی آدمؑ کو چن لیا گیا۔ خلافت الٰہی کا تخت وتاج اور امانت ربانی کا خزینہ کسی کے حوالہ نہ کیا جا سکتا تھا اور نہ کیا گیا۔ یہ انسان کو ہی روز اول سے شرف اور اعزاز دینا مقصود تھا۔

تقسیم کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

قرآن کی چوتھی گواہی، حرفِ آخر

وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِ وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ وَ هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ.

اللہ تعالی نے چار قسمیں کھا کر فرمایا کہ انسان کو تمام مخلوقات میں احسن وافضل پیدا فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ چونکہ مخلوقات میں سے انسان سب سے افضل تھا۔ سب سے اعلیٰ تھا سب سے ارفع تھا سب سے پاکیزہ تھا سب سے مطہر تھا۔ اس لیے انبیاءؑ کو بھی جنس بشریت میں رکھا گیا ....اسی لیے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب اعلان فرمادیں کہ

☆ قُلۡ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ .

☆ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّىۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا .

☆ اَللّٰهُمَّ اَنَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ

☆ اَمَّا بَعۡدُ اَلَا يا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِ نَّمَا اَنَا بَشَرٌ

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ج ۲)

سیدنا عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

کان رسول اللہ ﷺ بشرا من البشر (مشکوۃ)

مولوی امجد علی بریلوی لکھتے ہیں کہ............ انبیاء سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔ (بہار شریعت ج۱)

مولوی احمد رضا خان فتاوی افریقیہ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمر تینوں ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے اور ایک ہی میں دفن ہوں گے۔

ہمارا عقیدہ

تمام دنیا ایک طرف ایک انسان کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔

تمام انسان ایک طرف ایک ولی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

تمام ولی ایک طرف ایک علیؓ کے رتبے کو نہیں پا سکتے

تمام دنیا اور علیؓ ایک طرف سیدنا صدیق اکبرؓ کے درجہ کو نہیں پا سکتے

تمام دنیا اور صدیقؓ ایک طرف ایک نبی کے درجے کو نہیں پا سکتے

تمام دنیا اور نبیؑ ایک طرف ایک مصطفٰے ﷺ کے درجے کو نہیں پا سکتے

تمام دنیا اور میرے مصطفٰےؐ ایک طرف میرے خدا کے درجے کو نہیں پا سکتے

خدا اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہے

مصطفٰے اپنی مصطفائی میں وحدہ لاشریک ہے

مصطفٰےؐ کے بعد نبی کوئی نہیں

خدا کے بعد خدا کوئی نہیں

جو حضور ﷺ کا مرتبہ بڑے بھائی جتنا مانے

وہ بھی کافر

اور جو حضور ﷺ کا رتبہ خدا جتنا مانے وہ بھی کافر

خدا خدا ہے

مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ ہے

کیا خوب کہا ہے انور صابری نے

کہا ہے کس نے کہ سردار انبیاء نہ کہو

کہا ہے کس نے کہ سرتاج اولیا نہ کہو

یہی ہے فلسفہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ

خدا کے بعد سبھی کچھ کہو خدا نہ کہو

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

چوتھا خطبہ
جمادی الثانی

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عن عبد الرحمٰن بن عمیر المزنی ان رسول اللہ ﷺ قال لمعا ویۃ للھم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب (کنز العمال ، البد ایہ والنہا یہ)

ترجمہ: سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے کتاب اور حساب کا علم سکھا دے اور اسے عذاب سے محفوظ فرما:

حضرات گرامی: آج میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک حدیث پڑھی ہے جس میں سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے لیے دعا فرمائی ہے اور اس دعائے نبوت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کوئی معمولی انسان نہیں تھے، بلکہ ان کے لیے زبان نبوت سے بہت سی خوبیاں اور محاسن کا ثبوت ملتا ہے یوں تو اصحاب رسول ﷺ سے دشمنی اور انکے خلاف زبان درازی اب عام ہو چکی ہے اور ہر نتھو خیرا اصحاب رسول ﷺ پر زبان طعن دراز کر رہا ہے مگر حضرت امیر معاویہؓ کی ذات گرامی ان اعدائے اسلام کی زبان درازیوں کا خاص طور پر نشانہ بن چکی ہے اس لیے اب علماء کے لیے ضروری ہو گیا ہے اصحاب رسول ﷺ کا دفاع کریں اور ان صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب بالخصوص ان حضرات کے آپ حضرات کے سامنے پیش کریں۔جن پر سب وشتم اور مطاعن کا بازار ذرا زیادہ ہی گرم ہے!

حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے فضائل ومناقب کو چار درجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جس کی تقسیم اس طرح ہو سکتی ہے کہ

☆ حضرت معاویہؓ کا مقام سرکار دو عالم ﷺ کی نظر میں کیا تھا؟

☆ حضرت معاویہؓ کا مقام اصحاب رسولؐ کی نظر میں کیا تھا؟

☆ حضرت معاویہؓ کا مقام حضرت علیؓ کی نظر میں کیا تھا؟

☆ حضرت معاویہؓ کا مقام سلف صالحین کی نظر میں کیا تھا؟

چنانچہ میں آپ حضرات کے سامنے اسی ترتیب سے دلائل عرض کروں گا۔ انشا اللہ سب سے پہلے مجھے ان دلائل کو آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی نظر میں حضرت سیدنا معاویہؓ کا کیا مقام تھا؟ چنانچہ البدایہ والنہایہ اور کنز العمال میں ایک روایت ہے جو میں نے ابتدا میں آپ حضرات کے سامنے پڑھی ہے کہ

ان رسول الله ﷺ قال لمعاوية اللهم علمه الكتاب والحساب وقه العذاب .

اس حدیث کے مطابق سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لیے تین چیزوں کی دعا فرمائی ہے۔

اے اللہ معاویہؓ کو کتاب اللہ کا علم فرما

اے اللہ معاویہؓ کو حساب کا علم عطا فرما

اے اللہ معاویہؓ کو عذاب سے محفوظ فرما!

تعلیم کتاب

اس میں حضرت معاویہؓ کو کتاب اللہ کا خصوصی علم عطا کرنے کی دعا ہے! کتاب اللہ کے علم کا یہ معنی نہیں ہے کہ انہیں صرف کتاب اللہ کے ظاہری الفاظ کا معنی میسر آ جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کتاب اللہ جس کی زندگی کا علمی اور عملی حصہ بن جائے!

سرکار دو عالم ﷺ کی اس دعا ہی نتیجہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے دور حکومت میں قرآن و سنت کی حکمرانی اور بالا دستی کو قائم فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کے ناقدین بھی اس بات کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے کہ حضرت معاویہؓ کا دور حکومت مکمل قرآن سنت کے نظام کے مطابق چلتا رہا ہے۔

یہ بات حضرت معاویہؓ کے فضائل میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے کہ حضرت معاویہؓ کے

لئے زبان نبوت نے عالم کتاب اللہ ہونے کی دعا فرمائی ہے

وقال الّذی عندہٗ علمٌ من الکتاب انا اٰتیک بہٖ قبل ان یرتدّ الیک طرفک.

اور کہا اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا!

میں لاؤں گا (تخت بلقیس) پلک جھپکنے سے پہلے اس آیت کریمہ سے عالم کتاب ربانی کے عالی مرتبہ اور صاحب کمال ہونے کا زندہ ثبوت تھا!

تعلیم حساب

دوسری دعا حضرت معاویہؓ کو زبان رسالت سے جو ملی ہے وہ تعلیم حساب کتاب کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ معاویہؓ کو صرف کتاب اللہ کا علم ہی عطا نہ فرما بلکہ اسے عملی شکل میں نافذ کرنے کی توفیق بھی عطا فرما دے یعنی سربراہ مملکت کی حیثیت سے جو حساب و کتاب کی ذمہ داری ان پر عائد ہوا سے بھی انہیں بدرجہ اتم عطا فرما تا کہ اس ذمہ داری سے بھی عہدہ برآ ہوسکیں!

تعلیم حساب میں آپ کی حکمرانی کی طرف اشارہ تھا! کیونکہ پورے نظام میں حساب کا ایک باقاعدہ نظم ہوتا ہے وہ اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک حساب و کتاب کی تمام تعلیم سے آدمی آراستہ نہ ہو۔ اس لیے زبان نبوت سے نکلی ہوئی یہ دعا بھی قبول ہوئی اور حضرت امیر معاویہؓ کو مسلمانوں کی امارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

ذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡ تِیۡہِ مَنۡ یَّشَا ءُ.

حفاظت عذاب

تیسری دعا سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے متعلق **وَ قِـہِ العذابَ** کی فرمائی۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ اگر حضرت امیر معاویہؓ سے کوئی خطائے اجتہادی سرزد ہو جائے یا نسیان و خطا ہو جاتے تو اس پر مواخذہ نہ فرمانا کس قدر شفقت و محبت ہے حضرت امیر معاویہؓ پر کہ پیغمبر ﷺ نے بطور خاص حضرت معاویہؓ کو ان دعاؤں سے نوازا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو

علم کتاب

علم حساب

حفاظتِ عذاب کی نعمتیں دعائے نبوت کی وجہ سے حاصل تھیں کسی متعصب زبان درازی کی وجہ سے ان انعامات سے حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کو محروم نہیں کیا جاسکتا!

نبوت کی دوسری دعا

اللھم علمه الکتاب ومکن له فی البلا دوقه العذاب (البدایه والنهایه ج ۸)

اے اللہ (معاویہؓ) کو علم کتاب عطا فرما اور شہروں کی حکومت عطا فرما اور عذاب سے محفوظ فرما!

اس دعائے نبوت میں سرکار دوعالم ﷺ حضرت معاویہؓ کو ایک اور دعا دیتے ہیں کہ اے اللہ (معاویہؓ) کو شہروں کی حکومت عطا فرما! اس دعائے نبوت سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت ان کی اپنی جدو جہد اور ذاتی کوششوں کی نتیجہ نہیں، بلکہ یہ عطیہ اور انعام خداوندی تھا! عطائے خدا کو آمریت اور ملوکیت کے عنوان سے تعبیر کرنا یہ اس آدمی کا کام ہوسکتا ہے جو خود آمر ملوکیت پسند اور شاہ پرست ہو!

نبوت کی تیسری دعا

اللھم علم معاویة الحساب وقه العذاب (تاریخ کبیر بخاریؒ)

اے اللہ معاویہؓ کو حساب سکھادے اور عذاب سے محفوظ فرما!

نبوت کی چوتھی دعا

ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ سرکار دوعالم ﷺ کو وضو کرا رہے تھے کہ آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ

یا معا ویة ان ولیت امرا اتق الله واعدل. (البد ایه النها یه)

اے معاویہؓ اگر تجھے حکومت مل گئی تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔

اس ارشاد رسول ﷺ میں حضرت معاویہؓ کو تلقین رسالت دراصل دعائے رسالت ہی ہے اور انہیں تقویٰ اور عدل کی نصیحت دراصل تقویٰ اور عدل کی خصوصیات سے انہیں بہرہ فرمانے کی طرف اشارہ ملتا ہے اس لیے حضرت امیر معاویہؓ کا دور عدل وانصاف کا زرین دور تھا!

نبوت کی پانچویں دعا

عن النبی ﷺ انما قال لمعاویة اللھم اجعله ھادیا مھدیا واھدبه

(ترمذی شریف)

سرکاردوعالم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لیے فرمایا کہ

اے اللہ (معاویہؓ) کو ہادی، مہدی، اور ذریعہ ہدایت بنا

ان تین دعاؤں میں تو سرکاردوعالم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لیے ان انعامات کی دعا فرمادی کہ دریا کوزے میں بھر دیا۔

خطیب کہتا ہے

ہادی......لوگوں کو ہدایت کی رہنمائی کرنے والا

لوگوں کو سچائی کی رہنمائی کرنے والا

لوگوں کی نیکی کی رہنمائی کرنے والا

لوگوں کو صداقت ونجات کی رہنمائی کرنے والا

لوگوں کو اسلام کی رہنمائی کرنے والا

لوگوں کو دین قیم کی رہنمائے کرنے والا

مہدی......................خود ہدایت یافتہ

قرآن کا......................ہدایت یافتہ

رسول کا......................ہدایت یافتہ

دین کا......................ہدایت یافتہ

حکمت کا......................ہدایت یافتہ

اور

واھد بہ..............................اس کا معنی ہوگا

ذریعہ ہدایت........................دوسرے لفظوں میں

مشعل راہ

اس کو دیکھ کر	قرآن کی طرف آئیں
معاویہؓ کو دیکھ کر	دین کی طرف آئیں
معاویہؓ کو دیکھ کر	توحید کی طرف آئیں
معاویہؓ کو دیکھ کر	رسالت کی طرف آئیں
معاویہ کو دیکھ کر	صداقت کی طرف آئیں
معاویہ کو دیکھ کو	عظمت اسلام کی طرف آئیں

حضرت معاویہؓ کو بشارت

یبعث اللہ تعالی معا ویۃ یوم القیا مۃ و علیہ رد اء من نور الا یمان .

(کنز العمال ج ۲)

اللہ تعالی قیامت کے دن (حضرت) معاویہؓ کو اٹھائیں گے تو ان پر ایمان کی چادر ہوگی !

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہؓ کو سپیشل نور ایمان کی چادر پہنائی جائے گی ! تا کہ ان کے ایمان پر اور ان کی عظمت پر تنقید کرنے والے دیکھ لیں کہ حضرت معاویہؓ کس شان سے جنت کی طرف جا رہے ہیں ۔

خطیب کہتا ہے

ایمان کی چادر	حفظان کی چادر ہوگی
ایمان کی چادر	ایمان معاویہؓ کا عنوان جلی ہوگا
ایمان کی چادر	عظمت معاویہؓ کا نشان مولیٰ ہوگا
ایمان کی چادر	رحمت رحمان کی چادر ہوگی

ایمان کی چادر غفران کی چادر ہوگی

سبحان اللہ

سبحان اللہ کسی پر تطہیر کی چادر اور کسی پر تقدیر کی چادر

حضرت امیر معاویہؓ کو جنت کی الاٹ منٹ

حضرت امیر معاویہؓ کو سرکار دو عالم ﷺ نے جنت کی بشارت زبان نبوت سے عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ۔

اول جیش من امتی یغزون البحر قد او جبوا (بخاری ج ۱)

میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا اس پر جنت واجب ہوگی!

اس ارشاد رسولؐ کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دن سرکار دو عالم ﷺ نے عبادہ بن صامت کے گھر کھانا تناول فرمایا۔ کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے وہیں پر استراحت فرمائی۔ حضرت ام حرامؓ آپ کا سر مبارک کھجلانے لگ گئیں اور آپ پر نیند غالب آ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نیند سے بیدار ہو گئے اور مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت ام حرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟

تو آپ نے فرمایا کہ اے ام حرامؓ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جنگ و جہاد کے ارادے سے سوار ہیں۔

حضرت ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا فرمائیں کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں۔ آپ نے ام حرام کے لیے دعا فرمائی اور پھر سو گئے۔ کچھ دیر کے بعد آپ پھر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے، تو آپ نے پھر اسی خواب کا آغاز فرمایا...... حضرت ام حرامؓ نے پھر شرکت کے لیے دعا کی درخواست کی .... تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو پہلی جماعت کے ساتھ شریک ہوگی۔

تاریخ کی گواہی

تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ سب سے پہلا بحری لشکر جس نے قبرص کو فتح کیا۔ اس کی

قیادت حضرت امیر معاویہؓ نے فرمائی۔ چنانچہ علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ

وکا ن امیر ذالک الجیش معا ویة بن ابی سفیان فی خلا فة عثمان و معه ابو ذرو ابو الدرداء و غیر هما من الصحابه (اسدا لغا بة ۵)

اس لشکر کے امیر معاویہؓ تھے خلافت عثمان میں اور آپ کے ساتھ ابوذرؓ ابوالدرداؓ اور ان کے علاوہ صحابہ بھی تھے۔ اسی لشکر میں حضرت ام حرامؓ بھی شریک تھیں جو واپسی پر ایک خچر پر سوار ہوتے وقت گر پڑیں اور وہیں انتقال فرما گئیں (بخاری ج۱) اس حدیث رسولؐ سے معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ جنتی ہیں اور دنیا کی کوئی تنقید اور تردید آپ کے اس اعزاز الٰہی اور جنتی ہونے کی الاٹ منٹ کو ان سے نہیں چھین سکتی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرات گرامی: آپ حضرات کے سامنے اس وقت تک میں نے حضرت امیر معاویہؓ کے ان فضائل ومناقب کا تذکرہ کیا ہے جو خود زبان رسالت نے ارشاد فرمائے ہیں۔ ان احادیث اور ارشادات رسول سے آپ کی عظمت ورفعت کا وہ حسین پہلو سامنے آیا ہے جو تمام دنیا کے لیے قابل رشک ہے اب میں آپ حضرات کے سامنے حضرت معاویہؓ کی زندگی کے ان فضائل ومناقب کو پیش کروں گا جو اصحاب رسولؐ کی نظروں میں آپ کو حاصل تھے۔ گویا کہ آپ کو نہ صرف زبان نبوت سے فضائل کا انعام ملا ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی آپ کی عظمتوں اور رفعتوں کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ حضرت ابوالدرداء اہل شام سے فرمایا کرتے تھے کہ۔

پہلی فضیلت

مارایت احد اشبه صلوة بصلوة رسول الله ﷺ منکم الا هذا یعنی معاویة . (منهاج السنه ج ۳)

میں نے تمہارے اس امام یعنی معاویہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ جس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو!

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ کی نماز سرکار دو عالم ﷺ کی نماز کا نمونہ تھی!

آپ کا قیام آپ کا رکوع آپ کے سجدے آپ کا خشوع و خضوع تمام کا تمام سرکار دو عالم ﷺ کی نماز کے مطابق سنتِ نبوی کی مکمل تصویر تھی .... گویا کہ آپ کی عبادت عبادت نبویؐ کے اسوہ حسنہ کے مطابق تھی .... یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!

حضرت معاویہؓ کو برا نہ کہو

سیدنا فاروق اعظمؓ نے جب حضرت عمیرؓ کو حمص کی گورنری سے معزول کر کے حضرت معاویہؓ کو ان کی جگہ گورنر بنایا تو بعض لوگوں نے حضرت عمیرؓ کے سامنے حضرت معاویہؓ پر تنقید کی تو حضرت عمیرؓ نے ان معترضین کو دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ

لا تذ کر و امعا ویة الا بخیر فانی سمعت رسول ﷺ اللھم اھدبه

(ترمذی ج ۲)

معاویہؓ کی بات کرنی ہو تو بھلائی سے کرو، کیونکہ میں نے رسول ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے اللہ معاویہؓ کو ذریعہ ہدایت بنا!

حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف تنقید کرنے والو!

حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف تقریر کرنے والو!

حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف تحریر لکھنے والو!

کیا تمھیں حضرت عمیرؓ کا ارشاد گرامی معلوم نہیں ہے۔ اگر نہیں معلوم تو کان کھول کر سن لو کہ حضرت امیر معاویہؓ کی تنقیص و توہین سے تمہارا اپنا ایمان برباد ہو جائے گا۔ ایک صحابی رسول کو زبان طعن کا نشانہ نہ بنانا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اس سے خدا بھی ناراض ہوتا ہے اور مصطفٰے ﷺ بھی ناراض ہوتا ہے!

دوسری فضیلت

قال ابن عباس مارائیت رجلا اخلق با لملک من معا ویة . (البد ایه والنھا یه)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے زیادہ حکومت کے لائق کوئی نہیں دیکھا!

تیسری فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا ارشاد گرامی ہے کہ

مارایت احد اسود من معاویة قال جبلة بن سحیم قلت ولا عمر قال وکان عمر خیرا منه . (البدایه والهنایه)

حضرت عبداللہ عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہؓ سے بارعب کوئی نہیں دیکھا!

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ کیا فاروق اعظم سے بھی زیادہ؟

انہوں نے کہا کہ نہیں حضرت عمر تو ان سے بہترین تھے!

چوتھی فضیلت

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ

لو ادرکتم معاویة لقلتم هذا المهدی . (حاشیة العواصم)

اگر تم معاویہؓ کا زمانہ پالیتے تو تم انہیں مہدی کہتے۔

حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کی نظر میں

حضرات گرامی: جس طرح حضرت معاویہؓ دیگر صحابہ کرام میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کے دل میں بھی ان کا احترام اور اسلام دوستی کا جذبہ ہمیشہ ہمیشہ پیشِ نظر رہا۔ سیدنا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی سیاسی کشمکش تاریخ کا ایک مشہور عنوان ہے مگر ان تمام اختلافات کے باوجود حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ کی دینی عظمت اور اسلامی ہمدردیوں کے معترف تھے! اور اپنے اختلافات کو صرف محدود مسائل پر مبنی سمجھتے تھے! چنانچہ نہج البلاغہ کا شیعہ مصنف بھی حضرت علیؓ کی طرف ایک خطبہ منسوب کرتا ہے جس سے ان کے باہمی تعلق کا پتہ چلتا

ہے۔

چنانچہ حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ

و الظاهران ربنا واحد ونبيناواحد ودعوتنا فی الا سلام واحدة ولا نستزيدهم فی الا يمان باالله و التصديق برسوله ولا يستنزيدوننا الا سر واحد الا مااختلفنا فيه من دم عثمان ونحن منه براء .

(نهج الباغته ج ۲)

اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے ہمارا اور ان کا نبی ایک ہماری اور ان کی دعوت اسلام بھی ایک نہ ہم ایمان باللہ اور تصدیق رسول میں سے ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں پس ہمارا اور ان کا معاملہ ایک ہے صرف خون کے بارہ میں ہمارا اختلاف ہے اور ہم اس (یعنی خون عثمانؓ) سے بری ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کی قیصر روم کو دھمکی

سیدنا امیر معاویہؓ بھی حضرت علیؓ کے ساتھ اپنے ختلافات کو محدود مسائل پر مبنی سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب قیصر روم نے ان دونوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ملت اسلامیہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا کہ حضرت معاویہؓ نے قیصر روم کو تحدید آمیز خط لکھ کر شدید دھمکی دی۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ

والله لئن لم تنته و ترجع الی بلادک یا لعین لا صلحن انا و ابن عمی علیک ولا خرجنک من جمیع بلادک ولا ضیقن علیک الا رض بما رحبت . (البدایه وانهایه ج ۱۱۹ /۸)

اے ملعون: خدا کی قسم اگر تو باز نہ آیا اور اپنے علاقہ کو واپس نہ گیا تو میں اور میرا چچازاد بھائی علیؓ آپس میں تیرے خلاف صلح کرلیں گے! اور تجھے تیرے تمام شہروں سے نکال دیں گے! اور زمین کو باوجود اس کی وسعت کے تجھ پر تنگ کردیں گے!

حضرت امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کی تعریف کراتے تھے

حضرت علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اپنی مجالس میں حضرت علیؓ کے فضائل ومحاسن بیان کرایا کرتے تھے چنانچہ آپ نے حضرت ضرار الصدائی سے فرمایا کہ

یا ضرار صف لی علیا قال اعفنی یا امیر المو منین قال لتصفنه قال اما اذلا بد من وصفه فکان والله یعید امدی. شدید القوی، یقول فصلا ویحکم عدلا یتفجر العلم من جوا نبه و تنطق الحکمة من نو احیه فبکی معاویة وقال رحم الله ابا لحسن کان والله کذالک . (استیعاب ج ۳)

ترجمہ: اے ضرار مجھ سے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کر۔ اس نے کہا کہ امیر امومنین میں معذرت چاہتا ہوں۔ حضرت معاویہؓ نے باصرار فرمایا کہ تم ضرور ان کے اوصاف بیان کرو۔ اس نے کہا اگر بہرحال ان کے اوصاف بیان کرنے ہیں تو سنیے؟ واللہ وہ بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے تھے اور عدل اور انصاف سے فیصلہ کرتے تھے۔ ان کے گرد و پیش علم کا چشمہ پھوٹا پڑتا تھا اور ان کے اطراف وجوانب دانائی کا دریا رواں تھا، یہ سن کر حضرت امیر معاویہؓ رونے لگے اور فرمایا کہ خدا ابوالحسن پر رحم کرے، خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ کی مجالس میں حضرت علیؓ کے اوصاف ومحاسن بیان کرتے تھے اسی سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو موضوع روایات کا سہارا لے کر یہ ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے کہ (معاذ اللہ) حضرت معاویہؓ منبر پر حضرت علیؓ کی برائی بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ باوجود اس ختلاف کے آپس میں ایمان وایقان اور باہمی احترام وعقیدت کا جذبہ رکھتے تھے۔

حضرت معاویہؓ سلف صالحین کی نظر میں

حضرات گرامی: میں نے اب تک آپ کے سامنے حضرت معاویہؓ کی حیات طیبہ کے ان روشن پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جس پر نبوت اور اصحاب نبی اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی تصدیق کی مہر لگی ہوئی ہے اب میں آپ کے سامنے ان دلائل کا تذکرہ کروں گا جس میں سلف صالحینؒ نے

حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل ومناقب پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے!

حضرت اعمشؒ کی نظر میں

حضرت اعمشؒ کے سامنے لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عدل کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا!

فکیف ادرکتم معاویة، قالو افی حلمه قال لا واللہ بل فی عدله ،

(العواصم من القواصم حاشیه ۲۰۵)

اگر تم (معاویہؓ) کو دیکھتے تو تمہارا کیا حال ہوتا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ آپ ان کے حوصلے کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ فرمایا نہیں خدا کی قسم وہ عدل کے بارے میں بھی بڑھ کر تھے!

امام اوزاعی کا ارشاد گرامی

حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ

ادرکت خلا فة معا ویة وجما عة من اصحاب رسول اللہ ﷺ لم ینتز عوا ید امن طاعة ولا فا رقو اجما عة . (استیعاب)

میں نے حضرت معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ پایا ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کی جماعت ان کی اطاعت وفرمانبرداری سے انحراف نہیں کرتی تھی اور نہ ہی صحابہ کرام جماعت سے جدا ہوتے تھے!

اصحاب رسول کسی ایسے امیر یا ایسے حکم کی اطاعت نہیں کرتے تھے! جس کا نظام غیر اسلامی اور احکامات خلاف سنت ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ رسول کے دلوں میں حضرت معاویہؓ کی بہت بڑی عظمت تھی۔

حضرت یونس بن میسرہ کا ارشاد

حضرت یونس بن میسرہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا کہ **علیه قمیض مر تو ع الجیب وهو یسیر نی اسواق دمشق (المد یه والنها یه ج ۸)**

آپ نے جوقمیض پہنی ہوئی تھی اس کے گریبان کو پیوند لگے ہوئے گےاور آپ اس حال میں دمشق کے بازاروں میں چل پھر رہے تھے! اسی طرح امام محمد کتاب الزہد میں روایت فرماتے ہیں کہ ابواحمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے دمشق میں منبر پر حضرت معاویہؓ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو خطبے دے رہے تھے! اور آپ کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے تھے!

(یخطب الناس وعلیه ثوب مرتوع) (العو اصم من القواصم)

حضرت لیث بن سعد کا ارشاد

حضرت لیث بن سعد حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ **ما رایت احدا بعد عثمان اقضٰی بحق من صاحب هذا الباب یعنی معا ویة**

(البدا یه والنها یه ج ۸)

حضرت عثمانؓ کے بعد میں نے حضرت معاویہؓ سے زیادہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت معاویہؓ افضل یا عمر بن عبدالعزیز

حضرات گرامی: اب میں آخر میں آپ حضرات کے سامنے عبداللہ بن مبارک کا ایک قول فیصل عرض کرکے اپنے بیان کو ختم کردوں گا جس سے آپ پر حضرت معاویہؓ کی عظمت اور رفعت اور واضح ہو جائے گی۔

ان الا مام عبد الله بن مبارک سئل عمر بن العزیز افضل ام معاویه ؟ قال غبار دخل فی انف فرس معاویه حین غزافی رکاب رسول الله ﷺ افضل من عمرابن عبد العزیز . (الناهیة عن ذم معاویه)

حضرت عبداللہ بن مبارک سے سوال کیا گیا کہ عمر بن العزیز افضل ہیں یا حضرت معاویہؓ آپ نے فرمایا کہ جو غبار جہاد کے دوران حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک میں تھی وہ عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے جب کہ حضرت معاویہؓ نے آنحضرت ﷺ کی معیت میں جہاد کیا۔

خطیب کہتا ہے

حضرت معاویہؓ کاتب وحی!

حضرت معاویہؓ کی ہمشیرہ حضورؐ کے گھر!

حضرت معاویہؓ پیغمبر کی دعاؤں کا مرکز

حضرت معاویہؓ صحابہؓ کے محبوب نظر

حضرت معاویہؓ علی مرتضیٰؓ کے قلب وجگر

حضرت معاویہؓ دشمنان اسلام کے لیے تلوار براں

اس لیے

آپ کے فضائل ومراتب اور آپ سے انکار کرنے والا اہل سنت نہیں ہوسکتا۔ اہل سنت حضرت علی مرتضیٰؓ کے غلام پہلے ہیں اور حضرت معاویہؓ کے غلام بعد میں ہیں، مگر غلامی دونوں کی کی جائے گی، تو ایمان سلامت رہے گا۔ ورنہ ایمان کی خیر نہیں ہے اس لیے دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت اصحاب رسول ﷺ کی غلامی کی توفیق عطا فرمائے

وما علینا الا البلاغ المبین

پانچواں خطبہ

جمادی الاخریٰ

وفات سیدنا صدیق اکبرؓ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت.

ہر شخص موت کا مزا چکھنے والا ہے!

حضرات گرامی: آج جمادی الاخری کا آخری جمعہ ہے۔اس مہینہ میں امیر المومنین خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی تھی ۔اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات کے سامنے ان واقعات و حالات کا تذکرہ کروں جن سے حضرت صدیق اکبرؓ کی زندگی کے آخری روشن اور درخشندہ لمحات سامنے آئے ہیں۔ روایات کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حضرت صدیقؓ فنافی الرسول کے اس عظیم منصب پر فائز ہو چکے تھے کہ ان کی زندگی کے آخری لمحات بھی اپنے محبوب کی حیات طیبہ سے ملتے جلتے نظر آتے ہیں۔اس کو حسن اتفاق سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کو مبالغہ کا رنگ دیا جا سکتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا صدیقؓ عشق رسالت میں اس قدر بلند و بالا ہو چکے تھے کہ بعض ادائیں پرتو عشق رسالت بن کر ایک عالم کو منور کر رہی تھیں یہ عجیب بات ہے کہ

☆ محبوب و محبّ کا وجہ مرض ایک

☆ محبوب و محبّ کی وفات کی کیفیات ایک

☆ محبوب و محبّ کے آخری لمحات کے کلمات ایک

☆ محبوب و محبّ کی آخری فکر ایک

اور سب سے بڑھ کر

☆ محبوب و محبّ کا مدفن ایک (سبحان اللہ)

کیا حجتیں ہیں
کیا عظمتیں ہیں
کیا یک رنگی ہے
کیا یگانگت ہے

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ترتیب وار ہر ایک پہلو پر آپ حضرات کو دلائل کا ذخیرہ دیتا جاؤں تاکہ آپ کے سامنے اس پیارے موضوع کے تمام پہلو آسکیں!

سب سے پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ

محبوب ومحبّ کی وجہ مرض ایک ہے!

سرکار دو عالم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے متعلق آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ یہودیوں نے ان دونوں کو زہر دے دیا تھا اور وہ زہر اس انداز کا تھا جس کی تاثیر آپ پر اور صدیق اکبرؓ پر ایک خاص وقت گزرنے پر ہوئی! چونکہ ان دونوں (محبّ ومحبوب) کی وفات شریفہ اسی زہر کے اثر سے ہوئی ہے اس لیے وارثان علوم نبوت نے ان کی وفات کو شہادت سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اور صدیق اکبرؓ ایک دوسرے کے اس قدر قریب ہو گئے تھے کہ ان کی عادات و اطوار بھی ایک جیسے ہوتے چلے گئے، اس لیے مرض وفات کے جو حالات احادیث میں سرکار دو عالم ﷺ پر وارد ہوئے ان سے ملتے حالات و کیفیات سیدنا صدیق اکبرؓ پر وارد ہوئے! جو دنیائے عشق ومحبت کی ایک عجیب و نادر مثال ہے! چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ کو بھی غزوہ خیبر میں زہر دیا گیا تھا۔ حضرت ابی ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ

لما فتحت خيبر اهديت لرسول الله ﷺ شاة فيها سم (بخاری ج ۲)

جب خیبر فتح ہوا تو رسول ﷺ کو ایک بکری (پکا) کر ہدیہ دی گئی جس میں زہر تھا!

حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک دن سرکار دو عالم ﷺ نے ایام مرض میں ارشاد فرمایا کہ

يا عائشة ما ازال اجد الم الطعام الذی اكلت بخيبر وهذا اوان وجدت

انقطاع البھری من ذالک السم (بخاری شریف مشکوٰۃ باب وفات النبی ؐ)

اے عائشہؓ میں نے خیبر میں جو طعام زہر آلود کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا مگر اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر سے میری رگ ابھر منقطع ہوگئی ہے۔ ابہر ایک پیٹھ میں رگ ہوتی ہے!

اس سے معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم ﷺ کی وفات شریفہ کا سبب وہی زہر ثابت ہوئی جو آپ کو غزوہ خیبر میں کھانے میں دے دی گئی!

صدیق اکبرؓ کو بھی زہر دیا گیا

جس طرح دشمنان اسلام نے سرکار دوعالم ﷺ کو زہر دیا تھا۔ اسی طرح آپ کے یار غار سیدنا صدیق اکبرؓ کو بھی زہر دیا گیا چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ!

ودوی الحاکم عن الشعبی قال ماذا نتو قع من ھذہ الدنیا الدنیة و قدسم رسول اللہ ﷺ وسم ابو بکر . (تاریخ الخلفاء)

حاکمؒ نے شعبیؒ سے روایت کہ ہے انہوں نے کہا کہ ہم اس دنیائے فانی سے کیا امید رکھیں جب کہ رسول ﷺ کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کی بھی زہر دیا گیا اسی طرح حضرت سعد نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہا کہ (صحابہ کرامؓ) کہتے تھے کہ

ان الیھود سمت رسول اللہ ﷺ وسمت ابا بکر (طبقات ابن سعد)

یہود نے رسول اللہ ﷺ کو بھی زہر دیا اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی زہر دیا! ان روایات سے معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے مرض کی بنیادی وجہ بھی زہر ہے اور صدیق اکبرؓ کے مرض کی بنیادی وجہ بھی زہر ہی ہے پھر لطف یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کی علامت کا آغاز بھی دردسر اور شدید بخار سے ہوا اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی علالت کا آغاز بھی دردسر اور شدید بخار ہی سے ہوا ......اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ بھی تقریبا دو ہفتے شدید بخار میں مبتلا رہے اور سیدنا صدیق اکبرؓ بھی تقریبا دو ہفتے سخت علیل رہے اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ نے بھی سوموار کو وفات پائی اور صدیق اکبرؓ نے

بھی سوموار کو وفات پائی۔

خطیب کہتا ہے

کیفیات میں یگانگت

حضور ﷺ کو زہر دیا گیا۔

صدیق اکبرؓ کو زہر دیا گیا۔

حضور ﷺ کی علالت کا آغاز دردسر اور شدید بخار سے ہوا۔

صدیق اکبرؓ کی علالت کا آغاز بھی دردسر اور شدید بخار سے ہوا۔

حضور ﷺ تقریباً دو ہفتے شدید بیمار رہے۔

صدیق اکبرؓ بھی تقریباً دو ہفتے شدید بیمار رہے۔

حضور ﷺ نے بھی سوموار کو وفات پائی

صدیق اکبرؓ نے بھی سوموار کو وفات پائی

حضور ﷺ نے بھی ۶۳ برس کی عمر پائی۔

صدیق اکبرؓ نے بھی ۶۳ برس کی عمر پائی۔

حضور ﷺ کو بھی تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

صدیق اکبرؓ کو بھی تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

یہ تھیں محبوب و محبّ کی محبت کی جھلکیاں جس سے سیدنا صدیق اکبرؓ کا فنافی الرسول ہونا ثابت ہوتا ہے اور دنیائے عشق و محبت میں ان کے محبّ رسول کے زمزمے گونجتے ہیں۔

صدیقؓ کی آرزو

سیدنا صدیق اکبرؓ تو صبر و استقامت کا کوہ گراں تھے مگر سرکار دو عالم ﷺ کی وفات شریفہ کے بعد افسردہ خاطر اور نجیدہ رہا کرتے تھے۔ سرکار دو عالم کی وفات کے بعد صرف دو برس تین مہینے اور گیارہ دن زندہ رہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کے فراق کا صدمہ آپ سے برداشت نہیں ہوا ہر روز لاغر اور نحیف ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ سفر آخرت اختیار کر لیا، آپ

نے وفات کے بعد سب کو تسکین کا پیغام سنایا، مگر آپ کے دل کی بے قراری ختم نہ ہوئی ایک روز درخت کے سایہ میں ایک چڑیا کو اچھلتے اور پھدکتے دیکھا! ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اس سے فرمایا!

اے چڑیا؟

تو کس قدر خوش قسمت ہے درختوں کے پھل کھاتی ہے اور ٹھنڈی چھاؤں میں خوش رہتی ہے! پھر موت کے بعد تو وہاں جائے گی جہاں تجھ سے کچھ باز پرس نہ ہوگی۔

اے کاش!

ابوبکرؓ بھی اس قدر خوش نصیب ہوتا!

کبھی فرماتے!

اے کاش میں درخت ہوتا۔

کاٹ لیا جاتا

یا کھا لیا جاتا

ان ارشادات درد سے اندازہ ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی وفات اور رحلت کے بعد صدیق اکبرؓ کی درد و گداز کی کیفیتیں کہاں تک پہنچ چکی ہیں ورنہ صدیق اکبرؓ تو وہ ہیں جن کا جنت خود اشتیاق و محبت سے انتظار کرتی تھی .... بعض لوگ ایسے ہیں جو جنت کو تلاش کرتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جن کو جنت خود تلاش کرتی ہے۔قربان جاؤں۔

صدیق اکبرؓ آپ کے

ساری دنیا جنت کو تلاش کرتی ہے۔

اور

جنت صدیق اکبرؓ کی تلاش میں ہے۔

سبحان اللہ

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس ہدیہ کا گوشت آیا تھا۔آپ حارث ابن کلاہ کے ساتھ اس کو تناول فرما رہے تھے کہ حارث نے کہا!

یاامیرالمومنین؟

آپ نہ کھائیں مجھے اس میں زہر کی آمیزش کا اشتباہ ہورہا ہے۔آپ نے ہاتھ کھینچ لیا مگر اسی روز سے دونوں مضمحل رہنے لگے۔ ۷ جمادی الاخری کو آپ نے غسل فرمایا اسی روز سردی سے بخار ہوگیا! اور پھر نہیں سنبھلے، جب تک جسم پاک میں آخری توانائی باقی تھی ۔ مسجد نبویؐ میں تشریف لاتے رہے اور نماز پڑھاتے رہے۔لیکن جب مرض نے غلبہ پالیا تو حضرت عمرؓ کو بلا کر حکم فرمایا کہ آئندہ آپ نماز پڑھائیں۔

علاج سے انکار

علاج معالجہ سنت ہے مگر حضور ﷺ نے مرض وفات کے آخری ایام میں دوائی پلانے سے منع فرما دیا تھا اور حضرت عائشہؓ سے فرما دیا تھا کہ آئندہ مجھے دوائی نہ پلائی جائے چنانچہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے جب عرض کیا گیا ہم کسی طبیب کر بلا کر آپ کو دکھا دیں تو فرمایا!

طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے!

صحابہؓ نے پوچھا!

طبیب نے کیا کہا ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ اس نے فرمایا کہ **انی فعال لما یرید**

میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں!......................سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

اس سے معلوم ہوا.................کہ موت وحیات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے

اس سے معلوم ہوا کہ صدیق کے اکبرؓ کا عقیدہ تھا کہ مختار کل صرف اللہ ہے

اس سے معلوم ہوا جب تقدیر کا فیصلہ ہو جائے تو تدبیر نہیں چل سکتی

اس سے معلوم ہوا صدیق اکبرؓ اپنے مولیٰ کے فیصلہ پر راضی تھے!

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے ارادے کے سامنے کسی کو چارہ نہیں ہے!

اس سے معلوم ہوا سب بندے اس کے محتاج ہیں۔

وہ کسی کا محتاج نہیں ہے

مصلّیٰ فاروق اعظمؓ کے سپرد

حضرات گرامی: حضرات سیدنا صدیق اکبرؓ کی علالت جب بڑھتی گئی اور آپ اپنی بے انتہا نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے مسجد میں تشریف لانے سے معذور ہو گئے تو آپ نے اپنا مصلّیٰ حضرت فاروق اعظمؓ کے سپرد فرما دیا!

سرکار دو عالم ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل یہ امامت و خلافت کی امانت حضرت صدیقؓ کے سپرد فرمائی تھی!

چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ کی مرض وفات میں صدیق اکبرؓ نے نمازیں پڑھائیں۔

فصلی ابو بکر تلک الایام . (بخاری و مسلم)

ان ایام کی نمازیں ابوبکرؓ نے پڑھائیں!

اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے مرض وفات کے ایام میں امامت و خلافت کی امانت حضرت فاروق اعظمؓ کے سپرد فرمائی! اس طرح اس خلافت کا نقشہ یوں بن گیا۔

ابوبکرؓ	خلیفہ رسول ﷺ
عمرؓ	خلیفہ صدیق ﷺ

حضرت صدیق اکبرؓ نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی نامزدگی کے وقت صحابہ کرام سے بھی مشورہ لیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلا کر پوچھا۔ عمر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کیا! آپ ان کی نسبت جتنی بھی اچھی رائے قائم کر لیں۔ میرے نزدیک وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہیں............!

ہاں ان میں کسی قدر طبیعت میں سختی ضرور ہے!

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ ان کی سختی اس لیے تھی کہ میں نرم تھا۔ جب ان پر ذمہ داری پڑ جائے گی تو وہ خود نرم ہو جائیں گے!

حضرت عثمانؓ سے مشورہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رخصت ہوگئے تو حضرت عثمانؓ کوطلب فرمایا اوران سے رائے دریافت کی تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا..........پھربھی آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت عثمانؓ نے عرض کیا! میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ عمر کا باطن ظاہر سے اچھا ہےاوران کی مثل ہم لوگوں میں اورکوئی نہیں!

حضرت سعید بن زیداوراسید بن حضیر سے استفسار فرمایا تو حضرت اسیدؓ نے کہا! عمر کا باطن پاک ہے وہ نیکوکاروں کے دوست اور بدوں کے دشمن ہیں مجھے ان سے زیادہ قوی اور مستعد شخص نظرنہیں آتا۔حضرت صدیق اکبرؓ نے اسی طرح یہ سلسلہ جاری رکھا اور مدینہ بھرمیں یہ خبرعام ہوگئی کہ آپ حضرت عمرؓ کواپنا جانشین مقرر فرمارہے ہیں۔

(محاضرات، تاریخ الخلفا)

وصیت نامہ

مشورہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کوطلب فرمایا کہ عہد نامہ خلافت لکھےابھی چند سطریں ہی لکھی گئی تھیں کہ آپ کوغش آ گیا۔حضرت عثمانؓ نے دیکھ کر یہ الفاظ اپنی طرف سے لکھ دیئے کہ''میں عمرؓ کوخلیفہ مقرر کرتا ہوں'' تھوڑی دیر کہ بعد ہوش آیا تو حضرت عثمان سے فرمایا جو کچھ لکھا ہے مجھے پڑھ کر سناؤ۔حضرت عثمانؓ نے ساری عبارت پڑھ دی،تو بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھےاورفرمایا..................خداتعالی تجھے جزائے خیرعطافرمائے!

وصیت نامہ تیار ہوگیا تو حضرت عثمانؓ اورایک انصاریؓ کے ہاتھ مسجد میں بھیج دیا تاکہ مسلمانوں کوسنادیں اورخودبھی بالا خانے پرتشریف لے گئے۔شدت ضعف اس عالم بالا میں داخل ہورہا ہے،قلم بندکروائے عثمانؓ یہ ایسے وقت کی نصیحت ہے جس وقت کافر ایمان لے آتے ہیں بدکارسنبھل جاتے ہیں اورجھوٹے حق کے روبروگردن جھکا دیتے ہیں۔میں نے اپنے بعدعمر بن خطاب کوتم پرامیر مقرر کیا ہے لہذا تم ان کا حکم سننا اوراطاعت کرنا۔میں نے اس معاملے میں خدا

کی رسول ﷺ کی اسلام کی خود اپنی اور آپ لوگوں کی خدمت کا پورا لحاظ رکھا ہے! اور کوئی کوتاہی نہیں کی!

اب اگر عدل کریں گے تو ان کے متعلق میرا علم اور حسن ظن یہی ہے اور اگر وہ بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کیئے کا جواب دہ ہے، میں نے جو کچھ بھی کیا ہے نیک نیتی سے کیا ہے اور غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ جو لوگ ظلم کریں گے وہ اپنا انجام جلد دیکھ لیں گے، والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

اس کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ کو خلوت میں بلایا اور مناسب وصیتیں فرمائیں۔

دعا کے لیے ہاتھ اٹھالئے

حضرت فاروق اعظمؓ کے لیے جب وصیتوں سے فارغ ہوئے تو حضرت صدیق اکبرؓ اپنے داتا کے حضور نہایت ہی اخلاص اور گریہ زاری سے دعا فرماتے ہیں کہ

اللهم انی لم ارد بذ الک الا صلاحهم و خفت علیهم الفتنة فعملت فیهم بما انت اعلم به و اجتهدت لهم رائا فو لیت علیهم خیر هم و اتو هم علیهم و اخر صهم علی ما ارشد هم و اجعله من خلفا ئک الراشدین، و اصلح له رعیته . (تاریخ الخفاء)

خداوند! میں نے یہ انتخاب اس لیے کیا ہے تا کہ مسلمانوں کی بھلائی ہو جائے مجھے یہ خوف تھا کہ وہ کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔! اے مالک! جو کچھ میں نے کیا ہے تو اسے بہتر جانتا ہے میرے غور و فکر نے یہی رائے قائم کی ہے، اس لیے میں نے ایک ایسے والی کو مقرر کیا ہے جو میرے نزدیک سب سے زیادہ مستقل مزاج اور سب سے زیادہ مسلمانوں کی بھلائی کا آرزومند ہے!

اے اللہ! مسلمانوں کو صالح حاکم عنایت فرما!

عمرؓ کو خلفائے راشدین کی صف میں جگہ عطا فرما اور اس کی رعیت کو صلاحیت سے بہرہ مند فرما!

آخر وقت سنت محبوب کی ادائیگی

سرکار دو عالم ﷺ نے وفات شریفہ کے ایام ہی میں حضرت اسامہؓ بن زید کے لشکر کو روانہ فرمایا تھا۔ چنانچہ عروہؓ بن زبیر سے روایت ہے کہ مرض وفات میں رسول ﷺ اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا!

ایھا الناس انفذ وابعث اسامة، ثلاث مرات (طبقات ابن سعد)

لوگو! اسامہؓ کی روانگی کو پایہ تکمیل تک پہنچا دو۔ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ اسی طرح جب صدیق اکبرؓ کی حیات پاک کا آخری دن تھا کہ حضرت مثنیٰ نائب سالار عراق آ پہنچے۔ اس وقت حضرت امیر المومنین جان کنی کے آخری مراحل سے گزر رہے تھے۔ مثنیٰ کی آمد معلوم ہوئی تو کسی خطرے کا احساس کر کے انہیں اسی وقت بلا بھیجا۔ انہوں نے محاذ جنگ کے تمام حالات تفصیل سے بیان کئے اور کہا کہ کسریٰ نے اپنی تازہ دم فوجیں محاذ عراق پر بھیج دی ہیں، حالات سن کر اسی حالت میں فاروق اعظمؓ کو طلب کر کے ارشاد فرمایا عمرؓ! جو کچھ میں کہتا ہوں اسے سنو اور اس پر عمل کرو مجھے امید ہے آج میری زندگی ختم ہو جائے گی تو اگر میرا دن میں دم نکلے تو تو شام سے پہلے اور رات میں نکلے تو صبح سے پہلے مثنیٰ کے لیے کمک بھیج دینا! .... پھر فرمایا! عمرؓ کسی بھی مصیبت کی وجہ سے دین اسلام کی خدمت اور حکم ربانی کی تعمیل کو کل پر ملتوی نہ کرنا۔ حضرت محمد رسول ﷺ کی وفات سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کون سی مصیبت ہو سکتی تھی، مگر تم نے دیکھا کہ اس روز بھی جو کچھ میں نے کرنا تھا وہ میں نے کر دیا۔

کمزوری کے باعث اپنے قدموں پر کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ اس واسطے ان کی بیوی حضرت اسماء دونوں ہاتھوں سے سنبھالے ہوئے تھیں! نیچے آدمی جمع تھے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا!

فقال لھم اترضون بمن استخلف علیکم فانی واللہ ماالوت من جھد الرای ولاولیت ذالرابةوانی قد ولیت علیکم عمر بن الخطاب فاسمعو له واطیعو .... فقالو ا سمعنا واطعنا . (محاضرات تاریخ الامم اسلامیه ۱۹۷)

کیا تم اس شخص کو قبول کرو گے جسے تم پر خلیفہ مقرر کروں؟ خدا کی قسم میں نے غور وفکر میں ذرا برابر کمی نہیں کی اس کے علاوہ میں نے اپنے قریب وعزیز کو تجویز نہیں کیا میں عمر بن خطاب کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔ لہذا تم ان کا حکم سنو اور اطاعت کرو سب نے کہا کہ ہم نے سنا اور تسلیم کرلیا

پھر حضرت عثمان غنیؓ سے ارشاد فرمایا کہ

اکتب .... بسم الله الرحمٰن الرحيم ، هذا ماعهد ابو بكر بن ابى قحا فةفى آخر عهد بالدنيا خارجا منها وعند اول عهد ه بالا خرة داخلا منها. حيث يومن الكافر ويوقن الفا جر ويصدق الكاذب انى استخلفت عليكم بعدى عمر بن الخطاب فاسمعو اله واطيعو ا وانى لم ال الله ورسوله ودينه ونفسى واياكم خير افان عدل فذالك ظنى به وعلمى فيه .... وان بدل فلكل امرى مااكتسب والخير اردت ولا اعلم الغيب وسيعلم الذين ظلمو اى منقلب ينقلبون والسلام عليكم ورحمة الله وبركا ته .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کا وصیت نامہ ہے جو اس نے آخر وقت دنیا میں جب کہ وہ اس جہان سے کوچ کررہا ہے اور شروع وقت آخرت میں جب کہ کافر ایمان لے آتا ہے، فاجر یقین کرلیتا ہے، جھوٹا سچ بولتا ہے میں نے عمر بن خطاب کو تم پر خلیفہ بنایا ہے اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

خطیب کہتا ہے

حضور ﷺ نے — آخری وقت مصلیٰ صدیقؓ کے حوالے کیا

صدیقؓ نے — آخری وقت مصلیٰ فاروق اعظمؓ کے حوالے کیا

ابوبکرؓ — خلیفہ رسول بن گئے

تو

عمرؓ — خلیفہ خلیفہ رسول بن گئے

خلافت فاروق کی تجویز — صدیق اکبرؓ نے کی

خلافت فاروق کی تائید — تمام اہل مدینہ نے کی

صدیق اکبرؓ نے اپنے لیے — دوا لینے سے انکار فرما دیا

فاروق اعظمؓ کو — دعا دینے کے لیے ہاتھ اٹھائے

دوا سے انکار

دعا کا اقرار

وصیت صدیقی میں......................عقیدے کی تاریخ ساز اصلاح

و لا اعلم الغیب

خداوندا! جو میں جانتا تھا میں نے کر دیا

جو تو جانتا ہے تو کر دے

کیونکہ تو عالم الغیب ہے

اور میں عالم الغیب نہیں ہوں

حضور ﷺ نے بھی وفات کے وقت عقیدے کی اصلاح فرمائی۔

صدیقؓ نے بھی وفات کے وقت عقیدے کی اصلاح فرمائی۔

حضور ﷺ کو بھی آخری وقت امت کا فکر تھا۔

صدیقؓ کو بھی آخری وقت امت کا فکر تھا۔

یہ حسن اتفاق نہیں ہے

بلکہ

یہ نبوت اور صدیقیت

کی ایک دوسرے سے گہرے لگاؤ کی دلکش جھلکیاں ہیں۔حضور ﷺ نے آخری وقت اسامہ بن زید کو روانہ کیا۔صدیقؓ نے آخری وقت مثنیٰ کو محاذ جنگ پر بھیجا۔

(سبحان اللہ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے راز داریاں

سرکار دوعالم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کے پاس آپ کی چہیتی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ آئیں تو باپ نے لخت جگر سے پیار کیا اور دل کی بات کی! اسی طرح سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیٹی سیدہ طاہرہ حضرت عائشہؓ سے دل کی باتیں فرمائیں۔

اور فرمایا کہ بیٹی میں نے جو غابہ کی بیس وسق کھجوریں ہبہ کی تھیں اگر تم نے ان پر قبضہ کر لیا تو خیر ورنہ میری موت کے بعد وہ کھجوریں میراترکہ ہوں گی۔ تمہارے دوسرے دو بہن بھائی ہیں ان کو کھجوروں کی از روئے قرآن ان سب میں تقسیم کر دینا۔ حضرت صدیقہؓ نے عرض کیا کہ اے والد گرامی قدر!

میں حکم والا کی تعمیل کروں گا۔ اگر چہ اس سے زیادہ بھی کوئی مال آپ نے مجھے ہبہ کیا ہوتا تو میں اسے بھی آپ کے حکم کے مطابق چھوڑ دیتی!

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تمام دولت راہ خدا میں لٹادی تھی، یہاں تک کہ زمانہ خلافت میں ان پر بیت المال کا چھ ہزار روپیہ قرض چڑھ گیا تھا، لیکن تقویٰ اور دیانت داری کا ایک بے نظیر نمونہ دیکھئے کہ وفات کے وقت مسلمانوں کا ایک حبہ بھی اپنی ذات پر صرف کرنا یا اولاد کے لیے چھوڑ جانا گوارا نہ ہوا، وفات کے وقت وصیت فرمائی تو سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ

وکان الذی فرضو اله کل سنة ستة الاف درهم فلما حضرته الو فاة قال ردو ماعندنا من مال المسلمین فانی لا اصیب من هذا المال شیا وان ارضی التی بما کان کذا واکذا للمسلمین بما اصبت من امو لهم فد فع ذالک الی عمر ا.

ترجمہ: لوگوں نے آپ کا جو وظیفہ مقرر کیا تھا اس کی رقم چھ ہزار درہم تھی جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے جو کچھ بھی ہے وہ واپس کر دو! میں اس مال میں سے کچھ بھی لینا نہیں چاہتا! اور فلاں فلاں مقام پر میری جو زمین ہے وہ مسلمانوں کے اس مال کے عوض ہے جو میں نے بطور وظیفہ پایا ہے پس وہ حضرت عمرؓ کے حوالے

کردی جائے!

سیدہ عائشہؓ سے فرمایا کہ بیٹی؟

اما انا منذ ولینا امر المسلمین لم نا کل لھم دینارا ولا درھما ولکنا قد اکلنا من جریش طعامھم فی بطوننا ولبسنا من خشن ثیابھم علی ظھورنا ولیس عندنا من فی المسلمین قابل وکثیر . (طبقات)

جب سے ہم مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے ہم نے ان کے درہم و دینار سے کوئی پر تکلف کھانا نہیں کھانا نہیں کھایا ہاں ہم نے دال دلیا کھایا اور سخت اور کھردرا کپڑا پہنا ہے اور ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سے تھوڑا بہت کچھ بھی نہیں۔

لیکن یہ حبشی غلام یہ پانی لاد کر لانے والی اونٹی اور یہ اوڑھنے کی پرانی اور بوسیدہ چادر ہے!

بیٹی عائشہ؟ جب میں وفات پا جاؤں تو ان سب چیزوں کو حضرت عمرؓ کے پاس بھجوا دینا اور مجھے ان سے بری الذمہ کر دینا!

اللہ اللہ فقر صدیقی

سیدنا صدیق اکبر خلیفہ رسول ﷺ کی یہ شان فقر ہے کہ زندگی کا آخری اثاثہ.................. ایک حبشی غلام ایک اونٹنی اور ایک بوسیدہ چادر جس کی قیمت (ثمن خمسہ الدراہم (طبقات) پانچ درہم تھی۔

اونٹنی یا غلام بھی سیدنا صدیق اکبرؓ کے ذاتی کام کے لیے نہیں تھے بلکہ اونٹنی کا دودھ سرکاری مہمانوں کو پلایا جاتا تھا اور غلام بھی اسلامی حکومت کے مہمانوں کی خدمت بجالاتا تھا، کیونکہ صدیق اکبرؓ کے پاس کوئی ذاتی مال تو تھا ہی نہیں........... جو تھا وہ تمام کا تمام مسلمانوں کے لیے اسلام کے لیے قربان کر دیا تھا۔

پروانے کو شمع اور بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے خدا کا رسولؐ بس

وکان یسقی لبنھا جلساء ولم یکن فی یدہ من المال شیی . (طبقات)

اور وہ غلام ان اونٹنیوں کا دودھ حضرت ابوبکرؓ کے ہم نشینوں (مہمانوں) کو پلایا کرتا تھا (کیونکہ) آپ کے ہاتھ میں اپنا ذاتی مال کچھ بھی نہ ہوتا تھا!

اس لیے سرکاری غلام بیت المال کی اونٹنیوں کا دودھ مہمانوں کو پلایا کرتا تھا!

فاروق اعظمؓ کا دامن آنسوؤں سے تر ہو گیا

سیدنا صدیق اکبرؓ کی وصیت کے مطابق حضرت سیدہ طاہرہ عائشہؓ نے جب اونٹنی اور غلام اور بیت المال کا وہ وظیفہ جو مسلمان نے خود حضرت صدیق اکبرؓ کے لیے ماہوار مقرر کیا تھا۔ اسے حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں واپس لوٹایا تو حضرت عمرؓ کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔

حتی جعلت دموعه تسیل فی الارض (طبقات)

یہاں تک کہ آنسوں سے زمین تر ہو گئی اور حضرت عمرؓ بار بار فرماتے تھے کہ اللہ حضرت ابوبکرؓ پر رحمت فرمائے! انہوں نے اپنے بعد والوں کو بڑی مشقت میں ڈال دیا۔ اللہ اللہ............ یہ ہے شان صدیقی کہ ایک کھوٹی کوڑی بھی مسلمانوں کی واپس کی اور اپنا تمام حساب مخلوق خدا سے بے باق فرما کر اب اپنے خالق حقیقی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاتے ہیں اور سفر آخرت کی تیاری شروع ہو جاتی ہے!

آخری لمحات کی جھلکیاں

حضرت عائشہؓ جو ایام مرض وفات میں ہر وقت سیدنا صدیق اکبرؓ کے قریب ہی موجود ہیں اور والد گرامی کی خدمت کا حق ادا کر دیا تو آخری لمحات میں ان سے سوال کیا کہ بیٹی عائشہ؟

نبی کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا! تین سفید سحولی کپڑوں میں!

پھر فرمایا! **فی ای یوم توفی النبی ﷺ**

حضور ﷺ نے کس دن وفات پائی تھی!

قلت یوم الا ثنین

میں نے کہا سوموار کے دن!

صدیق اکبرؓ نے فرمایا.................. **قال ارجو فیما بینی وبین اللیل**

مجھے امید ہے کہ آج رات میری موت کا پیغام آجائے گا۔

مجھے پرانے کپڑوں میں کفن دینا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی چادروں کو دیکھ کر فرمایا جو اس وقت زیب تن فرمائی تھیں!

انظر و اثوبی ھذین فاغسلو ھما و کفنونی فیھما .... (**تاریخ الخلفاء**)

دیکھو میری ان دو پرانی چاروں کو دھو لینا اور انہی میں کفن دینا!

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضرت میں نئی چادروں کا انتظام کرلوں گی ان میں کفن دیا جائے گا۔ فرمایا بیٹی نہیں!

فان الحی احوج الیٰ الجدید من المیت

زندہ مرنے والی کی بنسبت نئے کپڑوں کا زیادہ محتاج ہوتا ہے۔

اس لیے مجھے نئے کفن کی ضرورت نہیں بلکہ یہ کسی مدینہ کے غریب کے کام آئے گا

خطیب کہتا ہے

ایثار کی حد ہوگئی

جو وظیفہ بیت المال سے لیا تھا وہ تمام واپس کردیا، اپنی زندگی کا پورا مال اسلام پر خرچ کردیا۔

غلام، اونٹنی واپس کردیئے!

بیٹی کو جو بیس وسق ہبہ کیا تھا اس کی تقسیم کا بھی حکم دے دیا، نیا کفن نہیں بلکہ دو پرانی چادروں کو دھو کر کفن بنانے کا حکم دے دیا!

کیا خطیب سوال کرسکتا ہے؟

کہ اگر صدیق اکبرؓ ایک اونٹ اپنے پاس نہیں رکھتا

کہ اگر صدیق اکبرؓ ایک غلام اپنے پاس نہیں رکھتا

کہ اگر صدیق اکبرؓ تمام وظیفہ واپس کر دیتا ہے
کہ اگر صدیق اکبرؓ نیا کفن نہیں لیتا
تو صدیق اکبرؓ بی بی فاطمہ کا فدک
کیسے چھین سکتا ہے؟

اس صدیقؓ کا غاصب کہتے ہوئے نہیں شرماتے
جو کفن کے لیے نئی چادروں کا بھی روادار نہیں،
خطیب کو بتایا تو جائے!
صدیقؓ نے تمہارا بگاڑا کیا ہے؟
صدیقؓ نے کیا غصب کیا ہے؟
صدیقؓ نے سب سے پہلے اسلام کی تصدیق کی
صدیقؓ نے سب سے پہلے اسلام کا برملا اظہار کیا
صدیقؓ نے سب سے پہلے اسلام کے لیے مار کھائی
صدیقؓ نے سب سے پہلے اپنے جسم کو لہولہان کرایا
صدیقؓ نے سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی صدا بلند کی
صدیقؓ نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی
صدیقؓ نے سب سے پہلے معراج کی تصدیق کی
صدیقؓ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کے لیے جان و مال لٹایا
صدیقؓ نے سب سے پہلے اپنے محبوب کو کندھوں پر اٹھایا
صدیقؓ نے ہر مقام پر اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔
سب کچھ لٹا کر
سب کچھ نثار کر کے
آخری وقت......امت سے کفن بھی نہیں مانگا۔ وہ بھی اپنی پھٹی پرانی چادروں میں ملبوس ہو کر

اس دنیائے فانی سے سرخرو ہوکر رخصت ہوگیا اور جاتے ہوئے بھی دنیا کو سبق دے گیا کہ صدیقؓ وہ ہوتا ہے

جو اسلام کو سب کچھ دیتا ہے
اسلام سے کچھ بھی نہیں لیتا

صدیقؓ کی دولت.......................یا خدا ہوتا ہے
اور یا.......................رسول خدا ہوتا ہے
صدیقؓ.......................کسی کا مقروض نہیں ہے
پوری امت.......................صدیقؓ کی مقروض ہے
اسلام.......................صدیقؓ کا مقروض ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ بول اٹھے!

قال رسول الله ﷺ مالا حد عند نا يد الا وقد كافانا ه الاابابكر فان له عند نا يد ا لكافئه الله بها يوم القيامة، وما نفعنى مال احد قط مانفعنى مال ابى بكر (تاريخ الخلفا ء)

رسول ﷺ نے فرمایا کہ جن کا مجھ پر احسان تھا۔ میں نے دنیا میں ان کے احسان کی مکافات کردی ہے سوائے ابوبکرؓ کے کہ ان کو اللہ قیامت کے دن بدلہ دے گا جتنا مجھے ابوبکرؓ کے مال سے نفع پہنچا کسی اور کے مال سے نہیں پہنچا۔

معلوم ہوا کہ خود سرکار دوعالم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قربانیوں سے اس قدر متاثر تھے کہ آپ نے ارشاد فرما کہ دنیا کو حیران کر دیا کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ کے مال سے زیادہ کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا.................اس کا احسان اور بدلہ سوائے اللہ کی ذات کے اور کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

سبحان اللہ

آخر وہ وقت آ ہی گیا

حضرات گرامی: یہ مسلمانوں کا مونس وغمخوار یہ رسول کا یارِ غار بھی آخر موت کے اس المناک دراوزے پہ پہنچ ہی گیا جس سے ہر شخص کو گزرنا ہوگا۔

خواہ نبی ہو یا ولی

مفسر ہو یا محدث

معلم ہو یا متعلم

مقتدا ہو یا مقتدی

چھوٹا ہو یا بڑا

موت سب کو آنی ہے اور آ کر رہے گی۔

اس میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ موت ہی دنیا میں ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ موت کا مزا ہر ایک کو چکھنا ہے اور موت کے دروازے سے ہر ایک گزرنا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو موت کو بھی شرمندہ کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور موت بھی فخر کرتی ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کی بھی زیارت کی ہے جو زندگی بھر مسرتوں سے سرشار رہے ہیں اور اب بھی رحمت خداوندی ان کے انتظار میں ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آخری وقت مجھے فرمایا کہ بیٹی مجھے وفات کے بعد حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کرنا۔

ان ابا بکر اوصیٰ عائشة ان یدفن الیٰ جنب رسول الله علیه الصلوٰة والسلام . (تاریخ الخلفاء)

ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو وصیت فرمائی کہ مجھے رسول ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے!

موت کی ساعتیں لحہ بہ لحہ قریب آ رہی تھیں۔ حضرت عائشہؓ اس ڈوبتے ہوئے چاند کے سرہانے بیٹھی تھیں غم آلودہ اور حسرت انگیز خیالات آنسوؤں کے ساتھ ساتھ دماغ کی پہنائی سے اتر رہے تھے! اور زبان سے بہہ رہے تھے!

حضرت عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا!

وابیض یستقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامیٰ عصمة للا رامل

بہت سی نورانی صورتیں ہیں جن سے بادل بھی پانی مانگتے تھے۔ وہ یتیموں کے سہارا تھے اور بیواؤں کے پشت پناہ تھے۔ یہ سن کر حضرت صدیقؓ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا!

میری بیٹی .... یہ تو رسول ﷺ کی شان تھی!

حضرت عائشہؓ نے ایک دوسرا شعر پڑھا تو ارشاد فرمایا کہ

یہ نہیں اس طرح کہو!

جاء ت سکرة الموت بالحق ذالک ماکنت منه تحید

موت کی بے ہوشی کا صحیح وقت آ گیا ہے۔ یہ وہ ساعت ہے جس سے تم بھاگتے تھے!

آخری وقت لبوں پر یہ دعا جاری ہوگئی۔

رب تو فنی مسلما والحقنی بالصالحین

اے اللہ مجھے مسلمان اٹھا اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما!

پہلوئے مصطفےؐ میں بنا آپ کا مزار

حضرات گرامی: سیدنا صدیق اکبرؓ کو ان کی وصیت کے مطابق روضہ رسول ﷺ میں دفن کیا گیا۔

فلما توفی حفر له وجعل راسه عند کتف رسول الله علیه الصلوٰة والسلام (تاریخ الخلفاء)

آپ کی وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک سرکار دو عالم ﷺ کی قبر مبارک کی متصل تیار کی گئی اور حضور اکرم ﷺ کے کندھے مبارک کے برابر آپ کا سر مبارک رکھا گیا..................

پہلوئے مصطفےؐ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

سیدنا فاروق اعظمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔آپ کی زوجہ محترمہ حضرات اسمأؓ بنت عمیس نے غسل دیا اور آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے جسم اطہر پر پانی بہایا۔حضرت عمرؓحضرت طلحہؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے میت پاک کو آغوش لحد میں اتارا اور ایک ایسی بر گزیدہ شخصیت کو جو رسول دو جہاں کے بعد امت مسلمہ کی سب سے زیادہ مقبول و بزرگوار اور افضل ترین شخصیت تھی ہمیشہ کے لیے چشم جہاں سے اوجھل کر دیا۔

انا لله وانا اليه راجعون

خطیب کہتا ہے

صدیق اکبرؓ کو دولت مل گئی

صدیق اکبرؓ کو محمدؐ کی رفاقت مل گئی

رفاقت............بھی ازلی،ابدی

قیامت میں کوئی عبادت کی دولت لے کر آئے گا

قیامت میں کوئی ریاضت کی دولت لے کر آئے گا

قیامت میں کوئی تہجد کی دولت لے کر آئے گا

قیامت میں کوئی نوافل کی دولت لے کر آئے گا

قیامت میں کوئی تلاوت کی دولت لے کر آئے گا

قیامت میں کوئی شہادت کی دولت لے کر آئے گا

میں قربان جاؤں صدیق اکبرؓ تیرے

تو محمدؐ کی رفاقت کی دولت لے کر آئے گا

سبحان اللہ

پہلوئے مصطفیٰؐ میں بنا آپ کا مزار

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

پہلے دن ہی............جنت اور جنت کے وارث کے پاس پہنچ گئے..................تم جنت کے

فیصلے کرتے پھرو..................صدیقؓ جنت میں پہنچ چکا ہے...........سدا جنتی ہے، جنتی رہے گا ....اور جنت کا قابل فخر سرمایہ...........صدیق اکبرؓ کی ذات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سو گئی۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

پہلا خطبہ رجب

اہمیت نماز

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ. (عنکبوت)

ترجمہ: قرآن مجید کی تلاوت کیجئے اور ہمیشہ پابندی سے نماز پڑھتے رہیئے ۔ کیونکہ نماز بے شرمی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اور خوب جانتا ہے جو تم کررہے ہو!

حضرات گرامی: یہ رجب کا مہینہ ہے اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ اور اپنے محبوب پاک ﷺ کو بے بہا نعمتوں اور سدا بہار تحفوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان نعمتوں اور تحفوں میں ایک نہایت ہی بہترین تحفہ نماز کا ہے۔ اس تحفہ کے بہترین اور سدا بہار ہونے کا اس سے بہتر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو اکثر تحفے تو فرش پر عطا فرمائے لیکن نماز کی باری آتی ہے تو یہ تحفہ آپ کو عرش پر بلا کر عطا فرمایا گیا۔

گویا کہ نماز ایک عرشی تحفہ ہے!

نماز میں ثنا بھی ہے

نماز میں دعا بھی ہے

نماز میں نیاز بھی ہے

نماز میں فریاد بھی ہے

نماز میں عبدیت کی انتہا بھی ہے

نماز میں اپنے محبوبؐ کی رضا بھی ہے

اس لیے

خطیب کہتا ہے

نماز ایک گلدستہ ہے۔

جس میں تمام عبادات کے تھوڑے تھوڑے نمونے ہیں

حج میں کیا ہے	پکارنا اور مانگنا ہے
نماز میں کیا ہے	پکارنا بھی ہے اور مانگنا بھی ہے
زکوٰۃ میں کیا ہے	مال کو مولیٰ کی رضا کے لیے وقف کرنا ہے
نماز میں کیا ہے	جان کو مولیٰ کے حضور نذر کرنا ہے

مال دینا آسان ہے

جان دینا آسان نہیں ہے

زکوۃ میں مال کی ادا ہوتی ہے۔

اور نماز میں جان کی ادا ہوتی ہے

زکوۃ مال فدا کرنے کا نام ہے

نماز جان فدا کرنے کا نام ہے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

فرما دیجئے کہ میری نماز اور قربانی اور زندہ رہنا اور موت اللہ کے لیے ہے

نماز، قربانی، زندگی یہ سب رب پر مر مٹنے کا نام ہے!

اس لیے اسلام میں ایمان اور توحید کے بعد سب سے زیادہ جس عمل پر اور جس عبادت پر زور دیا گیا ہے وہ نماز ہے، چنانچہ قرآن مجید کے چند دلائل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن سے آپ حضرات کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالی کے ہاں نماز کی کس قدر اہمیت ہے

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے!

دلیل اول اَقِیْمُوْا الصلوٰۃ ....نماز قائم کرو

دوسری دلیل۔ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ

یعنی تمام نمازوں خاص بیچ والی نماز یعنی عصر کی محافظت کرو!

تیسری دلیل۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ

اے ایمان والوصبر اور نماز سے مدد طلب کرو!

چوتھی دلیل۔ وَاۡمُرۡ اَهۡلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَیۡهَا

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے۔

پانچویں دلیل۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ

نماز یقیناً بے حیائی اور بری باتوں سے روک دیتی ہے۔

چھٹی دلیل۔ فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ

خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں کو بھول جائے!

اس آیت میں ویل کا لفظ آیا ہے۔ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے۔ قصداً نماز چھوڑنے والے کو اس وادی میں داخل کیا جائے گا، جسے ویل کے نام سے موسوم کا ے گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے!

ساتویں دلیل۔ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ .

وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کو متقی قرار دیا گیا ہے جو نماز قائم کرتے ہیں۔ گویا کہ نماز نشانی ہے تقویٰ کی ......نماز ہی سے فیصلہ ہوگا کہ کون شخص متقی ہے اور کون شخص متقی نہیں ہے اس لیے متقی بننے کے لیے ضروری ہے کہ نماز پڑھی جائے۔

آٹھویں دلیل توحید کے بعد دعوت انبیاء کا دوسرا سب سے بڑا مطالبہ نماز ہی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَآ اُمِرُوۡٓا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤۡتُوا الزَّکٰوةَ وَذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَةِ.

اور نہیں حکم کیا گیا ان لوگوں کو سوائے اس کے کچھ بھی کہ وہ عبادت کریں۔ اللہ ہی کی خالص کرتے ہوئے اسی کے واسطے اطاعت بالکل یکسو ہو کر اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوۃ۔

نویں دلیل۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَاتَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ.

اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ!

اس آیت کریمہ میں جو ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی ایک ایسا نسخہ ہے جو آدمی کہ مسئلہ توحید اور عقیدہ توحید پر قائم رکھتا ہے، بے نمازی کسی وقت بھی شرک کی بھٹی میں گر کر جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہ غَیْرُکَ!

نماز میں سورہ فاتحہ ہے	جو توحید کی دستاویز ہے
نماز میں قل ہو اللہ ہے	جو توحید کا سمندر ہے
نماز میں کلمہ التحیات ہے	جو توحید کا حلف نامہ ہے
نماز میں کلمہ شہادت ہے	جو توحید کا اقرار نامہ ہے
نماز میں رکوع ہے	جو توحید کا چشمہ ہے
نماز میں سجدہ ہے	جو توحید کا انتہائی معیار ہے

اس لیے جو شخص نماز پڑھتا ہے اور اس پر غور کرتا ہے اور اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھتا ہے، وہ شرک کی بیماری میں مبتلا نہیں ہو سکتا! بشرطیکہ وہ نماز کے ان الفاظ کے ساتھ غور فکر کے ساتھ وفاداری کرے۔

دسویں دلیل۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ(۴۸)وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ

کہا جاتا ہے کہ اللہ کے لیے جھکو (یعنی نماز پڑھو) تو وہ نہیں جھکتے۔ اس دن (یعنی بروز قیامت) ان جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہوگی!

حضرات گرامی: اس وقت تک میں نے آپ حضرات کے سامنے دس آیات قرآنی پیش کی ہیں

جن میں بار بار نماز کی تاکید فرمائی گئی ہے، دس دفعہ اگر

باپ بیٹے کو حکم دے اور وہ نہ مانے

استاد شاگرد کو حکم دے اور وہ نہ مانے

بڑا بھائی چھوٹے کو حکم دے اور وہ نہ مانے

حاکم رعایا کو حکم دے اور وہ نہ مانے

افسر ماتحت کو حکم دے اور وہ نہ مانے

تو آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ پھر اس کی کیا سزا ہوگی

باپ بیٹے کو گھر سے نکالے گا یا نہیں

استاد شاگرد کو پڑھائے گا یا نہیں

حاکم رعایا کو سزا دے گا یا نہیں

افسر ماتحت کو معطل کرے گا یا نہیں

وہ خدا جو رزق دیتا ہے

وہ خدا جو مال دیتا ہے

وہ خدا جو اولاد دیتا ہے

وہ خدا جو عزت دیتا ہے

وہ خدا جو دین و دنیا کی عظمتیں دیتا ہے

کیا اپنے بندے کو جب دس مرتبہ نماز کا حکم دے گا اور بندہ اس کی تعمیل نہیں کرتا تو کیا خدا بندے سے ناراض نہیں ہوگا۔

کیا بندے پر اپنا غصہ نازل فرمائے گا یا نہیں

کیا بندے سے اپنی برکتیں اٹھائے گا یا نہیں

اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کو اس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ نجات نماز پڑھنے میں ہی ہے اور خدا کی رحمت کے خزانے لوٹنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کی جائے

اور جب بندہ نماز میں سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی کی تمام رحمتیں اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔اور بندہ انوارات الٰہیہ کا مرکز بن جاتا ہے

اور ...... یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حضرات گرامی: نماز کے سلسلے میں اب تک میں نے آپ حضرات کے سامنے ارشادات ربانی کا ایک گلدستہ پیش کیا ہے جس سے نماز کی اہمیت اور افضل العبادات ہونا ثابت ہوتا ہے، اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک سے بھی نماز کے فضائل اور مناقب پر مشتمل گلدستہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کردوں تاکہ آپ گلدستہ رسالت سے بھی اپنے ایمان کو معطر کرسکیں اور زبان مبارک سے نکلی ہوئی ،خوشبوؤں سے بھی اپنے ایمان اور قلب وجگر کو راحتیں کرسکیں۔

سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

پہلی دلیل

قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

معلوم ہوا کہ جو امتی نماز پڑھے گا اس کا براہ راست سرکار دوعالم ﷺ سے رشتہ محبت وشفقت بڑھتا جائے گا۔ کیونکہ جب نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو ضرور حضور پاک ؐ کا امتی اپنے عمل سے آپ کی راحت اور ٹھنڈک کا باعث ہوگا تو آپ کی شفقت اور رحمت اس امتی کی طرف متوجہ ہوگئی۔جس کا نتیجہ یہ ہوگا، وہ امتی جنت کے مزے لوٹے گا جس نے اپنے عمل سے سرور کائنات ﷺ کو مسرت بخشی ہوگی۔

دوسری دلیل

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ

انہ ﷺ ذکر الصلوۃ یو ما فقال من حافظ علیھا کانت لہ نورا و برھانا

ونجا تا یوم القیا مة ومن لم یحافظ علیها لم یکن له نورا ولا بر هانا ولا نجاۃ وکان یوم القیا مة مع قارون وفرعون وها مان وابی ابن خلف.

(احمد، دارمی، بیهقی، مشکوٰۃ)

رسول ﷺ نے ایک دن نماز پر کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جوکوئی نماز کو اہتمام سے ادا کرے گا تو نماز اس کے واسطے قیامت میں نور ہوگی! برہان ہوگی اور بالآخر ذریعہ نجات بنے گی! اور جوکوئی اس کو اہتمام سے ادا نہیں کرے گا تو اس کے واسطے نہ نور بنے گی نہ برہان اور نہ ذریعہ نجات اور وہ شخص قیامت میں قارون، فرعون، ہامان، اور (مشرکین مکہ کے سرغنہ) ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا، معاذ اللہ

خطیب کہتا ہے

جو کہتے ہیں کہ ہم..............................دل میں نماز پڑھ لیتے ہیں

ہمارا ایک قدم..............................یہاں ہوتا ہے اور دوسرا حرم میں اس لیے ہم مولویوں والی نماز کے قائل نہیں (معاذ اللہ)

نہ نیتی نہ قضا کیتی............

ان کو خوش خبری ہو کہ ان کی سیٹیں

فرعون، ہامان، ابی بن خلف کے ساتھ

ریز ہو چکی ہیں قیامت کو ان کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔

نمازی......سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ جنت میں جارہے ہوں گے! اور نماز کا انکار کرنے والے، مذاق کرنے ولاے استہزا کرنے والے اپنے وڈیروں کے ساتھ جہنم میں جارہے ہوں گے !

ملنگوں کا اور نام نہاد پیروں کا اب ایک مستقل گروہ بن چکا ہے جو نہ صرف نماز ہی نہیں پڑھتے ، بلکہ وہ نمازی کا مذاق بھی اڑاتے ہیں، جاہل اور بے عمل لوگ ان کی رونق بڑھارہے ہیں، خدا کیلیے اب بھی اس سے باز آجاؤ اور نماز قائم کرو اور سجدوں کی رونقیں بڑھاؤ۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاب حجازی نہ رہے

رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

تیسری دلیل

حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

سمعت رسول ﷺ ارأیتم لو ان نهرا بباب احد کم یغتسل فیه کل یوم خمس مرات هل یبقٰی من درنه شیی قالو لا یبقٰی من درنه شیی ، قال فکذالک مثل الصلوٰت الخمس یمحو االله بهن الخطا یا.

(بخاری، مسلم، ترمذی، نائی)

بھلا دیکھوتو اگر کسی کے دروازے کے سامنے ایک بہتی ہوئی نہر ہواور روزانہ وہ شخص اس میں پانچ دفعہ نہاتا ہوتو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا!

لوگوں نے کہا نہیں!

آپ نے فرمایا...... پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے کہ اللہ تعالی ان نمازوں کے برکت سے نمازیوں کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے اورانہیں پاک وصاف کر دیتا ہے،

سبحان اللہ ......کیسی مثال سے سرکار دو عالم ﷺ نے ہم کو نماز کی پاکیزہ گری کا مسئلہ سمجھایا کہ نماز صرف خود ہی پاک نہیں ہے بلکہ جو اس کے ساتھ دوستی لگائے گا اور اس سے یارانہ لگائے ،اس کو بھی نماز پاکیزہ بنادے گی! اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہوں کو مٹا کر اسے نیکیوں کے بحر ناپیدا کنار پر لا کھڑا کرے گا۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

سبحان اللہ

چوتھی دلیل

حضرت عبادۃ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ

اوصانی خلیلی رسول الله ﷺ بسبع خصال فقال لا تشركو ابالله شیاو ان قطعتم اوحر قتم او صلبتم ولا تتركو الصلوٰة متعمدين فمن تركها متعمدا فقد خرج من الملة . (الترغيب والترهيب)

میرے محبوب رسول ﷺ نے مجھے سات باتوں کی نصیحت فرمائی ہے!

کہ تم اللہ کے ساتھ کبھی بھی کسی حالت میں شرک نہ کرنا اگر چہ تمہارے ٹکڑے کر دیئے جائیں، یا تم کو جلا دیا جائے! یا تمھیں سولی دے دیا جائے! اور قصداً کبھی نماز نہ چھوڑو! جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ ملت اسلام سے خارج ہو گیا!

سبحان اللہ ....عقیدہ توحید پر پختگی اور نماز پر پختگی دونوں کی نہایت سختی سے تاکید فرمائی، اس ارشاد رسول ﷺ سے نماز کی اہمیت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے اور شرک نہ کرنے کی جس انداز اور حسین پیرائے سے بیان فرمایا ہے وہ تو جوامع الکلم کی ایک زندہ و پائندہ تعبیر ہے۔

پانچویں دلیل

نماز تمام اعمال کی صدر ہے

سرکار دوعالم ﷺ فرماتے ہیں کہ

اول مایحاسب به العبد یوم القيامة الصلوة فان صلحت صلح سائر عمله وان فسدت فسد سائر عمله (طبرانی، ترغیب)

قیامت کے روز سب سے پہلے (حقوق اللہ) میں نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر یہ درست نکل آئی تو تمام اعمال درست ہوں گے اور اگر نماز خراب رہی تو سارے اعمال خراب رہے۔ اس ارشادگرامی سے معلوم ہوا کہ نماز تمام اعمال کی سردار ہے، جس طرح دل تمام اعضاء کا سردار ہے اسی طرح نماز اعمال کی صدر ہے! جس کا نماز والا مرکز درست ہوگا اسی کے تمام پرزے درست

ہوں گے اور اگر کسی کہ یہیں پر گرفت ہوگئی تو معاملہ بگڑ جائے گا۔

اس لیے ضروری ہے کہ کلمہ گو مسلمان اپنی اور اپنے خاندان اور اپنی اولاد کی نمازوں کا دھیان کرے اس کو کہا گیا ہے

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

حضرات گرامی: اس وقت تک میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی دس آیات کریمہ اور سرکار دو عالم ﷺ کی پانچ احادیث بیان کی ہیں جن سے نماز کی اہمیت اور فضیلت آپ کے سامنے آفتاب سے زیادہ روشن ہو کر سامنے آئی ہے آخر میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس نماز سے اس وقت کے مسلمان سستی اور غفلت کئے ہوئے ہیں، حضور ﷺ نے اپنی مرض وفات کے دنوں میں عام وصال کی رخصت ہوتے وقت جو وصیتیں امت کو فرمائیں تھیں۔ ان میں نماز کی بھی سختی سے تاکید کی تھی چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے آخری وقت فرمایا تھا کہ

اَلصّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اِیْمَا نُکُمْ

نماز اور غلاموں کا خصوصیت سے خیال رکھنا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

آپ نے خلافت کے فیصلہ سے پہلے حضرت فاروق اعظمؓ کو نماز کی امامت کا مصلّیٰ سپرد فرمایا تھا تا کہ امت کو اس بات کا سختی سے احساس رہے کہ نماز کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ

سیدنا فاروق اعظمؓ کو نماز کی حالت میں زخمی کیا گیا تھا اور ایک یہودی نے آپ پر نماز کی حالت میں قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ جب آپ زخمی ہو کر گر گئے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بازو پکڑ کر آگے کر دیا اور امت کو اس اہمیت پر مستحکم فرمایا کہ مجھ سے پہلے نماز کی فکر رو!

ایک وقت پر کچھ غشی کی سی کیفیت طاری رہی اس وقت کسی نے آپ کو نماز پڑھنا یاد دلایا تو آپ نے فرمایا۔

نعم لا حظ فی الاسلام لاصلوٰۃ له

ہاں! نماز ضرور پڑھنی ہے جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں!

پھر آپ نے اسی حالت میں نماز ادا کی اور آپ کے زخم سے خون کا گویا فوارہ جاری تھا!

نماز کے بغیر زندگی کا لطف نہیں

اسی زخمی اور موت وحیات کی کش مکش کی حالت میں ایک دن سیدنا فاروق اعظم ﷺ نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے فرمایا **لا حظ فی الحیوۃ وقد عجزت عن الصلوٰۃ .**

(نماز کی حقیقت مولانا نعمانی)

جب میں نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہو گیا ہوں تو زندہ رہنے میں کوئی لطف نہیں!

سیدنا حسین بن علیؓ کے آخری لمحات

حضرت سیدنا حسین ابن علیؓ جب میدان کربلا میں شہید ہوئے تو آپ کا آخری عمل بھی نماز ہی تھا! اسی کو شاعر نے کہا ہے

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی تھی تلواروں کے سائے میں

آیئے حسین وجمیل مسجدیں بنانے والو! اپنے خدا کے حضور عہد کریں کہ اے مولیٰ کریم آپ نے جو تحفہ اپنے محبوب کو معراج کی رات عطا فرمایا تھا ہم اس کی دل وجان سے قدر کریں گے! اور زندگی بھر نماز کی پابندی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل وکرم سے نمازی بنائے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین